إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَآيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں سمجھ والوں کے لئے نشانیاں ہیں،

سلسلۂ دار المصنفین،

(۴۶)

افکارِ عصریہ

مُصنّفہٗ

چارلس آر گبسن، ایف، آر، ایس، ای،

ترجمہ از

محمد نصیر احمد عثمانی نیوتنوی (علیگ) ایم، ایس، سی،

معلّم طبیعیّات، جامعۂ عثمانیہ، حیدرآباد دکن،

باہتمام مولوی مسعود علی صاحب ندوی،

۱۳۵۳ھ مطبع معارف اعظم گڈھ میں طبع ہوئی ۱۹۳۴ء

بار اوّل
(باخذ اجازت از مصنّف)

افکارِ عصریّہ

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

انیسوین صدی عیسوی سائنس کی ترقی کیلئے تو مشہور تھی ہی لیکن بیسوین صدی مین بالخصوص جنگ عظیم کے بعد سے جو ترقیان اور تبدیلیان سائنس مین ہوئی ہین انکی نظیر نہین ملتی، اسپر ایک اضافہ یہ ہو کہ اس سیارے کے ساکنین اس جاننے پر مصر ہین کہ خالق نے ارض و سما کیونکر پیدا کئے اور اُن کے حفظ کا کیا انتظام کیا ہو، کوئی وجہ نہین کہ لوگ اس سیارے پر اپنی عمر تمام کر دین اور اُن کو ان باتون کا علم نہ ہو، اسی پر کیا موقوف ہو، مادے کے جوہر کس چیز کے بنے ہین؟ روشنی کیا ہے؟ برق کیا ہے؟ یہ اور اسی طرح کے دیگر سوالات ساکنان ارض کی توجہ اپنی طرف مبذول کئے ہوئے ہین،

لیکن ہر شخص کو نہ اتنا موقع ہو اور نہ اتنی فرصت کہ ان سوالات کے جوابات تلاش کرنے کیلئے فنی کتابون کیطرف رجوع کرے، بایں ہمہ ہر شخص ان جوابات کو حاصل ضرور کرنا چاہتا ہو یہی وجہ ہو کہ "افکار عصریہ" جیسی کتابون کی ضرورت اور گنجایش نکلتی ہو، اس کتاب کا مقصد دراصل اسی قسم کے سوالون کا جواب دینا ہے لیکن اسکو "مبادیات" کے درجہ مین سمجھنا چاہئے خدا نے چاہا تو بشرط فرصت اس سلسلہ کی دوسری کتابین بھی منصۂ شہود پر آجائین گی،

کتاب کا ترجمہ عرصے سے تیار تھا، لیکن اسکی اشاعت مین بہت تاخیر ہوگئی، جسمین خاص طور پر اردو، انگریزی فرہنگ کی طباعت نے بہت وقت لیا، شکلون کی طباعت بھی خاطر خواہ نہ ہوسکی، اور وقت کی قلت کی وجہ سے سوائے ایک کے جملہ ضمیمے نظر انداز کر دیئے گئے ہین، اگرچہ متن مین اُن کا حوالہ آگیا ہے، کیونکہ وہ اس قدر ضروری نہ تھے،

بہر حال اب جبکہ کتاب مکمل ہوگئی ہو امید کیجاتی ہو کہ اس کی وجہ سے سائنس کے ساتھ دلچسپی مین اضافہ ہو جائے گا فقط

محمد نصیر احمد عثمانی نیوتنوی، (جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن)
معلم طبیعیات،

المرقوم ۲۷ رجب سنہ ۱۳۵۳ھ م ۲ر دیماہ سنہ ۱۳۴۴ف م ۶ر نومبر سنہ ۱۹۳۴ء

مشورہ

اکثر قارئین کا یہ دستور ہی کہ کسی کتاب کو جب اٹھاتے ہین تو سب سے پہلے فہرست پر نظر ڈالتے ہین، اور پھر ایسے باب کو منتخب کرتے ہین جو اُن کے نزدیک دلچسپ معلوم ہوتا ہے، یہ عرض کرنا بیجا نہ ہوگا کہ یہ طریقہ بہت نامناسب ہی، بالخصوص اس وقت جبکہ قاری مضمونِ کتاب سے پہلے واقف نہ ہو، اس کا سبب یہ ہے کہ مصنف نے ہر باب مین یہ تسلیم کر لیا ہے کہ سابق کا باب پڑھ لیا گیا ہے، کتاب لکھنے کا مقصد یہی ہے کہ ہر شخص اس کے مطالب پر بآسانی عبور حاصل کر سکے، لیکن ہر باب کو دوسرے سے بے نیاز نہین رکھا جا سکتا، ورنہ فضول تکرار لازم آئے گی، بنا برین اگر پہلے باب سے کتاب کو شروع کیا جائے تو سارا مضمون آئینہ ہو جائیگا، اور ہر باب اپنے مابعد کے باب کے لئے بمنزلہ ایک زینہ کے ہو جائیگا۔ فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

تمہید

اگرچہ ناظرین کی ایک بڑی تعداد سائنس کو اب "خشک" نہین سمجھتی، تاہم بہت سے سمجھدار لوگ اب بھی ایسے موجود ہین، جن کے نزدیک ہر قسم کے علمی خیالات لازماً اصطلاحات مین محصور رہا کرتے ہین،

عام ناظرین کے لئے تو سائنس کی جدید درسی کتب حروف اور علامات کے مجموعہ سے زیادہ حیثیت نہین رکھتین لیکن اسمین بھی شک نہین کہ اصطلاحی الفاظ اور جملے اس لئے نہین ایجاد کئے گئے کہ عوام کو پریشان کرین، بلکہ ان کی ایجاد کا منشا یہ ہے کہ خواص کے لئے بیان مین سہولت ہو، ہوسکتا ہے کہ ایک اصطلاحی لفظ جب سادہ زبان مین بیان کیا جائے تو پورا ایک فقرہ یا متعدد فقرے بن جائے، عامی کیلئے جو توجیہ سیدھی سادھی ہوتی ہے، وہی ماہر فن کیلئے اظہار خیالات کا پیچیدہ طریقہ ہوتا ہے! اصطلاحی الفاظ تو گویا قصر راہ ہین،

سنہ ۱۹۰۸ء مین برٹش ایسوی ایشن کے ایک جلسہ مین جامعۂ لندن کے صدر نے ادبیات سائنس مین فنی اصطلاحات کے روز افزون استعمال پر افسوس ظاہر کیا، اس کی ضرورت کو اونھون نے تسلیم کیا تاہم اونھون نے یہ خیال ظاہر کیا، کہ

اس کی وجہ سے سائنس کے خزانہ کا بیشتر حصہ سوائے ماہرین فن کی ایک مختصر سی جماعت کے سب کے لیے بیکار ہو جاتا ہے، اون کا دعویٰ ہے، کہ بہت ہی کم ایسے علمی خیالات ہیں جو غیر اصطلاحی زبان میں نہ ادا کئے جا سکیں، اسی واسطے انہوں نے اپنے ہم مشربوں سے استدعا کی کہ اگر وہ اصطلاحی زبان سے ذرا الگ ہو جائیں، تو علمی مسائل میں زیادہ دلچسپی پیدا کر سکتے ہیں اور اس طرح علمی و عامی خیال میں جو خلیج حائل ہوتی نظر آرہی ہے، وہ دور ہو جائیگی،

کیمبرج کے سر جے. جے. ٹامسن[۱] نے، جبکہ وہ ۱۹۰۹ء میں برٹش ایسوسی ایشن کے صدر تھے، کہا تھا:-

"میرے خیال میں ایک مشہور فرانسیسی ریاضی دان و طبیعی کے اس قول میں بہت تھوڑا ہی مبالغہ ہے کہ کوئی انکشاف اوس وقت تک اہم نہیں سمجھنا چاہیئے جب تک کہ صاحبِ انکشاف کو اس پر اتنا عبور نہ ہو جائے کہ وہ بازار میں کسی آدمی کو لیکر اوس کو سمجھا سکے"

تین سو برس کا زمانہ گذرا کہ گے لی لیو[۲] نے لاطینی میں علمی کتابوں کے لکھنے کی قدیم رسم ترک کر دی، اور اس کے بجائے "بازاری زبان" اختیار کی (یعنی اطالوی) گے لی لیو نے اس کا جو سبب بیان کیا تھا، وہ یہ ہے "اگرچہ ہو سکتا ہے کہ لوگوں کے ذہن و دماغ اچھے قسم کے ہوں، تاہم چونکہ وہ غیر زبان کے لکھے کو نہیں سمجھ سکتے، اس لئے اون کے ذہن میں یہ خیال قائم ہو جاتا ہے کہ ان مضمون میں جو کچھ مکتوب ہے، وہ منطق و فلسفہ کا ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جو اُن کی دسترس سے باہر ہے، میں اون کو بتلا دینا چاہتا ہوں کہ جہاں فطرت نے فلسفیوں کی طرح اون کو اپنے کارناموں کے دیکھنے کے لئے آنکھیں دی ہیں، وہاں اون کے جانچنے اور سمجھنے کے لئے دماغ بھی دئے ہیں"

بعض لوگوں کے نزدیک سائنس کی دلچسپی اوس کے علمی استعمال ہی میں ہے، اگرچہ یہ اپنی جگہ پر دلچسپ ہے، تاہم ہم میں سے اکثروں کے نزدیک اس میں وہ دل آویزی نہیں، جو اُن کوششوں میں ہے جن سے اپنے ماحول کی

---

۱ Sir J. J. Thomson پیدائش ۱۸۵۶ء مشہور طبیعی، برق، مقناطیس وغیرہ پر بہت کچھ لکھا ہے، ۱۹۰۶ء میں نوبل پرائز ملا تھا۔

۲ Galileo (۱۵۶۴ء تا ۱۶۴۲ء) مشہور اطالوی ہیئت دان، اوائل عمر میں قاعدہ کلیہ دریافت کیا، سب سے پہلے دوربین بنائی اور اس سے بہت سے تجربے انجام دئے، (مترجم)

چیزوں میں رازِ فطرت معلوم کئے جاتے ہیں، مثال کے طور پر یہ سوالات کس قدر فطری ہیں کہ مادّہ کس چیز سے بنا ہے؟ کیوں ایک شے مائع حالت میں پائی جاتی ہے؛ اور دوسری ٹھوس یا گیسی حالت میں؟ اتصال کیا ہے؟ کیمیاوی امتزاج کسے کہتے ہیں؟ کسی شے کی تپش کس پر مبنی ہوتی ہے؟ جواہر کس چیز سے بنے ہیں؟ برقی رو کیا ہے، اور برقائے جانے پر کسی شے کی کیا کیفیت ہو جاتی ہے؟ لوہے کے ٹکڑے میں مقناطیسیت کہاں سے آئی؟ علاوہ ازیں توانائی مکانی اثیر، اور نور و حرارت کے متعلق نہ جانے کتنے سوالات ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں، اشیاء کیوں مختلف رنگ کی نظر آتی ہیں؟ پھر ہم یہ بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ جس سیارہ پر ہماری بود و باش ہے اس کی تخلیق کے متعلق سائنس کیا خیال رکھتی ہے، حیات کہاں سے آئی؟ تجاذب کیا ہے؟ اس کے علاوہ اور سوالات ہیں، لاشعاعیں کیا ہیں؟ ریڈیمی شعاعات کا ایک مستقل سلسلہ کیونکر قائم رکھ سکتا ہے؟

ان میں سے بعض مظاہر کی توجیہ اس وقت تک نہ ہو سکی جبتک کہ نظریۂ برقیہ معرض وجود میں نہ آیا، اس کتاب کا موضوع بھی عام فہم عبارت میں اسی نظریہ کی توجیہ سمجھنا چاہئے، لیکن بسا اوقات ایسے لوگوں سے بھی سابقہ پڑتا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ نظریہ محض ایک بیکار شے ہوتا ہے، بہت سے بہت ایک قسم کا بے لگام قیاس ہے کہ اگر وہ نہ بھی ہو تو ہمارا کوئی ہرج نہ ہو، ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ نظریہ محض قیاس آرائی نہیں ہے جب قدما نے یہ دیکھا کہ اگر کہربا کا ایک ٹکڑا رگڑا جائے تو اس میں تنکے اور دیگر چیزوں کو اپنی طرف کھینچنے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے، اس سے انھوں نے یہ نتیجہ نکالا، کہ کہربا میں ایک روح ہے، اور رگڑ سے اسمیں حرارت و زندگی پیدا ہو جاتی ہے، یہ صحیح معنوں میں نظریہ نہیں یہ محض ان کی قیاس آرائی تھی، وہ اس قیاس کی تائید میں مشاہدات پیش نہ کر سکتے تھے۔

جب ہم ہوشیاری سے مشاہدہ کردہ چند واقعات جمع کر لیتے ہیں، تو ہم کو ان کی توجیہ کی فکر ہوتی ہے، اور ہماری یہی توجیہ جسکی ہم سعی کرتے ہیں، نظریہ کہلانے لگتی ہے، پھر ہم نئے واقعات کی تلاش کرتے ہیں جن کی توجیہ ہمارے نظریہ سے ممکن ہونی چاہئے، لیکن اگر کوئی واقعہ ٹھیک نہ بیٹھے تو پایا تو ہم کو نظریہ میں ترمیم کرنا پڑیگی یا بالکل

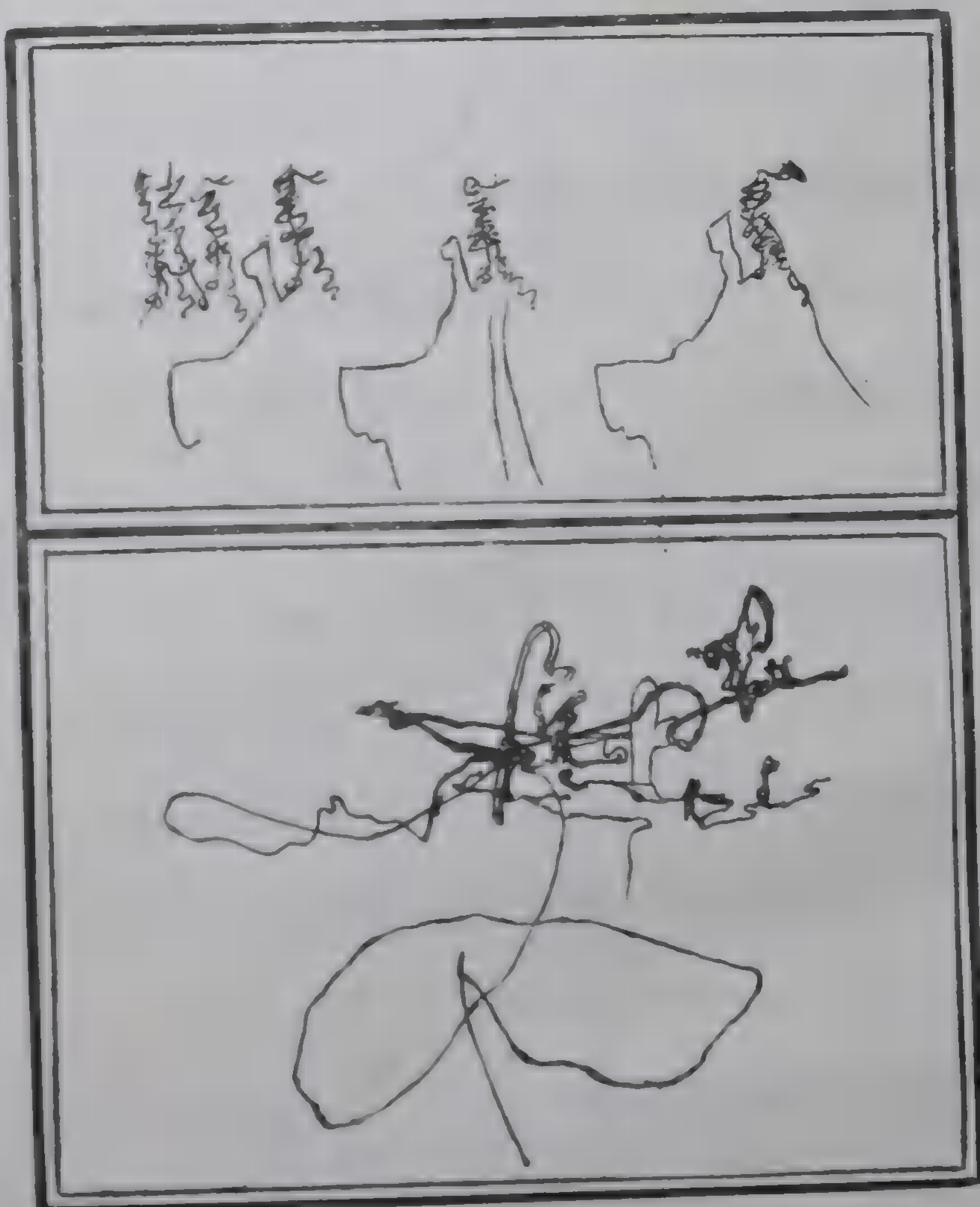
---

[۱] برقانا یعنی کسی شئی میں بجلی کی لہر دوڑانا۔ مترجم

نیا نظریہ قائم کرنا پڑے گا، آیندہ چل کر معلوم ہوگا، کہ ہمارے آباواجداد نور کو ایک مادی شے سمجھتے تھے، جو بہت چھوٹے چھوٹے اجزا پر مشتمل ہے، حالانکہ اب ہمارا یہ خیال ہے کہ ایک واسطے مین محض موجی حرکت کا نام ہے، برخلاف اسکے ایک زمانہ مین لوگون کو اس پر پورا یقین تھا کہ برق کی علیحدہ کوئی ہستی نہین، بلکہ وہ ایک واسطہ مین محض ایک موجی حرکت ہے، حالانکہ ہمارے پاس اب اس کا قطعی ثبوت موجود ہے کہ برق ایک حقیقی ہستی ہے جو بے نہایت چھوٹے چھوٹے ذرات پر مشتمل ہے،

جب کوئی نظریہ کبھی پیش کیا جاتا ہے، تو سب سے پہلی بات جو عمل مین لانی چاہئے، وہ اس کی آزمایش ہے، جو مرقع ـــــ کے مقابل دیا گیا ہے، اس مین اس کی ایک سادہ سی صورت بیان کی ہے، ایک نامہ نگار نے میرے پاس ایک تصویر کی نقل بھیجی جو صفحہ کے بالائی حصے مین نقش ہے، اور اوس نے یہ لکھا کہ تصویر بجلی کی ایک کڑک کی ہے، جو چند برس پہلے مین نے لی تھی، اس کے خط مین یہ بھی تحریر تھا کہ "ظاہر ہے کہ ایک ہی کڑک ہے جو باقاعدہ گھٹتے ہوئے وقفون پر دہرائی گئی ہے" اس کا استنتاج یہ تھا کہ یہ پانچون خیال (آئینہ یا عدسہ مین جو عکس بنتا ہے اوسکو خیال کہتے ہین مترجم) بجلی کے مختلف حصون مین انعکاس کا نتیجہ تھے معما جو تھا یہی تھا کہ ایسا کیونکر ہوا، اس نظریہ کے لئے اوسکا استدلال یہ تھا کہ بجلی کی پانچ مختلف کڑکین اس طرح ایک دوسرے کے بالکلیہ مشابہ نہین ہوسکتین،

تصویر کے امتحان سے پتہ یہ چلا کہ ان مین سے ایک بھی خیال بجلی کی وجہ سے نہین پیدا ہوا، بلکہ نور کے پانچ مختلف مبادی ان کا باعث تھے، یہ بھی قرین قیاس نہ تھا کہ نور کے پانچ مبادی اس طرح بالکل ایک ہی وضع سے حرکت کرین، پس قرین قیاس یہ تھا کہ مبادی نور ساکن تھے اور لوح عکاسی متحرک، اس بنا پر نامہ نگار کو یہ لکھا گیا، کہ جس وقت تاریکی مین وہ اپنے آلہ عکاسی (FHOTO GRAPHICCAMERA) کو وقوع صاعقہ پر تصویر لینے کے لئے درست کر رہے تھے تو اون کے عدسہ کے میدان مین سڑک کے پانچ لمپ آگئے تھے، اور یا تو عدسہ بے غلاف رکھکر آلہ عکاسی کی ترتیب مین یا بعد مین کسی اتفاقی سبب سے آلہ عکاسی کی حرکت کی وجہ سے جبکہ اس کا عدسہ کھلا ہوگا، ان پانچون مبادی نے ایک ایک خیال ترسیم کردیا، جو آلہ عکاسی کی حرکت کو ظاہر کرتا ہے، لیکن اس پر بھی نامہ نگار اس نظریہ



کے خلاف دلائل پیش کرتا رہا، اوسکو یقین تھا کہ میدان نظر مین سڑک پر کوئی لمپ نہین تھے، کیونکہ ساحل کے ایک ہوٹل کے بالاخانہ کی ایک کھڑکی سے تصویر لی گئی تھی، بایںہمہ اوس نے اتنی مہربانی کی، کہ ہوٹل کے مالک سے لکھکر دریافت کیا کہ اس کھڑکی سے سڑک کے کوئی لمپ تو نظر نہین آتے، جب جواب یہ ملا کہ اوس کھڑکی سے کوئی چھ لمپ نظر آتے ہین، تو اس وقت بھی نامہ نگار کو میرے نظریے کے قبول کرنے مین تامل تھا، چھ لمپون کے ہونیکی وجہ سے مین نے تصویر کا پھر بغور مطالعہ کیا، تو مجھکو چھٹے لمپ کا بھی ہلکا سا خیال نظر آگیا، تصویر مین بائین جانب چوتھے اور پانچوین خیالون کے درمیان یہ خیال دیکھا جا سکتا ہی، میرے نامہ نگار کو اب بھی یہی یقین تھا کہ یہ تصویر تجلی ہی کی نقش کردہ ہے، اس پر مین نے یہ تجویز کیا کہ لمپ والے نظریہ کی آزمایش کرلی جائے، کسی ایسی ہی کھڑکی مین جہان سے سڑک کا کوئی لمپ نظر آتا ہو، عدسہ کھول کر آلۂ عکاسی درست کیا جائے اور پھر دیکھا جائے کہ کس قسم کا خیال بنتا ہی، چنانچہ اوس نے یہ تجربہ انجام دیا، اور نتیجہ کے طور پر میرے پاس وہ تصویر بھیجی، جو مرقع کے زیرین حصے مین نقش ہی، ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اسکو یقین ہوگیا کہ لمپ والا نظریہ بالکل صحیح ہے،

نظریہ کی بدولت ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ فلان فلان امور واقع ہون گے، یا اونکا وجود ہونا چاہئے، اس کیلئے ہم تجربے انجام دیتے ہین، تین سو برس ہوئے، فرانسس بکن نے اپنی کتاب "ترقی علم" مین اس کا خلاصہ یون کیا:-

تمام حقیقی اور طبعی فلسفہ مین دو پیمانے یا زینے ہوتے ہین، ایک صعودی، ایک نزولی، صعودی یہ کہ تجربون سے ہم اسباب وعلل تک پہنچین، نزولی یہ کہ اسباب سے ہم نئے تجربے ایجاد کرین"

کلیات یا نوامیس فطرت وہ نظریے ہین، جو اپنے متعلقہ امور کے مشاہدہ کردہ واقعات کی توجیہ کرتے معلوم ہوتے ہین، ہم کو یہ فراموش نہ کرنا چاہئے کہ جن کو ہم نوامیس فطرت کہتے ہین، وہ انسان ہی کے ساختہ پرداختہ ہین، اور یہ نوامیس کسی امر کے وقوع کا باعث نہین ہوتے،

دوسرا باب

اشیار کس چیز سے بنی ہوئی ہین؟

نفس جویا کی تسلی محض یہ معلوم کرنے سے نہین ہوجاتی، کہ بعض چیزین شیشہ نامی ایک شے سے تیار ہوئی ہین اور بعض کی ساخت گل نامی ایک شے سے ہوئی ہے، ہماری دلی خواہش اس امر کے جاننے کی ہوتی ہے کہ یہ اشیار خود کس چیز کی بنی ہین،

مدرسہ چھوڑنے سے قبل ہم اس خیال کے عادی ہوگئے تھے کہ بہت سی چیزین دوسری چیزون کو باہم ملانے سے پیدا ہوتی ہین، ہم کو اس مین دلچسپی ہوتی تھی، کہ ایک قسم کا شیشہ ریت، سوڈا، اور چونے کو جوش دینے سے بن جاتا ہے، اپنے لڑکپن مین ہم سنا کرتے تھے کہ پرانے پھٹے چیتھڑون سے کاغذ تیار کیا جاتا ہے، بعدازان ہم پر یہ حقیقت کھلتی گئی کہ انسان چیزون کو صرف ملا سکتا ہے، یا بعض ملی ہوئی چیزون سے بعض چیزون کو نکال سکتا ہے، اور یہ حقیقت بھی واضح ہوئی کہ دنیا مین مادے کی ایک معین مقدار ہے، جو اس وقت سے چلی آتی ہے جب سے کہ "خالق نے ارض و سما پیدا کئے" ہم پر یہ امر بھی منکشف ہوا کہ آج زمین پر جو کچھ ہم دیکھتے ہین وہ کسی نہ کسی صورت مین ابتدائی وقت سے موجود چلا آتا ہے، فی الحقیقت ہم بھی اس کا اعتراف کرتے ہین کہ "سورج کے نیچے کوئی چیز نئی نہین ہے"

جب ہم کو یہ معلوم ہوا تھا کہ تمام مرکب اشیا چند سادہ یا مفرد اشیار کے محض امتزاج سے پیدا ہوتی ہین، تو ہم نے اپنی تحقیق مین کچھ زیادہ ترقی نہ کی تھی اگرچہ فی الجملہ آج کل دو تین لاکھ مرکب اشیار موجود ہین، تاہم یہ سب کی سب سادہ عناصر یا اساسی اشیار کی ایک محدود تعداد مین سے دو یا دو سے زیادہ کی ترکیب سے بنی ہین،

فی الحال ہم کوئی اسّی اساسی اشیاء سے واقف ہین، اور عام ناظرین ان مین سے چند سے ہی واقف ہونگے اگر عناصر کی پوری فہرست پر نظر ڈالی جائے جب کہ ضمیمہ I مین ہے، تو معلوم ہوگا کہ بہت سے لوگ آدھے نامون کو تو پہچانینگے بھی نہین،

اساسی اشیا مین سے بعض سے ہم اچھی طرح واقف ہین، بالخصوص ان دھاتون سے جن کو مین نے اون کی تجارتی قیمت کی ترتیب کے لحاظ سے درج کیا ہے، پلاٹینم، سونا، چاندی، نکل، پارہ، ایلومنیم، رانگ، تانبا، جست، سیسہ، لوہا، پھر بعض گیسین بھی کچھ مانوس معلوم ہوتی ہین، مثلاً آکسیجن، ہائڈروجن، نائٹروجن اور کلورین، دھاتون اور گیسون کو چھوڑ کر ہم کو ایک نام کاربن ملتا ہے جس کا حصہ کائنات مین، نیز ہمارے جسمون مین بہت زیادہ ہے، ہماری ساخت زیادہ تر کاربن، ہائڈروجن، آکسیجن اور نائٹروجن سے ہے،

عالم کے اجزا ترکیبی کی فہرست پر دوبارہ نظر کرنے سے بعض دیگر عناصر بھی شناسا معلوم ہوتے ہین مثلاً فاسفورس، گندھک، پوٹاسیم، سوڈیم، زرنیخ، برومین، کیلشیم، کوبالٹ، ایوڈین، میگنیشیم، سلینیم، سلی کن، اور یورینیم، ان مین ہم ریڈیم کا بھی اضافہ کرسکتے ہین، جو ۱۸۹۸ء تک کنز مخفی تھا، سائنس کے لئے اس کا انکشاف بہت زبردست ثابت ہوا، جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا،

اب تک ہم نے صرف اکتیس اشیاء مفردہ کا نام لیا ہے، اس مین شک ہے کہ بقیہ اجزاء عالم کو عام ناظرین پہچان بھی سکین گے، نصف درجن نہایت عجیب و غریب نام یہ ہین:- اٹریم، زی نان، وینیڈیم، پریسیوڈیمیم، کرپٹان اور گیڈولی نیم،

بہت سے عناصر عوامل کیمیاوی کی فہرست فروخت مین کبھی شائع نہین ہوتے، اور بعض تو تجربہ خانے مین نہایت دقت اور محنت سے حاصل ہوئے ہین، بااینہمہ ہم کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کسی شے کے اپنے ہم وزن سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہونے کے دو بالکل مختلف سبب ہو سکتے ہین، ہو سکتا ہے کہ وہ عنصر دنیا مین نہایت قلیل مقدار مین موجود ہو، یا فطرت نے اسی کو کسی مرکب مین اس طرح مقفل کیا ہو، کہ اس قفل کو توڑنے کیلیے

ہم کو بہت محنت و سرمایہ صرف کرنا پڑتا ہو، مثال کے طور پر دیکھو کہ چونے کے ایک ڈھیر کو تم چند آنون مین خرید سکتے ہو، حالانکہ چونے کے اجزا مین سے نصف سے زیادہ اس مفرد شئے کا جزو ہے جس کو کیلشیم کہتے ہین، فرض کرو کہ تم بائع سے یہ کہو کہ بجائے چونے کے تم کیلشیم لینا چاہتے ہو، جو اس ڈھیر مین ہے، تم کو معلوم ہے کہ اس ڈھیر مین تقریباً تین چوتھائی کیلشیم ہی لیکن نصف لینے کے لئے آمادہ ہو جاؤگے، اگر بائع اس امر پر راضی ہو جائے، تو تم کو اس کے حساب پر سخت حیرت ہوگی، تم کو غالباً یہ توقع ہوگی، کہ نصف ڈھیر کیلشیم کے لئے تم سے چونے کے پورے ڈھیر کی قیمت لی جائے گی، یا یہ سمجھوگے کہ چونکہ تم ڈھیر کا ایک جز ہی طلب کر رہے ہو، اس لئے قیمت مین کچھ کمی ہو جائے گی، اور اگر تم کو پہلے سے کیلشیم کی قیمت کا اندازہ نہین ہے تو تم یہی سمجھوگے کہ حساب مین ضرور غلطی ہوئی ہے، کیونکہ اس کی قیمت بجائے چند آنون کے چند سو روپیے یعنی تقریباً ساڑھے سات سو روپئے ہوگی، بادی النظر مین یہ امر کس قدر تعجب خیز ہے، کہ معمولی مادہ کا کوئی جز اس قدر قیمتی ہو، درانحالیکہ فطرت نے اُسے بافراط پیدا کیا ہو، لیکن کیلشیم کی قیمت نسبتہً جو اس قدر زیادہ ہے اس کا سبب یہی ہے، کہ اوسکو علٰحدہ کرنے مین بہت خرچ کرنا پڑتا ہے، چند برس پہلے اوسکی قیمت اور بھی زیادہ تھی، کیونکہ اس وقت اس کے حاصل کرنے کا طریقہ زیادہ خرچ طلب تھا،

اساسی اشیا کی فہرست پر ایک مرتبہ اور نظر ڈالنے سے شاید کسی کو یہ خیال پیدا ہو کہ اگر کوئی شخص ہر عنصر کے انفرادی خواص سے واقف ہو تو اوس کو اُن عناصر سے حاصل کردہ تمام مرکبات کے خواص معلوم ہو جانا چاہئین مگر واقعہ یون نہین ہے، کیونکہ جب اشیا مفردہ ایک دوسرے کے ساتھ اشتراک کرتی ہین، تو اپنی انفرادیت کھو بیٹھتی ہین، یہ توقع بالکل طبعی ہے کہ اگر دو گیسون کو ملائین، تو ایک مرکب گیس تیار ہو جائیگی، گو یہ صحیح ہے کہ ہم گیسون کا ایک آمیزہ نہایت آسانی سے تیار کر سکتے ہین، لیکن یہ تو گویا شکر اور ریت کا ملانا ہوا، ہر ایک اپنی انفرادیت قائم رکھتا ہے، کیمیاوی امتزاج اس سے بالکل علٰحدہ شئے ہے،

ہم مین سے بعض کو مدرسہ مین یہ ضرور پڑھایا گیا ہوگا کہ معمولی پانی بس دو گیسون، ہائڈروجن اور آکسیجن کا کیمیاوی امتزاج ہے، نہ کم نہ زیادہ، اس وقت ہم کو اسکے تحقیق مین کتنی دشواری پیش آتی تھی، کم از کم ہم اس کی توقع نہ کرتے تھے

توکیا یہ محض نظریہ ہے کہ پانی دو گیسون سے مرکب ہے اور بس، یا ہم اس کو ثابت بھی کر سکتے ہین، ؟ ہان ہم نہایت آسانی سے اس کو ثابت کر سکتے ہین، کیونکہ اگر پانی سے بھرے ایک ظرف مین سے بجلی کی رو گزارین تو پانی بتدریج غائب ہوتا جاتا ہے، اور اگر پانی سے اٹھتی گیسون کے جمع کرنے کا کوئی طریقہ اختیار کرین، تو سوائے ہائڈروجن اور آکسیجن کے ہم کچھ نہ پائین گے،

تم پر یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ کس طرح ایک دوسرے سے اشتراک کرنے پر یہ مفرد اشیا، اپنے انفرادی خواص کھو بیٹھتی ہین، ہم جانتے ہین کہ ہائڈروجن بہت شعلہ پذیر گیس ہے، لیکن کوئی سمجھدار آدمی پانی مین آگ لگانے کی کوشش نہ کرے گا، شاید ہم مین سے بعض کو وہ دلکش تجربے یاد ہون گے، جو کسی زمانے مین مدرسہ مین آکسیجن گیس سے انجام دئے گئے تھے، آکسیجن کی ایک بوتل مین دنیا بھر کی چیزین جلانے مین ہم کو خاص لطف آتا تھا، فولادی کمانی کے ٹکڑے، آہنی کیلین، اور اسی طرح نہ جلنے والی چیزین تک ہم اس مین جلا سکتے تھے، اس طرح ہمیشہ کے لئے ہمارے ذہن مین یہ خیال قائم ہو گیا کہ آکسیجن احتراق کی زبردست حامی ہے، بایں ہمہ یہ بھی واضح ہے کہ جب آکسیجن ہائڈروجن ممتزج ہو کر پانی بناتی ہین، تو آکسیجن کی یہ نمایان خصوصیت بالکل جاتی رہتی ہے، کوئی سادہ لوح بھی اس پر یقین نہ کرے گا، کہ شمع گل کرنے کے بعد سلگتی بتی پانی مین رکھنے سے مشعل بن جائے گی، اس قسم کے محالات صرف بازیگرون کے تماشہ کے وقت دیکھنے مین آتے ہین،

جب آکسیجن اور ہائڈروجن اشتراک کرتی ہین، اور پانی بن جاتا ہی، تو فی الحقیقت ہوتا کیا ہے ؟ ہم براہ راست نہین دیکھ سکتے کہ کیا ہوتا ہے لیکن ہم اپنے ذہن مین اس عمل کی ایک خیالی تصویر کھینچ سکتے ہین، اس تصویر مین ہم کو مادہ نہایت چھوٹے چھوٹے ذرات مین منتقل نظر آتا ہے، یہ ذرات اس قدر باریک ہین کہ زبردست سے زبردست خوردبین بھی ان کے دکھانے سے عاجز ہے ان ذرات کی حالت یہ ہے کہ ایک انچ کے قطر مین کوئی پانچ کرور ذرے سما سکتے ہین، لیکن اس سے سوائے اس کے کوئی فائدہ نہین کہ دوسری غیر مرئی اشیا سے مقابلہ کر سکتے ہین ورنہ محض بیان ذہن مین کوئی خاص شکل نہین پیدا کرتا، بایں ہمہ ہم ایک دوسرے طریقے سے ان اساسی ذرات کے نہایت چھوٹے

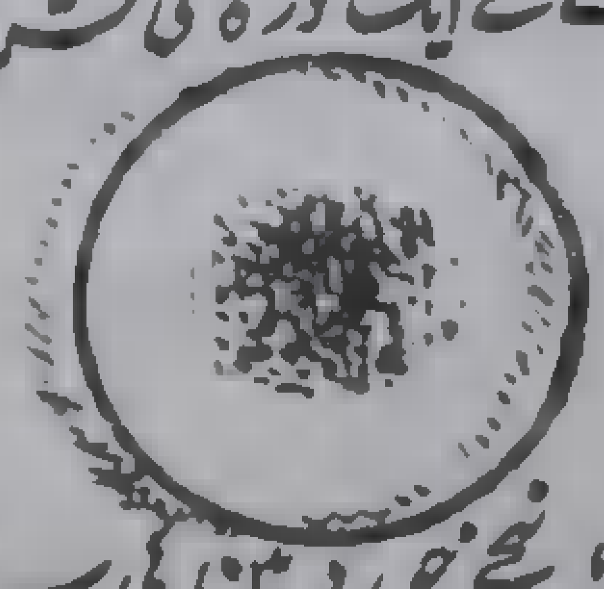
ہونے کا اندازہ کر سکتے ہین،

خردبین دیکھتے وقت مبتدی کو ہمیشہ اس مین دلچسپی ہوتی ہے، کہ خردبین مین جو چیز دکھائی دے رہی ہو اس کی اصل کو بلا استعانت آنکھ سے دیکھے، ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر جو ریت کا ایک ذرہ ہے وہ نہایت خوبصورت گھونگھے کی شکل رکھتا ہے، (دیکھو مرقع) پھر جب کسی طاقتور خردبین سے کوئی مبتدی مکروب (وہ چھوٹے چھوٹے کیڑے جو صرف خوردبین سے نظر آتے ہین مترجم) کو دیکھتا ہی، تو اوس کو بتلایا جاتا ہی کہ جس چیز کو وہ دیکھ رہا ہے، وہ بلے استعانت بصر کے لئے بالکل غیر مرئی ہے اور اس قدر چھوٹی ہے کہ داغ سا بھی نظر نہین آتا، دیکھو مرقع یہان واقعی ہم کو بہت ہی چھوٹی اور باریک چیز سے واسطہ پڑا، باینہمہ یہی مکروب جب اُن ذرات کے مقابلہ مین رکھے جاتے ہین جن سے مادہ ترکیب پاتا ہے، تو بڑے عظیم الجثہ نظر آتے ہین، اور خود ان ہی مکروبون مین ہزارون لاکھون ننھے ننھے ذرات ہوتے ہین، اس سے آگے جانے کی مطلق ضرورت نہین کیونکہ ہم ان ننھی ننھی خشتہاے فطرت کی کوئی معقول ذہنی تصویر نہین کھینچ سکتے ہم کو تو بس یہی سیدھا سا تصور باندھ لینا چاہئے، کہ مادہ نہایت ہی ننھے ننھے ذرات سے بنا ہے جنکو ہم جوہر کہتے ہین،

جوہرون کی اتنی ہی مختلف قسمین ہین جتنی کہ مختلف مفرد اشیا ہین، چنانچہ ایک جوہر لوہے کا ہے، دوسرا سونے کا، ایک ہائڈروجن کا تو ایک آکسیجن کا، ایک کاربن یعنی کوئلے کا وعلے ہذالقیاس کوئی اسی قسم کے جوہر اب تک معلوم ہو چکے ہین، ہم پانی کا جوہر نہین کہتے، کیونکہ پانی کا وہ چھوٹے سے چھوٹا ذرہ جو بحیثیت پانی کے قائم رہ سکتا ہے وہ دو جوہر ہائڈروجن اور ایک جوہر آکسیجن سے ملکر بنا ہے، جوہرون کے اس چھوٹے سے مزوج کا نام پانی کا ایک سالمہ ہے، یہی وہ چھوٹے سا چھوٹا ذرہ ہے، جو بحیثیت پانی کے قائم رہ سکتا ہے، کیونکہ اگر ہم اوس کو تحلیل کرین تو وہ پانی نہین رہتا، بلکہ ہائڈروجن اور آکسیجن گیسون مین متحلیل ہو جاتا ہی، سالمہ جوہرون کا مجموعہ ہوتا ہے، لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ جوہر سب ایک ہی قسم کے ہون، اس بنا پر ہم ہائڈروجن کا سالمہ کہہ سکتے ہین، لیکن اس کے معنی یہی ہون گے کہ ہائڈروجن کے دو یا زیادہ جوہر ایک دوسرے سے وصل



مادے کے ایک ذرہ کی تشریح،



اوپر ذرون کو بڑا کرکے دکھلایا ہے، نیچے خوردبین کی سلائڈ پر اصلی ذرے ہین،

کرتے گئے ہین بعض مرکب اشیائے کے سالمون مین مختلف جوہرون کی ایک بڑی تعداد ہوتی ہے مثلاً وہ مرکب جسکو زاج یا پھٹکری کہتے ہین، اوس کے ایک سالمے مین کوئی سو کے قریب جوہر ہوتے ہین، اور بعض دیگر مرکبات کے ایک ایک سالمے مین جوہرون کی تعداد ہزار تک پہنچتی ہے،

اب ہمارے سامنے یہ تصویر ہے، کہ اساسی جوہر مل کرکر ذور گرد سالمے بن گئے ہین، ان جوہرون مین ایک دوسرے کو گرفت کرنے کی قوت موجود ہے، اور مختلف جوہرون مین یہ قوت مختلف ہوتی ہے، چنانچہ جب آکسیجن اور ہائڈروجن کو باہم ملاتے ہین تو آکسیجن کا ہر جوہر ہائڈروجن کے دو جوہرون کو اپنے سے وصل کرلیتا ہے، اس لئے جب برقی رو کے ذریعہ سے ہم پانی کو اوس کی ترکیبی گیسون مین تحلیل کرتے ہین تو آکسیجن کے ایک حجم کے لئے ہم کو ہائڈروجن کے دو حجم حاصل ہوتے ہین، وہ عہدنامہ مودت جسکو ہم پانی سے تعبیر کرتے ہین، اس بات کو لازم قرار دیتا ہے، کہ امتزاج مین ہائڈروجن کے گھرانے کے دو رکن ہون تو آکسیجن کے گھرانے سے صرف ایک شامل ہو،

ہمارے معمولی نمک طعام مین بہت سادہ اشتراک ہے یعنی سوڈیم کا ایک جوہر کلورین کے ایک جوہر سے ملا ہوا ہے، پھر عکاسی (فوٹوگرافی) مین جو گولڈ کلورائڈ استعمال ہوتا ہے، اس مین سونے کا ایک منفرد جوہر کلورین کے تین جوہرون کو گرفتار کرلیتا ہے بعض دیگر جوہر چار جوہرون تک کو گرفتار کرلیتے ہین، اور ایسے بھی ہین جن کی اشتہا اس سے بھی زیادہ ہے، نائٹروجن اور کاربن کی طرح بعض اشیاء کے جوہرون مین گرفتار کرنے کی مختلف قوتین ہوتی ہن، بسا اوقات نائٹروجن کا ایک جوہر صرف ایک ہی جوہر کو گرفت کرتا، اور بعض اوقات تین کو، بلکہ پانچ جوہرون تک کو گرفتار کرلیتا ہے، بہرحال اس سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ مختلف اساسی جوہر ایک دوسرے کے ساتھ متعدد طریقون سے ملتے ہین، اس طرح مرکب اشیاء کے سالمے حاصل ہوتے ہین مدرسہ مین یہ ہم کو پڑھایا گیا تھا کہ جوہرون کا امتزاج ایک قوت کے ذریعہ سے عمل مین آتا ہے جس کا نام "کیمیادی الفت" ہے، لیکن اس پراسرار قوت کی نوعیت کے متعلق ہم کو کوئی معلومات حاصل نہ ہوئین، یہ تو اب

سے چند برسون کے اندر اندر ہی ہم کو یہ انکشاف ہوا ہے کہ کیمیاوی الفت بجز اس کے نہین ہے کہ مختلف جوہرون کے درمیان برقی جذب ہے، برقی جذب کے مظہر سے ہم سب واقف ہین، ممکن ہے کہ ہم نے اس کو برقائی ہوئی سلاخ کی صورت مین دیکھا ہو جو گودے کی گولیون اور پرون کو جذب کرتی ہو، لیکن یہ مظہر روزمرہ کی چیزون سے بھی دکھلایا جا سکتا ہے، جیسا کہ ہم خود اپنے اطمینان کے لئے کر سکتے ہین، چنانچہ اگر ہم معمولی گلدان کو خشک کر کے خوب زور سے ریشمی رومال سے رگڑین تو وہ پرون کو جذب کر سکے گا،

لیکن ہم جانتے ہین کہ تمام اجسام جن مین برقی بار موجود ہو لازمی نہین کہ ایک دوسرے کو جذب کرین، تجرباتی برقیات کے اوائل ایام ہی مین یہ امر مشاہدہ مین آچکا تھا کہ اگر ریشم سے رگڑ کر شیشے کی کسی سلاخ کو برقایا جائے تو جو برقاؤ اس مین پیدا ہوگا وہ اس سے مختلف ہوگا، جو لاکھ کی سلاخ مین اسی طرح پیدا کیا جا سکتا ہے، اگر شیشے کی "ایک کیف" سلاخ سے کسی ہلکے جسم کو برقایا جائے، اور ایک دوسرے ہلکے جسم کو لاکھ کی سلاخ سے برقایا جائے تو یہ دونون جسم ایک دوسرے کو جذب کرین گے، لیکن اگر دونون جسم ایک ہی ذریعہ سے برقائے جائین، تو وہ بالعموم ایک دوسرے کو دفع کرین گے، اگر گودے کی دو گولیون کو شیشے کی سلاخ سے برقائین تو وہ ایک دوسرے کو دفع کرتی ہین اور یہی صورت لاکھ سے برقانے پر بھی ہوتی ہے، پس اس سے یہ عیان ہے کہ ایک ہی جیسے برقائے ہوئے جسم یا بالفاظ دیگر برق کی ایک ہی قسم کا بار لئے ہوئے جسم ایک دوسرے کو دفع کرین گے (دیکھو مرقع مقابل ص) یہ بھی ظاہر ہے کہ جو برقاؤ شیشے کی سلاخ پر ہے، وہ لاکھ کی سلاخ والے برقاؤ سے مختلف ہے، کیونکہ شیشے کی سلاخ سے برقائے ہوئے جسم کو لاکھ سے برقایا ہوا جسم دفع نہ کریگا، بلکہ جذب کریگا،

ابتدا مین اہل فن شیشے کی سلاخون مین پیدا شدہ برق کو زجاجی اور لاکھ مین پیدا شدہ برق کو رزنی کہتے تھے لیکن جب بن جامن[1]

---

(۱) Benjamin Franklin (۱۷۰۶ء تا ۱۷۹۰ء) مشہور امریکی مدبر اور فلسفی ابتدا مین ایک مطبع مین ملازم تھا، وہان ایک جنتری تیار کی، جس سے شہرت ہو گئی پھر اوس نے تجربے انجام دینا شروع کئے اس کی ایجادات مین مکانون کو بجلی سے محفوظ رکھنے کا آلہ بھی ہے، مترجم

فرینک لن نے یہ خیال پیش کیا کہ برق ایک ہی پراسرار سیال ہے، تو اوس نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ شیشے کی سلاخ سے جو جسم برقایا جائے اس مین اسی سیال کی زیادتی ہے، اور اس لئے اس کے نزدیک وہ مثبتاً برقایا ہوا ہے، یا مثبت برق سے بھرا ہوا تھا، برخلاف اس کے اس نے یہ خیال کیا کہ لاکھ سے برقائے ہوئے جسم مین برقی سیال کی کمی ہوتی ہے، اس لئے اوس نے اس کو منفیاً برقایا ہوا سمجھا، یا بالفاظ دیگر بقول اس کے لاکھ سے منفی برق پیدا ہوتی ہے،

اس کے کچھ عرصہ بعد لوگ اسی حقیقت کو پہنچ گئے کہ برق کو سیال کہنا بالکل مہمل ہے لیکن سہولت کی غرض سے انھون نے مثبت اور منفی برقون کے نام رہنے دئے آج ہم اُن ہی خیالات کی طرف آگئے ہین جو فرینک لن کے سیالی نظریہ سے کچھ زیادہ مختلف نہین ہین، لیکن جب ہم جوہر کی ساخت کے متعلق موجودہ خیالات سے بحث کرین گے، اس وقت اس مسئلہ کو بآسانی سمجھ سکین گے۔ فی الحال ہم یہی تصور کرین گے، کہ فطرت کے بعض جوہرون مین مثبت برق ہوتی ہے اور بعض مین منفی، اور ہم اس امر سے واقف ہی ہو چکے ہین کہ دو مختلف برقاؤ والے جسم ایک دوسرے کو جذب کرتے ہین، ہائڈروجن کا جوہر برقی حیثیت سے مثبت ہے اور آکسیجن کا جوہر منفی ہے، پس یہ دونون ایک دوسرے کو جذب کرین گے اور برقی حیثیت سے متحد ہو جائینگے یا اگر ہم چاہین تو کہہ سکتے ہین کہ وہ کیمیادی طور پر متحد ہو جائین گے، ہم کو اسی بیان پر قناعت کرنا چاہیے، تاآنکہ ہم اوس مقام پر پہنچ جائین، جہان ہم یہ سمجھ سکین کہ جوہرون مین برقی بار کیونکر پیدا ہوتا ہے اور ہم پھر یہ بھی معلوم کر سکین گے کہ ایک ہی قسم کے جوہر برقی حیثیت سے کیونکر متحد ہوتے ہین،

اب تک ہم نے مادہ کے سالمون کی ساخت کے متعلق ایک نہایت کارآمد ذہنی تصویر کھینچی ہے: ہم کو اساسی جوہر اپنے برقی بارون کو لئے ہوئے ممتزج ہوتے اور تعدیلی (یعنی جس کے دونون بارون مین تعادل ہو، اور اس طرح وہ بے بار ہو جائے) سالمے بناتے نظر آتے ہین، لیکن یہ سالمے بھی زبردست سے زبردست خوردبین کی زد سے بہت باہر ہین، ہم کو پھر غیر مرئی مکروب کا خیال آتا ہے اور ہم اس امر کا

تحقیق کرنا چاہتے ہین کہ اس مین لاکھون کرورون انفرادی ذرّے یا سالمے ہوتے ہین جن مین سے ہر ایک مین متعدد جوہر ہوتے ہین، اس بنا پر لوہے کے ایک ٹکڑے کی تصویر ہم یون کھینچین گے، کہ وہ کلیۃً لوہے کے غیر مرئی جوہرون سے مرکب ہے،

بعض لوگون کو یہ خیال کہ مادہ کا ایک ٹھوس ڈھیلا غیر مرئی اشیا سے کلیۃً مرکب ہو سکتا ہے، نہایت عجیب معلوم ہوتا ہے، لیکن اس مین کوئی پراسرار بات نہین، یہ تصور کرو کہ تم کسی ایسے دیہات کے پاس کھڑے ہو جہان سے ایک چوڑی اور میلی سڑک گذرتی ہے، وہ سڑک بہت سے پیچ و خم کے بعد دور کی ایک پہاڑی کی طرف جاتی ہے، لیکن چونکہ سفید سڑک بہت چوڑی ہے، اس لئے دور کی پہاڑی پر اس کی نشاندہی مشکل نہین، تم ایک شخص کو دیکھتے ہو کہ وہ اس سڑک پر اس پہاڑی کی طرف چل رہا ہے جیسے جیسے وہ اپنی مسافت طے کرتا جاتا ہے، تمہارے مشاہدے مین وہ چھوٹا ہوتا چلا جاتا ہے، اور جس وقت وہ دور کی پہاڑی پر پہنچ جاتا ہے، تو اوس وقت سفید سڑک پر داغ کی صورت بھی نظر نہین آتا، حالانکہ موجودہ مقصد کے لئے سڑک غیر معمولی طور پر چوڑی کھینچی گئی ہے، پہاڑی تنی دور ہے کہ دوربین سے بھی وہ شخص تم کو نہین دکھائی دیتا، اگر تم اس شخص سے نزدیک تر نہ ہوگے تو وہ تمہاری نظرون سے اوجھل ہی رہے گا، لیکن اگر اسی دور کی پہاڑی پر لاکھون آدمیون کی ایک زبردست فوج نمودار ہو تو تم کو ایک سیاہ پیوند سا نظر آئے گا، اس مثال مین ہم نے ٹھوس مادہ کا ایک مرئی تودہ دیکھا، جو ایسے ذرات سے مرکب ہے، جو ہمارے لئے قطعاً غیر مرئی ہے،

اگر ٹھوس لوہے کے ایک ٹکڑے کو ہم ہاتھ مین لین تو فوراً معلوم ہو جائے گا کہ جن غیر مرئی ذرات سے وہ مرکب ہے، ان کی گرفت ایک دوسرے پر بہت زبردست ہے، جس قوت کی وجہ سے سالمون کی بندش عمل مین آتی ہے اوسکو ہم نے اتصال کا نام دے رکھا ہے، یہ ایک عربی مصدر ہے جس کے معنی ملنے کے ہین، جس زبردست قوت سے سالمے ایک دوسرے کو لپٹے ہوتے ہین، اس کا دکھانا بہت آسان ہے، کیونکہ اگر لوہے کی ایک سلاخ لین، جیسی کہ میخون کے بنانے مین کام آتی ہے، اور اس کی تراش تقریباً ایک مربع انچ ہو تو کسی مقام پر سالمون کے منفصل

کرنے کے لئے قریب ۲۵ ٹن کے برابر ایک کشش لگانی پڑے گی، بعض فولادی تار فی مربع انچ سو ٹن کے زور کو بھی برداشت کر سکتے ہین، جب ہم سالمون کو جدا کرنے مین کامیاب ہو جائین، تو جدا کردہ حصول کو پھر اس توقع مین یکجا رکھنا کہ سالمے ایک دوسرے سے وصل ہو جائین گے بالکل فضول ہے، اس لئے اس سے ظاہر ہوا کہ سالمون کو ایک دوسرے سے نہایت ہی قریب قریب ہونا چاہئے قبل اس کے کہ وہ ایک دوسرے کو جذب کرین، اگر آہنی سلاخ کے جدا شدہ سرون کو ہم گرم کرین تو اس سے ہم سالمون کو ایک دوسرے کی زد کے اندر آنے مین مدد دیتے ہین، چنانچہ جب سلاخ سرد ہو جاتی ہے تو ہم دیکھتے ہین کہ چھوٹے چھوٹے ذرات نے ایک دوسرے کو نہایت مضبوطی سے گرفت کر لیا ہے، اس صورت مین جو کچھ واقع ہوتا ہے، اس کا صاف مفہوم سمجھنے کے لئے ہم کو ٹھوس مادے کی ساخت کا تصور قائم کرنا چاہئے،

اب اس مین کسی کو شبہ نہین کہ سالمے چھوٹی چھوٹی ٹھوس اینٹون کی طرح نہین ہین، جو ایک دوسرے سے بالکل ملا کر رکھدی گئی ہون، ہم کو آگے چل کر معلوم ہوگا کہ ہمارے پاس اس امر کی قطعی تجرباتی شہادت موجود ہے کہ سالمون کے درمیان خالی جگہین ہوتی ہین، ہمین سب مادے کو ٹھوس سے ٹھوس چیز کو بھی فی الحقیقت متخلخل یا مسام دار سمجھنا چاہئے، چنانچہ فولاد چقماق، مرمر شیشہ سب اسفنج کی طرح ہین،

علاوہ ازین عرصہ ہوا، ہم یہ امر تسلیم کر چکے ہین کہ یہ چھوٹے چھوٹے غیر مرئی ذرے لرز سکتے یا مرتعش ہو سکتے ہین، اور سالمون کا یہی ارتعاش ہے جس کو ہم عرف عام مین اوسکی حرارت یا تپش کہتے ہین، دخانی ہتھوڑے سے مار مار کر ہم لوہے کے سالمون مین نہایت تیز ارتعاشی کیفیت پیدا کر سکتے ہین، لوہا بہت جلد اتنا گرم ہو جاتا ہے کہ ہم بے اندیشہ اس کو چھو نہین سکتے، اور اگر ہم ہتھوڑے کا عمل جاری رکھین تو تھوڑی دیر مین لوہا سُرخ گرم ہو جائے گا، ہر جسم مین کچھ نہ کچھ حرارت ہوتی ہے، اگر اس مین حرارت بہت کم ہو، تو کہتے ہین کہ وہ سرد ہے، لیکن یہ محض نسبتہً ہے اگر تمہارے نشست کے کمرے مین ہوا کی تپش ۷۵ درجہ فارن ہیٹ (قریب ۲۴ درجہ مئی) ہو جائے تو تم اس کی گرمی کو ناقابل برداشت بتلاؤ گے، لیکن اگر اسی تپش

پر چا ، تم کو پلائی جائے تو تم اس کو بالکل ٹھنڈی بتلاؤ گے، سرد جسم سرد تر ہو سکتا ہے اس لئے اس میں کچھ نہ کچھ حرارت موجود ہے، اور اس لئے اس کے سالمے لرزش یا ارتعاش میں ہیں، بنا برین ہم کثیف ٹھوس کو بھی ایسے مفرد ذرات سے مرکب سمجھتے ہیں، جو ہمیشہ حرکت میں رہتے ہیں، لیکن کبھی ایک دوسرے سے واقعۃً مس نہیں کرتے،

اب لوہے کی جدا شدہ سلاخ پر غور کرنا چاہئے، ہم دونوں سرون کو یا تو ہتوڑے سے پیٹ کر یا کسی مبدا حرارت میں رکھ کر گرم کرتے ہیں، آگ میں سالمے نہایت تیز ارتعاش کی کیفیت میں ہوتے ہیں، اور یہی پھر لوہے کے سالمون پر ایسی ہی کیفیت طاری کر دیتے ہیں جب ہم لوہے میں شدید حرارت پہنچاتے ہیں تو ہم اس کے سالمون کو ایسی طویل مسافت طے کرنے پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ پھر ایک دوسرے کو پہلے کی طرح آسانی سے جذب نہیں کر سکتے، ایک دوسرے پر ان کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے، پس ٹھوس مائع میں تبدیل ہو جاتا ہے، اگر ہم شدید حرارت پہنچاتے ہیں، تو سالمے ایک دوسرے کی گرفت سے بالکل آزاد ہو جاتے ہیں، اور مائع بھی بخار یا گیس بن جاتا ہے، لیکن بیشتر اس کے کہ سالمے اپنی گرفت کو چھوڑیں ، کھائے ہوئے لوہے کو ۲۰۰۰ درجے فارن ہیٹ (قریب ۱۱۰۰ درجے مئی) کی تپش تک پہنچانا ضروری ہے، اور بیشتر اس کے کہ ننھے ذرات اپنے مائعی گرفت چھوڑیں، ضروری ہے کہ ۴۰۰۰ درجے فارن ہیٹ (قریب ۲۲۰۰ درجے مئی) تک تپش بڑھا دیجائے، جون ہی کہ وہ قوت (حرارت) جو سالمون کو جدا کئے ہوئے تھی، علحدہ ہو جاتی ہے، سالمے پھر ایک دوسرے کی گرفت کی زد میں آجاتے ہیں، چنانچہ گیسی حالت سے تبدیل ہو کر مائع، اور پھر مائع سے ٹھوس بن جاتے ہیں، بشرطیکہ معمولی تپش و تپش پزا کی یہ حالت طبعی ہو، ہم نے مادہ کی ساخت کے متعلق جو تصویر کھینچی ہے، اس پر ایک نظر اور ڈالتے ہیں، ہم تمام اجسام کو متخلخل پاتے ہیں، اور سب مرتعش سالمون سے مرکب ہیں، جو حسّا ایک دوسرے سے تماس نہیں رکھتے، حتی کہ ٹھوسون میں بھی نہیں رکھتے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ اتصال کی جذبی قوت اس وقت بہت زیادہ

ہوتی ہے، جب کہ سالمے ایک دوسرے سے قریب تر ہون، جیسے ٹھوس مین؛ بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ ایک دوسرے سے بعید ہون جیسے مائع مین، ٹھوس مین ہم سالمون کو مثل رقاص کے ادھر ادھر جھولتا تصور کرتے ہین، لیکن مائع مین سالمے ہمارے تصور مین نہ صرف یہ لرزشی حرکت رکھتے ہین، بلکہ کسی حد تک وہ ادھر اودھر وہ حرکت کرنے اور ایک دوسرے پر سے گذر جانے کے لئے آزاد بھی ہین، اگر ہم دودھ اور چا، کو باہم ملائین، تو ایک مائع کے سالمے دوسرے مائع کے سالمون سے بہت مل جُل جاتے ہین، یہ امر کہ مائع کے سالمے از خود ادھر ادھر حرکت کر سکتے ہین، سادہ سے ایک تجربے کے ذریعہ دکھلایا جا سکتا ہے، اگر ہمارے پاس شیشے کا کوئی برتن ہو، جس مین تھوڑا کاپر سلفیٹ یعنی توتیہ کا محلول ہو، تو اس نیلے محلول پر ہم آہستہ آہستہ پانی ڈال سکتے ہین، اول اول تو دونون مائع علحدہ نظر آئین گے، لیکن بتدریج توتیہ کے سالمے زمین کے جاذبہ کی قوت کے خلاف اوپر چڑھتے نظر آئین گے، اور ایک معقول عرصے تک یونہی چھوڑ دئے جائین تو ہم کو رنگ سے معلوم ہو جائیگا کہ وہ سارے پانی مین سرایت کر گئے ہین، انتشار کا یہ منظر اسوقت اور بھی نمایان ہو جاتا ہے جبکہ سالمے ایک دوسرے کے جذبی فاصلون سے بالکل ہی نکل جائین، جیسے گیس مین گیس کی مقدار خواہ کتنی ہی قلیل کیون نہ ہو، اگر وہ شیشے کے کسی ظرف مین چھوڑ دیجائے تو گیسی سالمے بہت جلد پھیل کر جتنی جگہ ملیگی اسکو بھر دین گے، اگر گیسی نل کی کوئی ٹونٹی کھلی رہنے دیجائے اور گیس کمرے مین پھیلنے دیجائے تو ہم بہت جلد ان سالمون کے وجود سے آگاہ ہو جاتے ہین اگرچہ ہم گیسی نل سے کچھ فاصلے ہی پر کیون نہون، اُن سالمون کو ہوا کے سالمون مین اپنا راستہ پیدا کرنے مین دیر نہین لگتی، چنانچہ ہوا کے سالمون کے ساتھ وہ ہماری ناکون مین داخل ہوتے ہین اور ہمارے اعصاب قوت شامہ کو برانگیختہ کرتے ہین یہی اعصاب دماغ پر عمل کرتے ہین، جس سے بو کا احساس پیدا ہوتا ہے،

ابتک ہم نے مادہ کی تین مختلف حالتون: ٹھوس، مائع، گیس سے بحث کی ہے، آیندہ باب مین ہم اس حالت کو بیان کرین گے، جو مادہ کی چوتھی حالت کہلاتی ہے،

تیسرا باب

جوہرون کا مادۂ ترکیب

ٹھوس مادے کے ایک ڈھیلے سے شروع کر کے ہم نے دیکھا کہ وہ ذرّات منفردہ سے بنا ہوا ہے جنکو سالمہ کہتے ہین، اور یہ غیر مرئی سالمے اور بھی چھوٹے اساسی جوہرون سے مرکب ہین. سالمے بنانے کے لئے ان جوہرون کو برق ہی متحد رکھتی ہے،

اب ہمارا دوسرا سوال یہ ہے کہ جوہر کس چیز سے بنے ہین؟ اس موضوع پر زیادہ غور و خوض کئے بغیر بعض لوگ یہ جواب دین گے کہ جوہر سونا، لوہا، ہائڈروجن وغیرہ (یہانتک کہ ہر اوس شے کا نام لیا جا سکتا ہے جس سے کیمیا دان واقف ہین) سے بنے ہین. لیکن اس سے جوہرون کی نوعیّت کے متعلق ہم کو کچھ نہین معلوم ہوتا، یہ تو محض نام ہین، جو ہم نے مادہ کی اُن شکلون کو دے رکھے ہین جنکو ہم دوسری چیزون مین اس طرح تحلیل نہین کر سکتے، جیسا کہ کثیر مرکبات کی تحلیل کر سکتے ہین، ایک زرد رنگ کی مطلوب کل دھات کو ہم سونا کہتے ہین، لیکن مادہ کے اس ڈھیر کو یعنی جوہرون کے اس مجموعہ کو جو ہم نے سونا کہا، تو اس سے جوہرون کی تشریح نہین ہوتی ہم یہ تحقیق کر چکے ہین کہ زر ٹھوس ہے، اور متخلخل ہے، پارہ جنتر مین ٹھوس سونے کا ایک ٹکڑا رکھ کر اس امر کو بآسانی مشاہدہ کر سکتے ہین، پارے کے ذرات سونے کے ذرات کے درمیان اپنا راستہ بنا لین گے، یعنی اُن مین داخل ہو جائین گے، سونے کے وزن مین معتدبہ اضافہ ہو جائے گا، لیکن اس کا حجم نہ بڑھے گا، ہم یہ بھی تحقیق کر چکے ہین کہ سونے کی تپش اس شرح پر منحصر ہوتی ہے، جس سے اوس کے سالمے لرزتے یا مرتعش ہوتے ہین،

علاوہ برین ان مرتعش سالمون مین سے ہر ایک متعدد قصیر ذرات سے مرکب ہی جن کو جوہر کہتے ہین، ہم معلوم کرنا چاہتے ہین، کہ یہ جوہر کس چیز سے بنے ہین،

حال ہی مین چند برسون سے ہم اس قابل ہوئے ہین کہ جوہر کی ساخت کے متعلق کوئی معقول خیال قائم کر سکین، یہ خیال کہ مادہ جوہرون سے بنا ہوا ہے، اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ پہاڑ یا بالفاظ صحیح تر یہ خیال کم از کم کوئی دو ہزار برس سے چلا آتا ہے، لیکن متقدمین ان جوہرون کو ٹھوس اور ابدی سمجھتے تھے، نیز یہ بھی سمجھتے تھے، کہ فطرت مین قصیر ترین اجسام یہی ہین، سائنس مین حال مین جو ترقیان ہوئی ہین، ان سے ہم کو پتہ چلتا ہے کہ جوہر قصیر ترین اجسام نہین ہین، اور ہمارے پاس اس کے شواہد موجود ہین کہ نہ تو وہ ٹھوس ہین اور نہ ابدی ہم انجیل مقدس کے اس بیان کو کہ آسمان و زمین ختم ہو جائین گے، بہتر طریقہ پر سمجھ سکتے ہین،

لیکن کیا یہ ہمارا محض قیاس ہی قیاس ہے کہ جوہر فطرت کے قصیر ترین ذرات نہین ہین؟ یہ خیال محض نظریہ ہی نظریہ نہین ہے، بلکہ اوس کی بنیاد مشاہدہ کردہ واقعات پر ہے، ہم براہ راست تجربے کر کے جوہرون سے قصیر تر ذرات کا وجود ثابت کر سکتے ہین، ممکن ہی کہ قارئین اس خیال کو کسی قدر مضحکہ خیز سمجھین کہ ہم قطعی طور سے ایسے قصیر ذرات کا وجود ثابت کر سکتے ہین جب کہ ان سے بدرجہا عظیم تر سالمے اور جوہر زبردست سے زبردست دوربین کی زد سے باہر ہین، ان کے تحیر مین یہ سن کر کمی نہ ہو گی کہ ان ماورا خوردبینی ذرات کی ہم پیمایش کر سکتے اور اون کا وزن اوسی طرح دریافت کر سکتے ہین جسطرح کہ ہم اپنی دنیا اور اوس کے آس پاس کے سیارون کی پیمایش اور وزن دریافت کرتے ہین،

ابتدا ہی مین ایک تمثیل غالباً سہولت کا باعث ہو، بندوق کی گولی جب ہوا مین اڑتی ہے، تو ہم اسکو نہین دیکھ سکتے لیکن اس کے راستہ مین ہم کوئی رکاوٹ رکھدین تو ہم کو اس کے وجود کا علم ہو جاتا ہی، کبھی دیکھے بغیر ہم گولی کی رفتار بتلا سکتے ہین، مرمی (جو چیز پھینکی جائے) کی رفتار وقت نگار نامی ایک آلہ کے ذریعے سے دریافت کی جا چکی ہے، یہ آلہ رصدگاہون مین بکثرت استعمال ہوتا ہے، اس کی غرض یہ ہے، کہ اس وقت کو

صحیح صحیح تبلادے، جس وقت کہ کوئی مشاہدہ کردہ مظہر وقوع پذیر ہو۔ جس وقت کہ مشاہد اپنی دوربین کے چشمہ مین عنکبوتی خط پر سے کسی تارے کو گذرتا دیکھتا ہے تو وہ برقی بٹن دبادیتا ہے اور وقت نگار جو اس سے کسی قدر فاصلہ پر ہوتا ہے، ٹھیک اس وقت کو نگارش کرلیتا ہے، جس وقت کہ برقی تماس ہوا تھا۔ بسبیل تذکرہ یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ یہ آلہ ایک بڑے بلین یا اسطوانہ پر مشتمل ہوتا ہے، جو ساعت کل کے ذریعہ سے ایک معین شرح سے گھومتا رہتا ہے، قول نگار (فونوگراف) کے قرنا (Trumpet) کی طرح یہان بھی ایک قلم آہستہ آہستہ بلین پر حرکت کرتا رہتا ہے، ہر ثانیہ کے اختتام پر قلم بلین پر منڈھے ایک کاغذ پر ضرب مارتا ہے اور ایک نقطہ چھوڑ دیتا ہے، اس طرح کاغذ ثانیون مین تقسیم ہوجاتا ہے قلم بھی مشاہد بعید کے قابو مین ہوتا ہے جسوقت وہ بٹن کو دباتا ہے تو قلم ایک زائد نقطہ لگادیتا ہے، اس کی صحیح وضع نہ صرف وقت کے اس خاص ثانیہ کو تبلاتی ہے، بلکہ ثانیہ کے اس ہزاروین حصے کو بھی تبلادیتی ہے جسمین نقطہ تبایا گیا ہے، کسی پران مرئی کی رفتار دریافت کرنے کے لئے ایک دوسرے سے پیمایش کردہ فاصلہ پر دو پردے کھڑے کئے جاتے ہین، اور جس وقت گولی ان مین سے گزرتی ہے تو ہر پردے پر برقی تماس پیدا کردیتی ہے جس سے وقت نگار مین اس وقت کا نشان بن جاتا ہے، جبکہ وہ گولی ان دونون پردون سے گذری تھی، اس طرح گولی کی رفتار دریافت ہوجاتی ہے کسی کو بھی یہ خیال نہ ہوگا کہ جوہر جن ذرات سے بنے ہین، ان کی بابت بھی ہم اسی طرح کے سنے تلے طریقہ پر تجربہ کرینگے یہان تو محض یہ تمثیل پیش کرنا مقصود تھی، کہ کسی غیر مرئی شے کی بابت معلومات حاصل کرنا کس طرح ممکن ہے،

سب سے پہلے تو ہم یہی دریافت کرنا چاہتے ہین کہ ان جوہر ساز غیر مرئی ذرات کا انکشاف کیونکر ہوا، یہ قصہ بہت دلچسپ ہے، کچھ عرصے سے یہ معلوم تھا کہ برقی شرارہ ہوا کے معمولی دباؤ پر کثیف تر ہوا کے مقابلے مین ملطف ہوا کی نل یا ظرف مین سے بآسانی گذر جاتا ہے اسکو دکھلانے کے لئے ایک آسان صورت یہ ہے کہ برقی انڈے کو کسی ہوائی پمپ سے ملحق کردیا جائے، جیسا کہ صہ کے مقابل والے فوٹو مین ہے، شیشے کے ظرف کو انڈا اس لئے کہتے ہین کہ اس کی شکل انڈے جیسی ہے، اس مین پیتل کی دو سلاخین ہوتی ہین جنمین سے ایک تو انڈے

کی پینڈی مین کسی ہوتی ہے، اور دوسری اوپر ایک ہوا بند راستے مین چل سکتی ہے، پورا ظرف ہوا بند ہوتا ہے صرف نیچے ایک ٹونٹی ہوتی ہے، جو ہواپمپ سے ملحق کرنے کے کام آتی ہے، کسی برقی مورچہ کے ددر مین کسی امالی چھلے کے سرون کی بیتلی سلاخون سے تارلے کر ملادینے سے ایک برقی شرارہ انڈے کے اندر دونون چھوٹی چھوٹی بیتلی سلاخون کے درمیان گذر سکتا ہے، ہم بتدریج ان سلاخون کو دور کرتے جاتے ہین، یہان تک کہ شرارہ انگیزی بند ہوجائے، کیونکہ اب درمیان کی ہوائی فضا اخراج مین بہت مزاحمت کرتی ہے،

اب اگر ہم تھوڑی سی ہواپمپ کرلین تو شرارہ انگیزی دوبارہ شروع ہوجائے گی جس سے ظاہر ہوا کہ ہوا جتنی لطیف یا رقیق ہوگی اتنی ہی اچھی موصل ہوگی، اگر ہم پمپ کرنا جاری رکھین تو ہم دکھین گے کہ شرارہ نورانیت کے ایک خاموش بہاؤ یا ڈورے مین بدل گیا ہے، جیسے جیسے خلا بڑھتا جاتا ہے ویسے ویسے سارا انڈا ایک دمک سے روشن ہوجاتا ہے، تھوڑی ہی دیر بعد نورانیت متعدد چھوٹی چھوٹی افقی قرصون یا قاشون مین بٹ جاتی ہے، اب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ہوا اتنی لطیف ہوگئی ہے، کہ اوس نے اپنی صفت موصلیہ چھوڑ دی، اور اسی لئے ہم کو ایک زبردست برقی دباؤ کی ضرورت ہے کہ اس اعلیٰ خلا مین سے برقی اخراج گذر جاسکے،

جیسے جیسے خلو مین زیادتی ہوتی جاتی ہے ویسے ہی چند دلچسپ مظاہر رونما ہوتے ہین، یہان یہ تبلا دینا ضروری ہے کہ معمولی ہواپمپ، جیسا کہ فوٹو مین دکھلایا گیا ہے، ان مظاہر کے حاصل ہونے کے لئے اچھا خلا نہین پیدا کرسکتا، اسی لئے دیگر ذرائع مثلاً سیمابی ہواپمپ سے کام لیا جاتا ہے، بہرحال فی الحال ہم کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ جب خلو ایک خاص حد تک پہنچ جاتا ہے تو انڈے کے اندر سے تمام دمک رخصت ہوجاتی ہے، اور وہ بالکل ہی تاریک نظر آتا ہے، لیکن جب خلو کی یہ اعلیٰ حالت پیدا ہوتی ہے تو شیشے کے ظرف کی دیوارین ایک سبزی مائل تزہیر دکھنے لگتی ہین اس (تزہیر) کا رنگ شیشے کے اجزا ترکیبی کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے لیکن شیشے کے متزہر ہونے کا سبب کیا ہے،

لندن کے سر[1] ولیم کروکس، جنھون نے سائنس کی اس شاخ مین رہنما کا کام کیا ہے، اونھون نے

---

[1] Sir William Crookes مشہور انگریزی سائنس دان (سنہ ۱۸۳۲ء تا سنہ ۱۹۱۹ء) صدر رائل سوسائٹی سنہ ۱۹۱۳ء تا سنہ ۱۹۱۵ء مکشف تھیلیم (ایک دھات) اور موجد اشعاع پیما (ایک آلہ) مترجم،

یہ تصور کیا کہ زیر برقیرہ (کیتھوڈ) سے گولیون کی طرح اشعاعی ذرات کی ایک باڑھ نکلتی ہے، یہ غیر مرئی گولیان شیشے کی دیوارون سے ٹکراتی ہین، اور اون کو منور کر دیتی ہین، اگر ہوا سب کی سب نہ نکال لی گئی ہو تو بقیہ سالمون پر ذرون باری ہوتی ہے، اور وہ منور ہو جاتے ہین اور وہی دمک پیدا ہو جاتی ہے جو برقی انڈے مین بھری ہوئی تھی، اسکو ہم معمولی خلائی یا "گیسلری" نلیون مین بآسانی دیکھ سکتے ہین۔

کروکس کے نزدیک یہ صورت مادے کی چوتھی حالت کی تھی بالفاظ دیگر ہم اب تک مادے کی تین حالتون ٹھوس، مائع اور گیس سے روشناس رہے ہین، ٹھوس کی حالت مین ہم نے دیکھا کہ مادے کے سالمے ایک دوسرے کو بہت مضبوطی سے گرفت کئے ہوئے ہین۔ بہ حالت مائع اون کی یہ گرفت بہت کچھ ڈھیلی ہو جاتی ہے، اس لئے اُن مین فصل زیادہ ہو جاتا ہے اور اپنے دائرے مین طے مسافت کے لئے آزاد ہو جاتے ہین، گیسی حالت مین سالمے اور بھی منفصل ہو گئے، اور سب کے سب متحرک، ایک دوسرے سے متصادم، اور بادی النظر مین ایک دوسرے سے متنافر ہو گئے، اس نو دریافت شدہ چوتھی حالت مین کروکس کے نزدیک وہ ایسی حالت مین ہین جو گیسی حالت سے اتنی ہی دور ہے جتنی گیسی مائعی حالت سے دور ہے۔

اس حالت کا ذکر کروکس نے اشعاعی مادہ کے نام سے کیا ہے، اس تجویز مین واقعی بڑی جسارت تھی لیکن جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا ان کا یہ قیاس صحیح نکلا، لیکن اس وقت یہ خیال مقبول نہ ہوا عام اعتقاد یہی تھا کہ ذرات برّان معمولی مادی جواہر ہین، آج طبیعیات دان نے ان اوڑتے ہوئے ذرات کو وزن کر لیا ہے، اور اون کی پیمایش بھی کر لی ہے۔ اب معلوم ہوا کہ وہ قصیر ترین جوہر یعنی ہائڈروجن کے جوہر سے بھی بہت قصیر ہین

جس زمانہ مین سر ولیم کروکس نے یہ انکشاف کیا تھا اوس وقت یہ ذرات برّان زیر برقیری[1] (کیتھوڈ)

[1] زیر برقیرہ (= زیر × برقی × راہ) یا کیتھوڈ (Cathode) نلی کے اوس سرے کو کہتے ہین جس سے برق خارج ہوتی ہے، اور زبر برقیرہ یا اینوڈ (Anode) نلی کے اس سرے کو کہتے ہین جس سے برق نلی مین داخل ہوتی ہے۔

شعاعین کہلاتی تھیں کیونکہ یہ زیر برقیرہ ہی سے خروج کرتی تھیں، اس کے بعد ڈاکٹر جانسن اسٹونی نے ان کا نام "برقیہ" رکھا، لیکن کیمبرج کے پروفیسر جے جے ٹامسن جنہوں نے جوہر کی ساخت پر بہت کچھ تحقیقات کی ہے ان کو "جسیمہ" کہنا پسند کرتے ہیں، غالباً عام قاری کے لئے لفظ "برقیہ" زیادہ واضح ہوگا، اس سے کسی اور موجودہ لفظ سے التباس نہیں ہوتا، بنابریں اس کو ذہن میں برقیہ کے مفہوم کو معمولی مادہ کے مفہوم سے جداگانہ رکھنے میں زیادہ سہولت ہوگی، علاوہ ازیں ہم بیشتر "جسیمہ" سے مراد ایک باریک حیوانی خلیہ لیتے ہیں، اگرچہ خونی جسیمہ اور خلائی نلی کے اُن اُڑتے ذروں میں التباس ناممکن ہے، تاہم "جسیمہ" کا لفظ معمولی مادہ کی طرف ذہن کو منتقل کردیتا ہے اور برقیہ اس سے بری ہے، اس لئے ہم اب برقیہ ہی کو استعمال کریں گے۔

اگر ہم کسی اعلیٰ درجے کی مخلی خلائی نلی کو دیکھیں جس میں سے برقی اخراج گذر رہا ہے، تو ہم کو اڑتے برقیے نظر نہیں آتے، وہ بالکل غیر مرئی ہوتے ہیں، ہم صرف ان غیر مرئی گولیوں کی ذرہ باری کے زیر اثر شیشے کو سبز برماتے ہیں، اگر زیر برقیرہ کو پریچ کی شکل کا بنادیں تو برقیوں کی بوچھار کو شیشے کے ایک مقام پر ماسکا سکتے ہیں[ل]، جب ہم ایسا کرتے ہیں تو ہم کو ان کا میسر (راستہ) ہمیشہ خط مستقیم معلوم ہوتا ہے، اب ایک امر کا ذکر کرتے ہیں، جو بہت عجیب معلوم ہوگا، جب کوئی مقناطیس خلائی نلی کے قریب لایا جاتا ہے تو برقیوں کا دھارا اپنے مستقیم میسر سے منصرف ہوجاتا ہے، اور شیشے پر پہلے مقام سے نیچے پہنچتا ہے، مقناطیس جتنا طاقتور ہوگا، برقیوں کا انصراف اتنا ہی زیادہ ہوگا، یہ سب کچھ اس قاری کے لئے یقیناً چیستان ہوگا جس نے اپنے بچپنے میں یہ پڑھا ہوگا کہ مقناطیس صرف لوہے اور فولاد کو کشش کرتا ہے، اور کسی کو نہیں، لیکن ہم میں سے اکثر اس امر سے واقف ہوں گے کہ برقی رو مقناطیس کی وجہ سے منصرف ہوجاتی ہے اور فی الحقیقت یہی وہ قوت ہے جو برقی ٹرموے گاڑی کے پہیوں کو اور دیگر برق سے چلتی ہوئی کلوں کو چلاتی ہے، خلائی نلی کے اندر برقیوں کا یہ دھارا بھی اسی

[ل] ماسکانا مصدر از ماسکہ، ماسکہ وہ نقطہ جہاں روشنی کی شعاعیں انعکاس یا انعطاف کے بعد جمع ہوں، ماسکانا بایں معنی کو کسی شعاع یا موج کو ایسے نقطہ پر لانا۔ مترجم

طرح مقناطیس سے منصرف ہوتا ہے، پس ظاہر ہوا کہ متحرک برقیے مثل برقی رو کے ہوتے ہین،

یہ خیال کرنا فطری امر ہے کہ ان اڑتے برقیون مین منفی برق ہوتی ہے کیونکہ وہ زیریا منفی برقیرے سے خروج کرتے یا دفع ہوتے ہین، یہ امر کئی طریق پر مشاہدہ کیا جاسکتا ہے، غالباً سب سے آسان یہ ہو کہ مقناطیس سے منصرف ہوتے وقت برقیون کی سمت انصراف دیکھین،

بنک آف انگلینڈ مین جتنی اشرفیان آتی جاتی رہتی ہین، ان کا شمار کرنا طول عمل ہے اور وہان کے عہدہ دار بھی اسی واسطے ہر توڑے مین اشرفیون کو گننے کی تکلیف گوارا ہی نہین کرتے، وہ محض ایک معین مقدار کو وزن کر لیتے ہین، اور اون کو معلوم ہو جاتا ہے کہ پلڑے مین کتنے سکے ہین، بنک آف انگلینڈ مین اشرفیون کی تعداد شمار کرنا کچھ بھی نہ ٹھہرے اگر کسی سے کہا جائے کہ کمرے کی ہوا مین غیر مرئی ریگ ذرون کو گن ڈالو، فال کرک (اسکاٹ لینڈ) کے ایک مشہور ہوشیار تجربہ کرنے والے نے ہوا مین ریگ ذرون کی تعداد کے شمار کا ایک طریقہ نکالا ہے ایٹکن کے تجربون کا بیان ضمیمہ نمبر ۴ مین درج ہے کیونکہ ان سے برقیہ شماری کا مرحلہ بآسانی سمجھ مین آسکتا ہے، فی الحال ہم اس دعوے کو قبول کئے لیتے ہین کہ برقیون کا شمار کرنا ممکن ہی، اور جو لوگ اس بظاہر محال کو ممکن کئے جانے کی تفصیلات کی تکلیف گوارا کرنا چاہین، ان کو محولہ بالا ضمیمہ مین کافی معلومات ملین گے،

جو کچھ اب بیان کیا جائے گا، اس سے واضح ہوگا کہ برقیے شمار کر سکنا، ان غیر مرئی ذرات کے متعلق تو بڑی معلومات بہم پہنچاتا ہے، مثلاً تجربہ سے یہ دریافت کرنا آسان ہوگا کہ برقیون کی ایک تعداد مین برقاؤ کی مجموعی مقدار کیا ہے، اور جب ہم کو یہ معلوم ہو گیا کہ برقیون کی تعداد کتنی ہے تو محض سادہ سی تقسیم کے عمل سے ہم یہ بتا سکتے ہین کہ برقیہ مین برق کی کتنی مقدار ہے، ہم پہلے ہی معلوم کر چکے ہین کہ برقیے مین منفی بار ہوتا ہے، پس منفی برق کی جتنی مقدار کا وہ حامل ہوتا ہے وہ بھی ہم کو معلوم ہو جاتی ہے،

ہم یہان عام دعوون پر اکتفا کرین گے، تفصیلات کو ضمیمہ کیلیے چھوڑتے ہین،

خلائی نلی میں اُڑتے برقیوں کی رفتار دریافت کرنے کے لئے بہت ابتدا میں پیچیدہ تجربے انجام دئے گئے تھے، چنانچہ حاصل کردہ رفتار بہت زبردست نکلی۔ بعد میں پتہ چلا کہ کسی معلوم مقناطیسی میدان کی انصرافی طاقت و نیز کسی برقی میدان کے انصرافی اثر کے تحت برقیوں کا دھارا لائیں تو ذروں کی رفتار بآسانی معلوم ہو جاتی ہے۔ ان تجربات کے نتائج پیچیدہ تر تجربوں کے نتائج سے موافقت رکھتے تھے۔

یہ معلوم ہوا کہ ان اڑتے برقیوں کی رفتار بعض حالتوں میں متغیر ہو جاتی ہے، چونکہ برقی اخراج کی وجہ سے برقیے نلی کے زیر برقیری سرے سے خروج کرتے ہیں، اس لئے یہ ایک قدرتی نتیجہ ہے کہ ان کی رفتار ایک حد تک برقی اخراج کی شدت پر منحصر ہونا چاہئے، اس وقت اس امر کا تحقیق بھی آسان ہو جائے گا کہ رفتار نلی کے اندر خلا کے درجے پر بھی منحصر ہوگی، نلی کے اندر ہوا کے جو سالمے رہ جائیں گے، وہ اڑتے ذروں کی راہ میں حائل ہوں گے اور ان میں ابطا پیدا کر دیں گے۔ اگر خلو بہت اچھا یا اعلیٰ نہ ہو، تو برقیوں کی رفتار پانچ ہزار میل فی ثانیہ تک ہوتی ہے، بندوق کی گولی کے مقابلہ میں جو ایک ثانیہ میں تہائی میل طے کرتی ہے یہ رفتار بہت زبردست ہوئی، با ایں ہمہ پانچ ہزار میل فی ثانیہ برقیے کی کوئی انتہائی رفتار نہیں ہے، اگر ان کا میسر بصورت اعلیٰ خلا رکے بالکل صاف ہو، اور زبردست برقی قوت ان کو خارج کر دے تو برقیے خلائی نلی میں ساٹھ ہزار میل فی ثانیہ کی رفتار سے پران ہوں گے، اور یہ رفتار نور کی رفتار کی ایک ثلث ہے، ایسی رفتار کے مفہوم کا تحقیق واقعی مشکل ہے، ہم اس کے معنی یوں سمجھ سکتے ہیں کہ ایک ثانیہ میں اطلانتک کے تیس چکر کر لئے، یا یہاں سے چاند تک چار ثانیوں کے اندر اندر پہنچ گئے، لیکن ہم کو یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ برقیوں کا اطلانتک کے اس پار تک نشانہ مارنا ممکن ہے، اگر مقصد یہ ہو کہ وہ ایسی زبردست رفتار میں اختیار کریں تو ہم کو ان کے لئے ایک صاف فضا مہیا کرنا چاہئے یعنی ایک اچھا خلا۔

تقریر بالا سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا برقیے ہوا میں اُڑائے جا سکتے ہیں، اتنا واضح ہو گیا ہوگا کہ جب تک ایک خاصا اچھا خلا رنہ ہو، ہم ان برقیوں کا کوئی سلسلہ نہیں پیدا کر سکتے، یہ اوسی وقت ممکن ہو سکا جبکہ

ہم نے برقی بیضہ بین سے کچھ ہوا نکالی، اس وقت شرارہ انگیزی بدل کر منور ڈوراین گئی تھی اور بالآخر زیریر قیری شعاعون یا بالفاظ دیگر اڑتے برقیون کا غیر مرئی سلسلہ قائم ہوگیا لیکن وہ نلی کے شیشے کی دیوارون سے رک گئے، پس کیا یہ ممکن نہین کہ ہم کوئی دریچہ ایسی بنادین کہ برقیے اپنی پرواز جاری رکھتے ہوئے کھلی ہوا مین آجائین اگر کوئی یہ کہے کہ یہ بالکل محال ہے تو مجھے ذرا سا بھی تعجب نہ ہوگا، کیونکہ جو دریچہ برقیون کو باہر نکلنے دیگی، وہ یقیناً ہوا کو بھی نلی کے اندر داخل کردے گی، اور پھر وہ خلا باقی نہ رہے گا جس کی ضرورت ہے، استدلال معقول معلوم ہوتا ہے، لیکن واقعات اس کو غلط ثابت کرتے ہین، جرمنی کے پروفیسر لینارڈ[1] نے دریچہ دار ایسی خلائی نلی تیار کی ہے کہ ہوا تو اندر نہ داخل ہوسکے لیکن اڑتے برقیے باہر نکل سکین، ظاہری شکل کا لحاظ کرین تو اون کی دریچہ بہت کچھ کواڑ سی معلوم ہوتی ہے، وہ ٹھوس ایلومینیم دھات کی ایک پتلی چادر کی بنی ہوئی تھی جب نلی کے اندر کے اڑتے برقیے اس ٹھوس دھاتی دریچہ تک پہنچے تو ان کو کوئی رکاوٹ نہ ملی، اور وہ اس مین سے پار ہوگئے لیکن وہ تو غیر مرئی ہین، پروفیسر کو یہ معلوم کیسے ہوا کہ وہ پار ہوگئے؟ اگرچہ وہ اُن اڑتے ذرون کو نہ دیکھ سکے تاہم انہون نے کھلی ہوا مین ان کا راستہ ضرور دیکھا، کیونکہ جیسے ہی وہ دریچہ مین سے باہر نکلے، ان کو ماحول کی ہوا سے سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، ہوا مین گیسون کے سالمے ان غیر مرئی ذرون کی گولہ باری کی زد مین آگئے، اس لئے ایک ہلکی سی متزہر دمک پیدا ہوگئی، کچھ کچھ اسی طرح کی جیسی کہ معمولی گیسلری نلی مین پیدا ہوتی ہے، مرئی اثر بہت کم ہوتا ہے، اور صرف تاریکی مین دکھائی دیتا ہے اور وہ بھی ایلومنیم کی دریچہ کے عین قریب مین، اگر ایلومینیم کی دریچہ چھوڑنے کے بعد وہ کسی دوسری خلائی نلی مین داخل ہون تو ایک واضح دمک پیدا کردین گے بااین ہمہ کھلی ہوا مین اُن کی موجودگی متزہر پردے سے معلوم کی جاسکتی ہے،

کھلی ہوا مین برقیون کی پرواز بہت جلد ختم ہوجاتی ہے، نلی سے کوئی انچ بھر سے زیادہ وہ نہین جاسکتے تو ان کا انجام کیا ہوتا ہے؟ کیا وہ بھی بجھی گولی کی طرح گر پڑتے ہین، جون ہی کہ وہ نکلتے ہین وہ ہوا کے گیسی جوہرون

[1] Lenard

سے ملحق ہو جاتے ہین، مختصر یہ کہ کرہ ہوا اُن کو جذب کر لیتا ہی،

جب یہ اڑتے برقیے ہوا مین نکلتے ہین، تو وہ لی نارڈی شعاعین کہلاتے ہین، کیونکہ اس مشہور تجربہ کرنے والے ہی نے مقید ذرون کی آزادی کا یہ کامیاب طریقہ نکالا تھا، باینہمہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ وہی زیر برقیری شعاعین یا برقیون کا سلسلہ ہے جو نلی کے اندر موجود ہے، خود لی نارڈ کا یہ خیال تھا کہ زیر برقیری دھارا محض اثیری امواج یا انبضات پر مشتمل ہے، جب پروفیسر شسٹر نے چند حسابات کئے تو ان سے یہ صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ زیر برقیری دھارا اور لی نارڈی شعاعین ذرات سے مرکب ہین، اس وقت یہ خیال مضحکہ خیز معلوم ہوتا تھا، چند سال کے بعد کہین جا کر لی نارڈ نے شسٹر کو صحیح تسلیم کیا،

جب سائنس دانون کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ زیر برقیری شعاعین ذرات کا ایک دھارا ہین تو ان کو پروفیسر لی نارڈ کے تجربون مین بہت سے معنی نظر آئے، یہ امر تعجب خیز تھا کہ یہ ذرات دھات کی ایک ٹھوس چادر مین سے گذر سکتے تھے، دران حالیکہ ہوا مین گیسون کے جو جوہر تھے، ان مین سے ان کا گذر ممکن نہ تھا، اس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ذرے بے نہایت چھوٹے ہین، سب سے چھوٹا جوہر ہائڈروجن گیس کا ہی، جو سبک ترین معلومہ شے ہے، اس پر بھی یہ گیس المونیم کی دریچے سے نہ گذر سکی،

ہم لکھ چکے ہین کہ اڑتے برقیون کی رفتار دریافت کی جا چکی ہے، نیز یہ معلومات بھی دلچسپ ہین کہ برقیے کی کمیت اور اڑتے ذرے کی توانائی بھی دریافت کی جا چکی ہے، اس کی تشریح ضمیمہ چہارم مین ملے گی یہی تین اجزا ہم کو نہایت دلچسپ انکشافات تک لیجاتے ہین،

ممکن ہے کہ بعض قاری توانائی، رفتار اور کمیت کے علاقے کو صاف طور سے نہ سمجھین لیکن ایک تمثیل سے یہ امر واضح ہو جائے گا، لکڑی کے کسی لٹھے مین کیل ٹھونکنے کے لئے توانائی کی ایک خاص مقدار کی ضرورت ہے، اگر بڑھئی اس مقصد کے لئے کوئی ہلکا سا ہتھوڑا منتخب کرے تو اس کو کیل پر بہت جلد جلد مارنا چاہیے،

ط Schuster

اس صورت مین کمیت قلیل ہے اور ہتھوڑا نسبتۃً بڑی رفتار سے حرکت کرتا ہے، اگر اس کے برخلاف وہ بھاری ہتھوڑا یا گھن استعمال کرے تو اس کو معلوم ہوگا کہ کیل کو ٹھونکنے کے لئے اب نسبتۃً چھوٹی رفتار ہی کافی ہے، پس بڑی رفتار سے متحرک ایک چھوٹی کمیت جتنا کام کرے گی، اتنا ہی ایک بڑی کمیت سے عمل مین آئے گا، جب کہ وہ چھوٹی رفتار سے متحرک ہو، یہان توانائی کے نقصان کا ہم نے ذکر نہین کیا، جو ہر دو صورتون مین ایک نہین ہے، ہم کو تین اجزاء کا لحاظ کرنا پڑتا ہے، مقدار توانائی، رفتار اور کمیت، یہ تو واضح ہو گیا ہوگا، کہ اگر ان مین سے کوئی دو اجزاء معلوم ہون، تو تیسرا جزء حساب سے دریافت ہو سکتا ہے،

اس سے پیشتر کے پارہ مین ہم برقیون کے برقی بار کا ذکر کر چکے ہین، ہمارے مبحث پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے، ؟ اس کے ایک قطعی معنے ہین، ریاضی دان نے اس کو صاف طور سے ثابت کر دیا ہے، کہ اڑتے برقیہ کا جمود (Inertia) کلیتہً اس کے برقی بار کی وجہ سے ہوتا ہے اور فی الحقیقت برقی بار سے علحدہ کوئی برقیہ نہین، یہی واقعی ایک عجیب وغریب خیال ہے، اور اول اول اس کا سمجھنا ہی مشکل ہے، ایک برقیہ بجز اس کے کچھ نہین ہے کہ وہ ایک متحرک برقی بار ہے یعنی منفی برق کی ایک اکائی یا جوہر ہے،

اس مین شک نہین کہ برقیہ کی اصلی جسامت یا جثہ کا ذہن مین کوئی تصور قائم کرنا ناممکن سا ہے، یہ کہنا کہ ہائڈروجن کے جوہر کی کمیت کا اٹھارہ سوان حصہ ہے، تفہیم مین کچھ مدد نہین دیتا، کیونکہ ہم ہائڈروجن کے جوہر کے جثہ ہی کا کوئی تصور نہین رکھتے، یہ کہنا کہ ایک لاکھ برقیون کی ایک قطار کی ضرورت ہوگی، تاکہ وہ معمولی مادّہ کے سالمے کے قطر کے برابر ہو سکین، محض ان ہر دو وراء خوردبینی اشیاء کی اضافی حیثیتون کو ظاہر کرنا ہے، سر الیور لاج[ل]

ل Sir Oliver Joseph Lodge پیدائش ۱۸۵۱ء جامعہ برمنگھم کے صدر ۱۹۱۹ء تک مشہور سائنس دان، جن کو روحیات سے بہت دلچسپی ہے، (مترجم)

نے ذیل کی دلچسپ تمثیل پیش کی ہے، تاکہ برقیے اور جوہر جن مین برقیے پائے جاتے ہین، دونون کی اضافی حیثیتون کا ہم اندازہ کرسکین،

ایک ایسی عمارت کا تصور کرو، جو ایک سو ساٹھ فٹ لمبی اسی فٹ چوڑی چالیس فٹ اونچی ہو، اس عمارت مین جو فضا سمائی ہے، وہ مادہ کے ایک جوہر کو ظاہر کرتی ہے، اب اگر اس بدرجہ غایت مکبّر جوہر کو ہم دیکھین تو اس کے اندر کے برقیون کو دیکھنے مین ہمین بڑی دقت ہوگی، ہر برقیہ بمشکل نقطہ سے بڑا نظر آئیگا، اس پر بھی یہی برقیے وہ مواد ہین، جن پر جوہرون کی بنیاد ہے،

چوتھا باب

جوہر کی تعمیر

ہم چاہتے تھے کہ اس جوہر کا کوئی معقول تصور قائم کرین، جو ان بے نہایت چھوٹے چھوٹے برقیون سے ترکیب پاتا ہے،

اگر جوہر بھی برقیون سے اوسی طرح بنا ہو جس طرح ایک دیوار اینٹون سے بنتی ہے تو ظاہر ہے کہ برقیون کی درمیانی جگہون کو بھرنے کے لئے جوڑنے والے مسالہ کی بڑی زبردست مقدار درکار ہوگی، پچھلے باب کے آخر مین سر آلیور لاج کی تمثیل والی عمارت کا نقشہ تصور کرو، اب یون خیال کرو کہ چند سو چھوٹے چھوٹے نقطے تمام عمارت مین پھیل گئے ہین، ہر دو ننھے سے نقطون کے درمیان تقریبًا سو فٹ کی خالی جگہ ہوگی، لیکن ہم کو یہ خیال کرنا چاہئے کہ برقیے جوہر مین اسی طرح ثبت ہین جسطرح کہ کسی کیک مین کشمش،

بعض جگہ لڑکون مین ایک کھیل رائج ہی جس مین لڑکے دو ٹولیون مین تقسیم ہو جاتے ہین، ایک ٹولی کسی اونچے مقام پر قبضہ کر لیتی ہے، اور دوسری حملہ آور ٹولی سے اوس کو بچاتی ہے، اگر لڑکے اس مقدار مین نہ ہون کہ اس "قلعہ" کے گرد ایک پوری دیوار قائم کی جاسکے تو ظاہر ہے کہ اس ٹولی کو چارون طرف حملون سے بچنے کے لئے ہوشیار رہنا پڑتا ہی، اصل کھیل اسی مین ہے کہ ہر لڑکا اپنے امکان بھر ایک خاص سمت مین دیکھنے کی کوشش کرتا ہی، اور ادھر اودھر دوڑ کر ہی وہ ٹولی حریف کو قبضہ کر لینے سے باز رکھ سکتی ہے، بالفاظ دیگر دوڑ دوڑ کر ایک لڑکا اتنا کام کرتا ہے کہ اس کے لئے معین جگہون پر قائم متعدد لڑکون کی ضرورت ہوتی

اگر دفاع کرنے والی ٹولی کامیاب رہے تو اس کے معنی یہ ہین کہ وہ قلعہ ایسا ہی ہے جیسا کہ لڑکون کا ایک ٹھوس مربع. ہم برقیون کو بھی یہی تصور کرتے ہین کہ وہ جوہر کی طرف دفاع کرنے کے لئے ایک مقام سے دوسرے مقام تک دوڑتے پھرتے ہین، فرق صرف یہ ہوگا کہ لڑکے ہر سمت مین دوڑ لگا سکتے ہین، لیکن برقیے منتظم مدارون مین حرکت کرتے ہین،

ممکن ہے کہ ایک دوسری تمثیل سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو جائے، فرض کرو کہ ایک بچہ چکر گھنی کھیل رہا ہے، جس وقت وہ گھنی سے چکر کو مارتا ہے تو جہان تک چکر کا تعلق ہے اگر اوس کی بجائے مساوی وزن کی ایک ٹھوس قرص ہوتی تو بھی وہی اثر پیدا ہوتا، درمیان کی فضا محیط چکر سے محفوظ ہو جاتی ہے، فرض کرو کہ غیر مرئی ڈورون کے ذریعے سے یہ چکر افقی وضع مین آویزان کر دیا جائے ہم اس کے محیط کے ہر نقطہ پر ضرب لگا سکتے ہین کہ گویا ہمارے سامنے ایک ٹھوس قرص ہے، اب فرض کرو کہ بجائے ایک مسلسل چکر کے ہمارے پاس چھوٹی چھوٹی گولیون کی ایک پوری پلٹن ہے، جو دائرے مین ترتیب دی گئی ہے، اور جسمین ہر دو گولیون کے درمیان کچھ جگہ چھوڑ دی گئی ہے، تم گولیون کے درمیان ضرب لگا سکتے ہو، تم کو ٹھوس پنے کا کوئی احساس نہ ہوگا، لیکن گولیون کے اس دائرے کو ذرا تیز رفتار سے گردش تو دے دو، اب تم ضرب لگاؤ گے تو تمھاری گھنی اس طرح بازگشت کریگی کہ گویا دائرہ ٹھوس ہے. ظاہر ہے کہ رفتار بہت تیز ہونی چاہئے،

لیکن گولیون کو ایک دوسرے سے معتدبہ فاصلہ پر رکھنے کیلئے جس تیز رفتار کی ضرورت ہے، اس کا تصور کچھ زیادہ مشکل نہین ہے، اگر اسی کے مطابق رفتار بڑھا بھی دی جائے، تو بھی ٹھوس کیفیت کا سا اثر پیدا ہوگا، آج جس جوہر کو ہم مانتے ہین اس کا یہ مجمل سا خاکہ ہے یعنی وہ مجموعہ ہے اُن برقیون کا جو نہایت زبردست رفتار سے منتظم رفتارون مین گردش کرتے ہین، اب ہم سمجھ سکتے ہین کہ پہلے باب کی تمثیل مین بکھرے ہوئے نقطے ساری عمارت مین کیونکر پھیل سکتے ہین،

آج جس جوہر کو ہم مانتے ہین وہ درحقیقت ایک ننھا سا نظام شمسی ہے. یہ کوئی ضرور نہین کہ ہم اس کو

ایک ہی مستوی کے برقیون کا دائرہ مجھین، ریاضی دان اس ترتیب کو اس واسطے ترجیح دیتا ہے، کہ ریاضی کے نقطۂ نظر سے مضمون پر بحث آسان تر ہو جاتی ہے، اور اس سے بہت دلچسپ استخراجات اخذ کئے جا سکتے ہین لیکن مسائل ریاضی سے ہم یہان بحث نہ کرین گے، فی الحال اسی پر قناعت کرین گے کہ جو اساتذہ اس فن مین مشغول رہے ہین، اونکے نتائج قبول کرلین۔ ہمارے مقاصد کے لئے یہ کافی ہے کہ ہم جوہر کو ایسے برقیون کا اجتماع عظیم تصور کرین، جو حلقہ در حلقہ منتظم مدارون مین حرکت کرتے ہون، اور سب کے سب نہایت عظیم رفتار سے گردش کرتے ہون، ہم کو یہ یاد رکھنا چاہیئے، کہ یہ تمام توانائی جوہر کے اندر مقید رہتی ہے، اب ضروری نہین کہ ہم کس چیز کو "پتھر کی طرح بے جان" کہین، کیونکہ اب ہم پتھر کے ہر جوہر کو بے جان یعنی بے حرکت تصور نہین کرتے،

لیکن جوہر مختلف قسم کے ہوتے ہین، ایک وُہ ہین جن سے سونا بنتا ہے، اور ایک وہ ہین جن سے سڑک کی خاک بنتی ہے، کیا یہ سب جوہر ایک ہی مواد سے تیار ہوئے ہین، ؟ ہم ایسا ہی یقین کرتے ہین، اب ہم اُن امور کا ذکر کرنا چاہتے ہین، جن مین ایک جوہر دوسرے جوہر سے مختلف ہوتا ہے،

اب تک ہم نے یہ تصور کیا ہے کہ برقیون یا منفی برق کی اکائیون کا ایک جم غفیر اجتماعی حالت مین جوہر بن جاتا ہے! اگر سب کچھ یہی ہوتا تو منفی برق کا کوئی جمع شدہ بار ہونا چاہیئے تھا، نہ صرف یہ بلکہ منفی برق کی یہ انفرادی اکائیان ایک دوسرے کو دفع کرتین اور خیالی جوہر پاش پاش ہو جاتا، اس سے لازم آیا کہ توازن قائم کرنے کے لئے جوہر کے اندر مثبت برق کی ایک مساوی مقدار ہونی چاہیئے، مثبت برق کی اکائیون کی مساوی تعداد کا ہم تصور نہین کر سکتے، کم از کم ہم نے ابتک ایسی چیزین موجود نہین پائین، ہم نے مثبت برق کو مادہ کے جوہرون سے علٰحدہ نہین پایا ہے، درانحالیکہ خلائی نلیون مین منفی برق کی اڑتی اکائیون سے ہم مانوس ہو چکے ہین، فی الحقیقت مادہ کے جوہرون کی بہ نسبت ان برقیون کو ہم بہت زیادہ جانتے ہین،

چونکہ جوہر سے علٰحدہ مثبت برق کی اکائیان ہم کو نہین ملتین اس لئے یہ خیال پیش کیا گیا کہ ممکن ہے کہ جوہر ساز برقیے مثبت برق کے ایک ننھے سے کرہ مین ملفوف ہون، اس تصویر مین کسی قدر ترمیم ہو گئی ہے لیکن

آغاز کار کے لئے یہ بہت موزون ہے۔ اس خیال کو ریاضی دان ابتدائی دعوی کی حیثیت سے قبول کرنے کیلئے تیار ہے، کیونکہ اس سے وہ بہت معقول استخراجات کرسکتا ہی، مثبت برق برقیون کو کرہ کے مرکز کی طرف جذب کرتی ہے، اور برقیے خود ایک دوسرے کو دفع کرتے ہین، اور ایسا کرنے مین اُن کا اقتضا یہی ہوتا ہے کہ کرہ کو بالکل چھوڑ دین، بالفاظ دیگر ہر سمت مین اپنی جولانی دکھانا چاہتے ہین، لیکن مثبت برق اُن پر لگام لگائے رہتی ہے، اس طرح توازن قائم رہتا ہے،

ممکنہ جوہرون کے پیدا کرنے کے لئے برقیون کی متنوع ترتیب کا حساب نہ صرف ریاضی دان ہی نے لگالیا ہی، بلکہ تجربہ کرنے والون نے بھی چھوٹے چھوٹے تیرتے مقناطیسون یا پانی پر تیرتے برقائے ہوئے جسمون کے ذریعہ سے بہت سی ترتیبون کی عملی توضیح بھی کردی ہے، جسمون کی مختلف تعداد لے کر تجربہ کرنے سے ترتیب مین بہت تنوع پیدا ہو جاتا ہے، اور جتنے جسم ایک تجربے مین استعمال کئے جائین اُن کے لحاظ سے مختلف نمونے یا وضعین بن جاتی ہین،

اس قسم کے چند تجربات کا بیان دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، اور اگر کسی کے پاس متعدد فولادی سوئیون کو مقناطیس بنانے کا کوئی اچھا ذریعہ ہو تو اوس کو چاہئے کہ تجربہ کو دہرائے، جب سوئیان سب کی سب مقناطیسی بنادی جائین، تو ہر ایک کو ایک چھوٹے سے کارک پر اسی طرح نصب کرنا چاہئے، کہ جب کارک پانی پر تیرایا جائے، تو سوئیان انتصابی وضع مین نیچے کی طرف جھکی رہین، سوئیان اس طرح نصب کی جاتی ہین کہ یا تو سارے شمالی قطب یا سارے جنوبی قطب اوپر کی طرف ہون، اگر اس قسم کی متعدد سوئیان پانی کے کسی ظرف مین ڈالی جائین، تاکہ جوہر کے برقیون کو ظاہر کرین، تو بلاشبہ سوئیان ایک دوسرے کو دفع کرین گی، اور عملاً یہی چاہین گی کہ ظرف سے نکل بھاگین، چنانچہ تیر کے کنارے جا لگین گی، جیسا کہ پیش ورق کی پہلی تصویر مین ہی، جوہر مین برقیون کا بھی یہی عمل ہوتا ہی، لیکن مقابل کی یا مثبت برق اون کو کھینچکر مرکز کی طرف لاتی رہتی ہے، اپنے تجربون مین اس ضابطہ بار کو ہم یون ظاہر کرتے ہین کہ وسط ظرف کے اوپر کسی مقناطیس کا ایک قطب رکھدین جیسا کہ دوسری تصویر سے ظاہر ہے، اگر ہم

سے سوئیون کو اس طرح ترتیب دیا ہے کہ اون کے جنوبی قطب اوپر کی جانب ہین، تو ہم کو مقناطیس کا شمالی قطب اوپر لانا چاہئیے کیونکہ مخالف قطب ایک دوسرے کو جذب کرتے ہین،

اگر تین سوئیان پانی مین ڈالی جائین تو وہ اسی طرح ترتیب پاتی ہین کہ اون سے ایک مثلث کے تین گوشے بن جاتے ہین، چار سوئیان مربع کے کونون پر جا ٹھہرتی ہین اور اسی طرح پانچ سوئیان ہون تو اون سے مخمس یا پانچ ضلع والا مربع بن جائے گا، جب ہم چھٹی سوئی ڈالتے ہین تو ہم کو ایک بہت دلچسپ منظر نظر آتا ہے چھٹیون سوئیان مل کر مسدس یا چھ ضلع والا مربع، نہین بناتین، بلکہ ایک سوئی مرکز پر چلی جاتی ہے، اور پانچ سوئیان حسب سابق مخمس بناتی ہین، ساتوین سوئی ڈالیجائے تو نتیجہ اور بھی دلچسپ ہوجاتا ہے، ایک سوئی مرکز پر چلی جاتی ہے اور باقی چھ سوئیان مرکزی سوئی سے کچھ فاصلے پر حلقہ کی صورت اختیار کرلیتی ہین، جیسا کہ تصویر نمبر ۲ مین ہے اگر سوئی پر سوئی بڑھاتے چلے جائین تو بہت دلچسپ تغیرات واقع ہوتے چلے جائین گے،

پس یہ قیام یا توازن کی ترتیبین ہین، اور جوہر کے اندر برقیون کی ممکنہ ترتیبون کا نقشہ قائم کرنے مین ان سے ہم کو بہت مدد ملتی ہے، بہت سے تجربات جو اس طرح انجام دئے گئے، اونھون نے خالص ریاضیاتی حسابات سے حاصل کردہ ترتیبون کی تصدیق کی ہے،

ریاضی دان کے قائم تشکلات کے سلسلہ مین ایک دوسرا نکتہ بھی دلچسپ ہے، اسکو معلوم ہوتا ہے کہ برقیون کی بہت سی مختلف ترتیبین ایک دوسرے سے بہت کچھ مشابہ ہوتی ہین، مثلاً اس کے ممکنہ جوہرون مین سے ایک جوہر مین برقیون کی ترتیب یون ہے کہ ایک برقیہ مرکز مین ہے اور چھ اوس کے گرد حلقہ باندھے ہوئے ہین جیسا کہ تصویر نمبر ۲ مین ہے اور جبکہ وہ دیگر ممکن اور قائم ترتیبون کو شمار کرتا ہے تو اس کو ایک ترتیب اور ملتی ہے جو اوپر والی ترتیب سے مشابہ ہے، لیکن اس مین پہلے حلقہ کے گرد گیارہ برقیون کا ایک حلقہ اور ہوتا ہے جیسا کہ تصویر نمبر ۴ مین ہے، اس سے آگے قدم رکھنے پر اس کو معلوم ہوتا ہے کہ ایک اس سے بھی بڑی ترتیب ہے جسمین پندرہ برقیون کا ایک حلقہ اور محیط ہوتا ہے، اب اگر واقعی جوہرون کی ساخت اسی اصول پر ہے تو فطرت مین بعض

مختلف جوہرون کے برتاؤ مین کچھ نہ کچھ مشابہت پائی جانی چاہئے گویا جوہرون کے بعض گروہون مین خاندانی مشابہتین ہونی چاہئین اور اس لئے مشابہ خواص ہونے چاہئین، فطرت مین ہم پاتے بھی ایسا ہی ہین، اور فی الحقیقت پیشتر اس کے کہ جوہر کے تصفیہ کے لئے ہم نے کوئی کوشش کی ہو، ہم اس واقعہ کو تسلیم کر چکے تھے،

ہم مین سے بعض نے اپنے مدرسہ کے زمانے مین پڑھا ہوگا کہ پوٹاشیم اور سوڈیم ایک دوسرے سے بہت مشابہ ہین، دونون نرم دھاتین ہین، یہانتک کہ معمولی چاقو سے اون کو نہایت آسانی سے کاٹ سکتے ہین جب وہ کاٹے جاتے ہین تو دونون مین چاندی جیسی چمک پائی جاتی ہے، لیکن اس پر بہت جلد زنگ آجاتا ہے، یا وہ اکسا جاتی ہے، ان دونون مین یہ عجیب وغریب خاصیت ہے کہ جب کسی تر سطح پر ڈالے جاتے ہین تو فوراً شعلہ بن جاتے ہین، اس لحاظ سے پوٹاشیم زیادہ زوردار ہے، یہان تک کہ پانی کے برتن مین پھینکا جائے تو فوراً جل اٹھیگا حالانکہ انہی حالات مین سوڈیم پانی کی تحلیل شروع کر دیتا ہے، اور حرارت بھی معتدبہ خارج کر دیتا ہے، لیکن شعلہ نہین پکڑتا، محض تر سطح پر رکھنے سے یہ مشتعل نہین ہوتا، کیمیادان ہم کو اور خواص بھی بتلا سکتا ہے جو پوٹاشیم اور سوڈیم دونون مین مشترک ہین،

کیمیادان ہم کو ایک تیسری اساسی شے لیتھیم نامی دکھلائے گا، اس کی سطح بھی چاندی جیسی ہوتی ہے، یہ بھی نرم دھات ہے، اگرچہ سوڈیم اور پوٹاشیم کے برابر نرم نہین، ہم تر سطح پر رکھ کر لیتھیم مین آگ نہین لگا سکتے لیکن ہم کو معلوم ہوگا کہ اس مین بھی پانی کے تحلیل کرنے اور حرارت خارج کرنے کا خاصہ موجود ہے، گو اس حد تک نہو جتنا کہ اس کے دو رشتہ دارون مین پایا جاتا ہے،

اب ہم کو تین اساسی اشیاء کا ایک خاندانی گروہ معلوم ہوا، اور یہ کوئی منفرد مثال نہین ہے، بقیہ تمام عناصر بھی اسی انداز پر چھوٹے چھوٹے خاندانی گروہون مین تقسیم کئے جا سکتے ہین، اس سلسلہ مین سب سے زیادہ دلچسپ امر یہ ہے کہ ہمین خواص کی جانچ کر کے کسی خاندانی گروہ کے ارکان کو چننا نہین پڑتا، اگر ہم کو عناصر کے جوہری وزن معلوم ہون تو ہم اون کو ان کے خاندانون مین تقسیم کر سکتے ہین،

۱۸۶۳ء میں جان نیو لینڈز نے اخبار کیمیاوی، کو ایک خط لکھا جسمین یہ لکھا کہ اگر عناصر بہ لحاظ اپنے جوہری وزنون کے ترتیب دئے جائین یعنی اولاً سب سے زیادہ وزن وار عنصر ہو، اور پھر اس سے کم یہان تک کہ سب سے کم جوہری وزن تک پہنچ جائین تو جو عناصر ایک ہی خاندان کے ہون گے، وہ اس پیمانہ پر معین وقفون کے بعد واقع ہون گے ان کی ترتیب ایسی سمجھو جیسی کہ ہارمونیم کے پردے یا سرون کی ترتیب ہوتی ہے پس اگر ان مین سے کسی سُر کو ہم پوٹاشیم تصور کرین تو ایک سرگم کے بعد ہم کو سوڈیم ملے گا، اور پھر ایک سرگم بلند ہو جانے پر لی تھیم ملے گا، اگر ہم پوٹاشیم سے نیچے کے سرگم لین تو ہم کو ایک عنصر روبی ڈیم ملے گا اور ایک سرگم اور اُترنے پر سی سیم ملے گا، اگرچہ تمام لوگ ان اشیا سے مانوس نہیں ہین تاہم کیمیادان بتلاتا ہے کہ ان کے اور پوٹاشیم سوڈیم اور لی تھیم کے خواص مین بہت کچھ خاندانی مشابہت ہے،

دوسرے خاندانی گروہون کے اراکین بھی اسی طرح واقع ہوتے ہین، بعد ازان نیو لینڈز کے ان سرگمون کی تشریح مشہور روسی کیمیادان من ڈلی جف[1] نیز جرمن کیمیادان مے آر[2] نے کی اور جس کو اب "کلیہ ادوار" کہتے ہین وہ انھین کی کوششون کا نتیجہ ہے،

ہمارے موجودہ مقاصد کے لئے اس کی ضرورت نہین کہ "کلیہ ادوار" کی تفصیل سے واقف ہون مختصراً اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم کو کسی عنصر کے ایک جوہر کا وزن معلوم ہو، تو ہم اس کے خواص جان سکتے ہین، یہان یہ امر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ من ڈلی جف کو اس کلیہ پر اتنا اعتبار تھا کہ اوس نے نہایت جسارت کے ساتھ ایسے

۱؎ آئی وینووش من ڈلی جف (Ivanovich Mendeleef) (۱۸۳۴ء - ۱۹۰۷ء) مشہور روسی کیمیادان، سینٹ پٹرس برگ موجودہ پٹروگراڈ مین تعلیم پائی، اور وہین ۱۸۶۶ء سے ۱۸۹۰ء تک پروفیسر رہا، فلسفہ، کیمیا اور طبعی کیمیا کے متعلق اس کی معلومات اور تحقیقات قابل قدر ہین (مترجم)

۲؎ وکٹر مے آر، (Victor Meyer) ۱۸۴۸ء، ۱۸۹۷ء مشہور جرمن کیمیادان، جرمن کی تین یونیورسٹیون مین پروفیسر، نامیاتی کیمیا مین بہت مفید کام کیا، (مترجم)

تین دیگر عناصر کے وجود کی پیشین گوئی کی، جو اس سے پیشتر کسی کو معلوم نہ تھے، اپنی جدول ادوار مین اوسکو تین خالی جگہین نظر آئین، اوس نے سوچا کہ اگر کلیہ کامل ہے تو ان جگہون کو پر ہونا چاہیئے، وہ یہ بھی تبلا سکتا تھا کہ ان گم شدہ عناصر کا کس خاندان سے تعلق ہوگا، اسی بنا پر اوس نے جرأت کر کے یہ بھی پیشین گوئی کر دی کہ جب کبھی بھی اُن عناصر کا انکشاف ہوگا تو ان مین فلان فلان کیمیاوی خواص پائے جائین گے، یہ امر بھی دلچسپی کا باعث ہے کہ مِن ڈلی جف کو اتنی عمر نصیب ہوئی کہ اس کے سامنے تینون عناصر کا انکشاف ہوا، اور اسطرح کی پیشین گوئی اس کے سامنے پوری ہوگئی، ایک ایک کر کے یہ گم شدہ اشیا، روشنی مین لائی گئین، ہر ایک مین وہی خواص تھے، جو ان کے متعلق پہلے سے تبلائے گئے تھے،

جب سے کیمبرج کے طبیعین نے مختلف جوہرون کے اندر برقیون کی ممکن ترتیبون پر بحث وتحیص شروع کی، اس سے بہت پہلے کلیہ ادوار قائم ہوچکا تھا، پروفیسر جے، جے ٹامسن کا اب یہ خیال ہے کہ کسی عنصر کا جوہری وزن، جوہر کے اندر برقیون کی تعداد کے متناسب ہوتا ہے، یہان ہم کو یہ یاد رکھنا چاہیئے، کہ ہر تعداد کا اجتماع ترتیب کے لحاظ سے ایک مشخص شکل رکھتا ہے، اس کی صورت یون نہین ہے کہ ایک تھیلی مین سرسٹھ اور ایک مین اڑسٹھ سنگریزے بھر دئے، علاوہ ازین بعض برقیے (آٹھ سے زیادہ نہ ہون، سرگم کے کلیہ کا لحاظ کرتے ہوئے) بیرونی حلقہ بناتے مانے جاتے ہین، دوسرے جو قلبی (یا قلب کے) برقیے ہین، وہ بہت مضبوطی سے جکڑے ہوئے ہین (دیکھو شکل صہ ۴۳)

ریاضی دان ہم کو تبلاتا ہے کہ بعض ترتیبون کو بالکل ہی قیام نہین ہوتا، اور بعض تو قیام ناپذیری کی سرحد پر ہوتی ہین، مثلاً ایک ترتیب مین مرکز پر اتنے برقیے ہین کہ بیرونی قلعے کو روکنے کے لئے کافی ہین، اگر کسی حالت مین بھی سب سے بیرونی حلقہ ٹوٹ جائے تو حلقہ کے چند برقیے ابھی سابق وضعون مین آنے سے قاصر رہین گے برقیے چارون طرف تیزی سے اڑتے رہتے ہین، اس بنا پر جو اپنے نظام سے الگ ہوا وہ اُس سے چھوٹ ہی جائیگا یہ چھٹے ہوئے برقیے فوراً کسی قرب وجوار کے ایسے جوہر مین جا کر گھر کر لین گے، جس کا نظام ان کو قبول کرنے

کی صلاحیت رکھتا ہو، اس لئے ہم جوہرون کے درمیان مفارقت پذیر برقیون کی ایک چھوٹی تعداد کے مسلسل تبادلے کا تصور کرتے ہین، ہمارے لئے سادہ ترین صورت یہ ہے کہ ہم ان مفارقت پذیر برقیون کو دمدار ستارے تصور کرین، جو منتظم قیام پذیر مدارون سے ماوراء ہون، بانیہمہ ہم آگے چل کر دیکھین گے کہ قیام ناپذیری کی بعض غیر طبعی صورتین بھی ہین، جن مین برقیے منتظم مدارون سے نکل کر بھاگتے ہین، اور ماحول کی ہوا مین نہایت تیز رفتاری سے خارج ہوتے ہین، جس سے بعض وہ مظاہر پیدا ہوتے ہین، جو بالخصوص ریڈیم سے متعلق ہین، اس صورت مین جوہر مین واقعی شکست و ریخت ہوتی ہے، اور یہ صورت اس سے مختلف ہے، جس مین مفارقت پذیر جوہرونکا دوستانہ تبادلہ ہوتا تھا،

چند مفارقت پذیر برقیون کا دوستانہ تبادلہ جوہر مین کیا فرق پیدا کرتا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی جوہر سے ایک یا دو برقیے نکل جاتے ہین، تو اس مین کامل برقی توازن نہین رہتا، چھوٹے ہوئے برقیون کے ساتھ اس کا کچھ منفی بار بھی نکل جاتا ہے، لیکن مثبت برقی کرہ اپنی جگہ پر مستقل رہتا ہے، پس جس جوہر سے برقیے نکل گئے ہین، وہ مثبت بار والا جسم ہو جاتا ہے، کیونکہ مثبت بار کم شدہ منفی بار مین اب غالب ہوگا، بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض جوہرون مین اگر ایک برقیہ گروہ مین اور شامل کر دیا جائے، تو برقیون کا تشکل زیادہ قیام پذیر ہو جاتا ہے، دیگر صورتون مین دو برقیون سے قیام پذیری حاصل ہوتی ہے، وعلیٰ ہذا، جس جوہر مین اپنی جماعت مین ایک یا ایک سے زیادہ برقیون کو شامل کر لینے کا اقتضا، ہو، وہ برقی حیثیت سے منفی یا برقا منفی کہلاتا ہے، کیونکہ ایسے برقیون کے شامل ہو جانے سے اس مین منفی بار بڑھ جائیگا، برخلاف اس کے بعض جوہری ترتیبین ایسی ہین، جو جوہرون سے ایک یا ایک سے زیادہ برقیے نکال لینے پر قیام پذیر ہو جاتی ہین گی، پس جس جوہر مین ایک یا ایک سے زیادہ برقیون کو کم کر دینے کا اقتضا، ہو، وہ برقی حیثیت سے مثبت یا برقا مثبت کہلاتا ہے، کیونکہ ایسے منفی برقیون کے نکل جانے پر اس مین مثبت بار رہ جاتا ہے، لیکن ہم کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ برقیون کے جس تبادلے سے ہم بحث کر رہے ہین، اس سے جوہر کی نوعیت نہین بدل جاتی، ہائڈروجن کا جوہر

ہمیشہ ہائڈروجن ہی کا جوہر رہے گا، خواہ وہ مثبت برقًا ہونے میں کم و بیش کیوں نہ ہو، کسی جوہر کی نوعیت کو بدلنا مثلاً سیسے کو سونا کردینا یہ معنی رکھتا ہے کہ نہ صرف برقیوں کی تعداد و ترتیب میں تغیر کی ضرورت ہے، بلکہ مثبت برق کے قلب کو بھی بدلنے کی ضرورت ہے، لیکن ہم اسی قسم کے قلب ماہیت کو انجام نہیں دے سکتے کیونکہ نہ تو کیمیادان اور نہ طبیعی کے اختیار میں ہے کہ جوہروں کے قائم و دائم تشکلات کو توڑ دے تاہم ہمارے پاس اس امر کی شہادت موجود ہے، کہ فطرت خود ایک خالص کیمیاگر ہے، اور وہ برابر قلب ماہیت کرتی رہتی ہے، مظہر تابکاری (ریڈیو ایکٹی وٹی) کے انکشاف سے پیشتر ہم اس سے قطعًا ناواقف تھے، لیکن جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جاچکا ہے، ہم اس سے بعد میں بحث کریں گے،

گذشتہ باب میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ کیمیاوی اتحاد کے معنی برقی اتحاد کے تھے، نیز ایک برقًا مثبت جوہر برقًا منفی جوہر سے ہاتھ ملاتا ہے، اب ہم اس امر کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں، کہ آکسیجن کا ایک زبردست برقًا منفی جوہر ہائڈروجن کے دو جوہروں کے مثبت بار کو چاہتا ہے تاکہ برقی توازن پیدا ہوسکے، اس کے نتیجہ میں پانی کا ایک تعدیلی سالمہ پیدا ہوجاتا ہے،

اس امر کو ایک دوسرے زاویہ نگاہ سے یوں دیکھ سکتے ہیں، کہ جب آکسیجن کا جوہر کسی ایسے جوہر یا جوہروں کے نزدیک لایا جاتا ہے جو برقیے چھوڑ سکتے ہوں، تو وہ زائد برقیوں کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، ہائڈروجن کا ایک جوہر فرو صرف ایک برقیہ چھوڑ سکتا ہے، لیکن اگر دو جوہر ہائڈروجن کے ایک دوسرے کے قریب آجائیں، تو آکسیجن کے دو برقیے دے سکتے ہیں، اس لئے یہ تینوں جوہر برقی طور پر متحد ہوجاتے ہیں، یا ہم اس کو کیمیاوی اتحاد بھی کہہ سکتے ہیں،

ممکن ہے کہ بعض قاری تعجب کریں کہ کسی عنصر کی ہر کمیت برقی بار کا اظہار کیوں نہیں کرتی؟ کیا وجہ ہے کہ جب ہائڈروجن کے جوہر برقًا مثبت ہیں تو وہ گیس من حیث الکل مثبت بار کا ثبوت کیوں نہیں دیتی،؟

جب ہم ہائڈروجن کے جوہروں کو برقًا مثبت کہتے ہیں تو اس سے ہمارا مطلب یہی ہوتا ہے کہ ان میں برقیوں کو

ضائع کرنے یا چھوڑ دینے اور اس طرح برق مثبت ہو جانے کی قابلیت موجود ہے، اگر صرف ہائڈروجن ہی کے جوہر ہوں تو وہ برقی حیثیت سے تعدیلی ہوں گے، لیکن جوں ہی کہ وہ آکسیجن کے جوہروں کی زد میں آجائیں گے تو اُن میں سے دو جوہر فوراً آکسیجن کے جوہر کو ایک ایک برقیہ دیدیں گے، اور اس طرح برقی توازن قائم نہ رہے گا، برقیوں کا یہی تبادلہ جوہروں میں برقی بار پیدا کرتا ہے، اور اُن کے ایک دوسرے کو جذب کرنے کا باعث ہوتا ہے جس سے وہ سادہ یا مرکب سالمے بناتے ہیں،

یاد ہوگا کہ اس سے پیشتر کے باب میں ہم جب کیمیاوی اتحاد سے بحث کر رہے تھے تو ایک مشکل اسی وقت پیش آئی تھی جب کہ ہم نے اسی اتحاد کو جوہروں کے مخالف برقی باروں کے جذب کا نتیجہ بتلایا تھا، نہ صرف یہ کہ برقاً مثبت اور برقاً منفی جوہر ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتے ہیں، مثلاً سوڈیم کا برقاً مثبت جوہر کلورین کے برقاً مثبت جوہر سے مل کر وہ کا آمد شے بناتا ہے جس کو نمک طعام کہتے ہیں، بلکہ بعض اوقات ایک ہی جوہر برقاً مثبت ہوتا ہے، اور دیگر اوقات میں برقاً منفی، مثال کے طور پر دلدل کی گیس (Marsh gas) (مارش گیس) نامی ایک مرکب ایک جوہر کاربن چار جوہر ہائڈروجن سے مل کر بنتا ہے، دونوں کے دونوں آکسیجن کے لحاظ سے برقاً مثبت ہیں، پس اس سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ اصطلاحات برقاً مثبت، برقاً منفی محض اضافی ہیں، ہو سکتا ہے کہ کاربن آکسیجن کے لئے برقاً مثبت ہو، اور ہائڈروجن کے لئے برقاً منفی،

مذکورۂ بالا امر کی وضاحت کے لئے کسی مناسب تمثیل کا ملنا مشکل ہے لیکن شاید اس سے کچھ مدد ملے کہ اگر ہم جوہروں کو ایسی جدول میں ترتیب یافتہ تصور کریں کہ ہر جوہر اپنے تحت کے جوہر کو نہایت آسانی سے اپنے چند برقیے دیدے تو جو جوہر برقیے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اس کو ہم برقاً منفی کہیں گے، کیونکہ اس وقت اس کے پاس زائد برقیے ہو جائیں گے، جو جوہر برقیے خارج کرتا ہے، وہ برقاً مثبت ہے، اب فرض کرو کہ ایک جوہر جدول میں اپنے ماتحت جوہر کو برقیے دیتا ہے، اس لئے ہم کہتے ہیں کہ اول الذکر برقاً مثبت ہے، لیکن ساتھ ہی اس کے ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ یہی برقاً مثبت جوہر جدول میں اپنے

سے بالاتر جوہر سے برقیے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہی، اس صورت مین وہ برقاً مثبت نہ رہا، بلکہ اب برقاً منفی ہوگیا ہے،

اگرچہ مذکورۂ بالا تمثیل کچھ نہ کچھ مدد دیتی ہے، لیکن مکمل نہین ہے، مثلاً اس مین اس امر کا لحاظ نہین کیا گیا کہ ایک ہی عنصر یعنی آکسیجن کے دو جوہر مل کر آکسیجن کا ایک سالمہ بناتے ہین، ہماری تمثیل سے تو یہ ظاہر ہوگا کہ چونکہ جدول مین دونون جوہرون کا ایک ہی مقام ہے، اس لئے ان مین سے کوئی بھی دوسرے تک برقیے نہ بھیج سکے گا، باینہمہ طبیعی کے پاس اس امر کے باور کرنے کے دلائل ہین کہ ایک ہی عنصر کے دو جوہر جب اتنے قریب آجاتے ہین کہ ایک جوہر کے گردش کار برقیے دوسرے کے گردش کار برقیون پر اثر ڈال سکین، تو برقیون کا تبادلہ وقوع مین آتا ہے، جس سے دونون مین سے ایک جوہر دوسرے کے لحاظ سے برقاً منفی ہوجاتا ہے، اس طریقہ پر ہم اب بھی آکسیجن کے دو جوہرون کو سالمہ سازی کے لئے برقی حیثیت سے متحد تصور کرسکتے ہین،

اب جوہر کی ساخت کا ایک ذہنی نقشہ تو ہم نے کھینچ لیا، ہم دیکھتے ہین کہ برقیے یا منفی برق کی اکائیان دواماً منتظم مدارون مین گردش کرتے رہتے ہین بعض مرکزی قلب مین، اور بعض بیرونی حلقہ مین، اس طرح کہ برقیون اور مثبت قلب مین توازن ہوجاتا ہے، ہم بعض قائم تشکلات کو جوہر کے اندر موجود برقیون کی ایک تعداد کا نتیجہ سمجھتے ہین یہی وہ مختلف تشکلات ہین جن سے جوہرون مین مختلف خواص پائے جاتے ہین یا بالفاظ دیگر انہی سے مختلف اساسی جوہر بنے ہین، ایک تشکل کو ہم نے سوڈیم کا جوہر کہا، ہم ان جوہرون کو کبھی نہین دیکھ سکتے کیونکہ وہ طاقتور سے طاقتور خوردبین کی زد سے باہر ہین، لیکن جب یہی جوہر لاکھون کرورون کی تعداد مین مل جاتے ہین، تو مادہ کا ایک ڈھیر حاصل ہوتا ہی، جس کو ہم سوڈیم کہتے ہین، یہ ایک نرم دھات ہی، اور اس مین یہ عجیب خاصیت ہے کہ تر سطح پر رکھنے سے مشتعل ہوجاتی ہی، جیسا کہ پیشتر بھی بیان کیا جاچکا ہی،

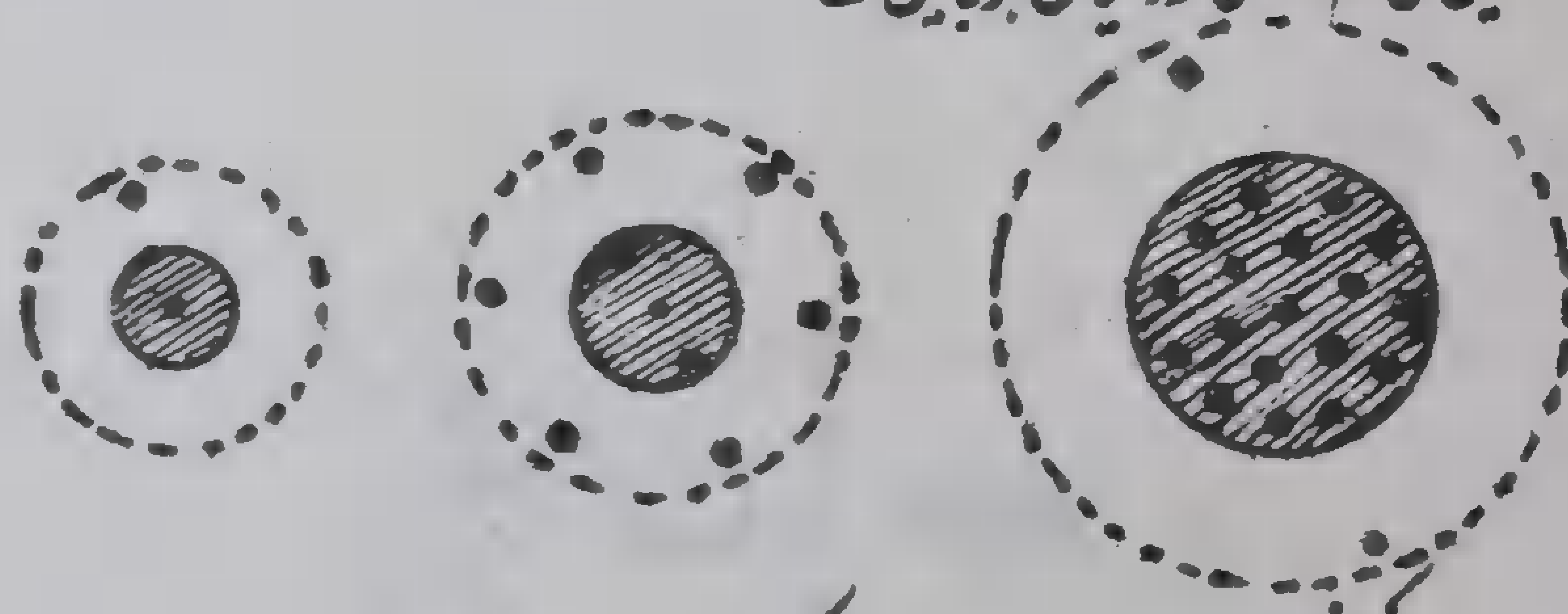
برقیون کے ایک دوسرے تشکل کو ہم نے کلورین کا جوہر کہا ہی، اوپر والے جوہر سے یہ مختلف ہے، بہ لحاظ برقیون کی تعداد کے، اور نیز بہ لحاظ تشکل کے، اس قسم کے جوہرون کا ایک جم غفیر گیس کی صورت اختیار کرتا ہے جس کو ہم کلورین

کہتے ہین جن لوگون نے کیمیا کے سبق پڑھے ہین، اون کو اوس کے خواص بخوبی معلوم ہون گے، لیکن تعجب کا مقام تو یہ ہے کہ جب یہی جوہر یعنی سوڈیم اور کلورین کو جفت جفت کر کے اُن کی ایک کثیر تعداد لیتے ہین، تو نہ ہمین گیس ملتی ہے، اور نہ دھات بلکہ ایک بالکل مختلف شے حاصل ہوتی ہے، جس کو ہم دستر خوان پر طعام کو درست کرنے کیلئے استعمال کرتے ہین، ممکن ہے کہ کوئی یہ کہے کہ نمک، ایک گیس اور ایک دھات سے مرکب ہے، لیکن درحقیقت یہ مفہوم صحیح نہین، نمک دو مختلف قسم کے جوہرون سے بنا ہے جن مین سے ایک قسم کے جوہر گیس بناتے ہین، اور دوسرے دھات لیکن یہ مادہ ساز جوہر خود نہ گیس ہین اور نہ دھات، وہ تو برقیون کے گردش کا رنظام ہین، جو مثبت برق سے ملحق ہین،

مختصر یہ کہ من حیث الکل ہم مادہ کو خواہ وہ قیمتی الماس کی شکل مین ہو یا متعفن گیس کی صورت مین، جوہرون سے بنا سمجھتے ہین، اور یہ جوہر بجز اس کے کچھ نہین ہین، کہ مثبت برق کے ننھے ننھے کیڑے ہین، جن کے اندر منفی برق کی ننھی ننھی اکائیان معین مدارون مین علی الدوام حرکت کرتی رہتی ہین، اور ایک جوہر دوسرے جوہر سے اپنے منفی اکائیون یا برقیون کی تعداد و شکل کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے،

اگر یہ نظریہ برقیہ صحیح ہے تو مادہ، تمام تر برق سے تیار ہوا ہے، ایک بچے نے مجھ سے پوچھا، کہ مجھ مین بجلی ہے یا نہین، مین نے جواب دیا کہ تم بجلی ہی سے بنے ہو تو اس نے اس جواب کو ایک زبردست مذاق خیال کیا، بلاشبہہ ہم کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ محض نظریہ ہے، لیکن یہ خیال بھی کہ زمین سورج کے گرد گردش کرتی ہے، ایک نظریہ تھا، لیکن جب اس کی تائید مین ہم کو اتنے واقعات مل گئے کہ ہر صاحب فکر اس کو قبول کرنے پر آمادہ ہوگیا، تو پھر وہ نظریہ کے حدود سے نکلکر واقعات کی سرحد مین داخل ہو گیا، برقیاتی نظریہ کو بھی بہت سے واقعات اپنی تائید مین مل گئے ہین، اور فی الواقع برقیہ جوہر سے علٰحدہ کر لیا گیا ہے، جیسا کہ کروکس کی خلائی نلیون مین کیا جاتا ہے، جہان ہم خالص برقیون کا ایک حقیقی دھارا پیدا کرتے ہین، لیکن اس طریقہ پر ہم مثبت برق کو علٰحدہ نہین کر سکتے ہین بنا برین ہم کو مثبت برق کے مرکزی قلب کو موجود ذہنی ہی سمجھنا چاہئے،

ذیل کی رسم کے معنی خود عیان ہوجائین گے



ہائڈروجن کا جوہر جو سبک ترین ہی، اس کے مثبت قلب مین کوئی برقیہ نہین دکھلایا گیا ہی، اور بیرونی حلقے مین بھی صرف ایک برقیہ ہے، ہم آکسیجن کے لئے یہ تصور کرتے ہین کہ اس کے مرکزی قلب مین دو برقیے ہین، اور بیرونی حلقہ مین چھ اور کیلشیم کے ثقیل تر جوہر مین کوئی اٹھارہ برقیے تو مثبت قلب کے اندر ہین، اور بقیہ دو بیرونی حلقے مین ہین، مثبت قلب مین اٹھارہ برقیون کی ترتیب کو پیش ورق کی چوتھی تصویر سے مقابلہ کرو،

اگر مادہ کی ساخت تمامتر منفی اور مثبت برق سے ہی، تو ہمارا سوال اب یہ ہوگا کہ برق کیا ہے،؟

——·○<:::>○·——

پانچواں باب

"برق کیا ہے"

برق کی نوعیت کے متعلق چند برس پیشتر جو ہمارے خیالات تھے، وہ آج نہیں ہیں، بادی النظر میں ہمارے یہ خیالات پیچھے ہٹتے نظر آئیں گے، کیونکہ یہ ایک واقعہ ہے کہ برقی امور کے متعلق ہمارے موجودہ متفکرات بنجامن فرینکلن کے ابتدائی مفہومات سے زیادہ غیر مشابہ نہیں ہیں، پتنگوں کو اڑا کر بادلوں سے بجلی کھینچنے کے تجربوں ہی کی بدولت فرینکلن مشہور عام ہے، لیکن بعض خاص لوگ فلسفی سے زیادہ مدبر کی حیثیت سے جانتے ہیں،

۱۷۵۰ء کے قریب جب کہ برق کے اوائل ایام تھے، فرینکلن نے یہ خیال پیش کیا تھا، کہ برق ایک لطیف سیال ہے، جو تمام مادہ میں جاری و ساری ہے، جیسے جیسے زمانہ گذرتا گیا، سائنس دان سمجھنے لگے کہ برق کے اس مفہوم میں مادیت بہت زیادہ ہے، اگر کوئی شخص برق کے متعلق اس ادبی مواد کو دیکھے جو فرینکلن کے نظریہ کی تاریخ سے لیکر موجودہ برقیوں کے نظریہ کے قائم ہونے تک شائع کیا گیا ہے، تو اس سے یہ عیاں ہو جائے گا کہ لکھنے والے فرینکلن سے زیادہ برق کو نوعیت کے لحاظ سے پراسرار سمجھتے تھے، فی الحقیقت یہ فوراً واضح ہو جاتا ہے کہ لکھنے والے بالآخر لفظ "برق" کے استعمال سے گھبرانے لگے تھے، اس کی بجائے اس کے مظاہر برقی رو، و برقاؤ، وغیرہ کو ترجیح دیتے تھے، آج برقیوں کا نظریہ ہم کو پھر اس سے بھی زیادہ مادی خیالات تک لے جاتا ہے، چنانچہ ہم منفی برق کے جوہر یا اکائی سے گویا مانوس ہو ہی گئے ہیں، ہم برق کے جوہر بھی کہہ سکتے ہیں، لیکن چونکہ لفظ جوہر میں مادہ کا ایک قطعی مفہوم مضمر ہے، اس لئے لفظ اکائی بہتر معلوم ہوتا ہے، ممکن ہے کہ لفظ اکائی سے بھی بعض لوگ خاص ریاضیاتی مفہوم لیں، اس لئے ہم کو اس امر

خوشی ہے کہ ایک علیحدہ ہی نام رکھدیا گیا چنانچہ منفی برق کی اکائی کو اب "برقیہ" کہتے ہیں مثبت برق کے جوہر یا اکائی کے متعلق ہم زیادہ تاریکی میں ہیں،

اپنی موجودہ معلومات کی روشنی میں ہم کو نظر آتا ہے، کہ فرینکلن نے جو ایک سیالی نظریہ پیش کیا تھا، وہ نہایت عجیب پیشین گوئی تھی، فرینکلن نے کہا تھا کہ "اس سیال کے ذرات ایک دوسرے کو دفع کرتے ہیں"، ہمارے جدید برقیے یا منفی ذرے بھی یہی کرتے ہیں، وہ ایک دوسرے کو دفع کرتے ہیں، کیونکہ مشابہ برقون کا خاصہ یہی ہے، فرینکلن نے یہ بھی کہا تھا کہ برقاؤ کی جو دو قسمیں پائی جاتی ہیں، ایک شیشے کی سلاخ میں اور دوسری لاکھ کی بتی میں، وہ محض اس سیال کی بیشی یا کمی کا نتیجہ ہیں، اس سلسلہ میں مثبت اور منفی برق کے الفاظ جاری کئے گئے تھے، مثبت باروالے جسم میں اس سیال کی بیشی سمجھی جاتی تھی اور منفی باروالے جسم میں سمجھا جاتا تھا کہ اس سیال کی کمی ہے اگرچہ برقاؤ کی ان دونوں مختلف قسموں کو سادہ تجربوں کے ذریعہ دکھلا سکتے تھے لیکن یہ بتلانا کوئی بتلانیوالا نہ تھا کہ کس جسم میں بیشی ہے اور کس میں کمی، اب سوائے اس کے چارہ نہ تھا، کہ محض قیاساً تخصیص کی جائے، چنانچہ شیشے کی سلاخوں کی نسبت یہ سمجھا گیا کہ ہیجان کی صورت میں ان میں سیالی ذرات کی زائد مقدار پہنچ جاتی ہے، ایسی سلاخوں کو مثبتاً برقائی ہوئی سلاخیں کہتے تھے، ہم اب بھی یہی کہتے ہیں کہ جب شیشے کی سلاخ ریشم کے کسی ریزے سے رگڑی جائے تو اس میں مثبت برق آجاتی ہے لیکن ہم اب یہ نہیں سمجھتے کہ اس میں برقیوں کی زیادتی ہے، اب تو ہم اس کا عکس سمجھتے ہیں، تغیر سے جو ابہام پیدا ہوتا، اس سے بچنے کے لئے ہم نے قدیم اصطلاحات قائم رکھی ہیں، اور گذشتہ ابواب سے یہ واضح ہو گیا ہو گا کہ جوہر میں برق کے ایک مستقل مثبت کرہ کا مفہوم کسی قسم کا ابہام نہیں پیدا ہونے دیتا، رگڑ کے دوران میں شیشے کی سلاخ کے جوہر کچھ برقیے کھو چکے ہیں، اس لئے اب مستقل مثبت کرے ہی غالب ہو گئے ہیں، اس خیال کی بنا پر ہم اب بھی شیشے کی سلاخ کو مثبتانہ برقائی ہوئی سمجھ سکتے ہیں، جو جسم منفی بار رکھتے ہیں اُن میں برقیوں کی زیادتی البتہ ہوتی ہے، لیکن یہ بھی بالکل طبعی معلوم ہوتا ہے، کیونکہ چھوٹے منفی باروں کی افزایش سے مجموعی منفی بار مستقل مثبت بار پر غالب آجاتا ہے،

جب شیشے کی ایک سلاخ کسی ریشمی کپڑے سے رگڑی جاتی ہو، تو جو کچھ واقع ہوتا ہو، اس کا نقشہ کھینچنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، برقیے شیشے کی سلاخ کو چھوڑ دیتے ہین، اور ریشم کے ساتھ ملحق ہو جاتے ہین، ریشم مین چونکہ چھوٹے چھوٹے منفی بارون کی بہتات ہو جاتی ہے، اس لئے وہ منفی طور پر برقاجاتا ہو، اور شیشے کی سلاخ کے جوہر جب یہ منفی اکائیان کھو چکتے ہین تو ان مین مثبت بارونکا غلبہ ہو جاتا ہو، لیکن یہ سوال ہو سکتا ہے کہ برق کا بہاؤ اُس کے خلاف کیون نہین ہوتا؟ ریشم سے شیشے تک برقیے کیون نہ گئے، ؟

گذشتہ باب کے اختتام پر جو تصویر پیش کی گئی تھی، اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم شیشے کے جوہرون کو جدول مین بالاتر سمجھتے ہین، اور اس لئے وہ اپنے برقیے ریشم کو دیسکتے ہین یہ اس وقت ہوتا ہے، جب کہ رگڑ کے دوران مین جوہر ایک دوسرے سے نہایت قریب لائے جائین، لیکن اگر ہم ایسی اشیا منتخب کرین، جو ریشم سے جدول مین پست تر ہون مثلاً لاکھ تو ہم ریشم سے لاکھ کو برقیے دلا سکتے ہین، اس صورت مین مثبت برق ریشم مین ہوگی، کیونکہ وہ اپنے برقیے کھو چکا ہوگا،

واضح رہے کہ ریشم کی برقی حالت تمام تر اس شے پر منحصر ہے، جس سے وہ رگڑا جائے، اس کا مقام دوسرون کی اضافت سے ہو، لیکن اس سے ہم کو یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ اصطلاحات مثبت اور منفی برقاؤ بھی اضافی کیفیتین ہین، ہمین اچھی طرح سے یہ ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ اگر کسی جسم مین مثبت برق ہے، تو اوس نے اپنے برقیے ضائع کر دئے ہین، اور اگر وہ منفی برق رکھتا ہو، تو اس کے معنی یہ ہین کہ اوس نے برقیے حاصل کر لئے ہین، یہ دونون مختلف کیفیتین ہین، ایک ہی کیفیت کے دو مختلف مدارج نہین ہین، مثبت برقاؤ اور منفی برقاؤ کے مختلف مدارج ہو سکتے ہین، لیکن مثبت اور منفی کی حالتین ہر دو بالکل ایک دوسرے کا عکس ہین، ایک مین تو یہ ہے کہ شے کی طبعی حالت سے برقیون کی تعداد کم ہے، اور دوسری حالت مین طبعی حالت سے برقیے زیادہ ہین، پس ہمارے سامنے یہ نقشہ قائم ہوا کہ ریشمی کپڑا جب شیشے کی سلاخ سے رگڑا جاتا ہو، تو وہ برقیے حاصل کرتا ہو، اور جب وہی کپڑا لاکھ کے ساتھ رگڑا جاتا ہو تو برقیے ضائع کرتا ہو،

بجھے اس وقت کا علم ہے، جو عموماً ماہر عامی کو مثبت اور منفی برق کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس سے پیشتر کی کتابون مین جہان عام قاری کے لئے برق کے عملی رُخ کو دکھلایا ہو، ان اصطلاحات سے مین نے گریز کیا ہو لیکن یہ واضح ہو گیا ہوگا، کہ علم برق سے بحث کرتے وقت مثبت اور منفی برق کا ذکر ناگزیر ہے اصطلاحات مثبت اور منفی کے بار بار استعمال کرنے سے پراسرار کوئی بات نہین رہتی، اور مجھے امید ہو کہ جو کچھ اس کے متعلق گذشتہ ابواب مین کہا جاچکا ہو، اس سے ان اصطلاحات کے معنی بالکل واضح ہو جائین گے،

برقی اخراج سے ہم جو کچھ سمجھتے ہین، اس کی ذہنی تصویر غالباً دلچسپ ہوگی، غالباً سادہ ترین صورت وہ ہوگی جسمین بدرجہ غایت مخلی اخلائی نلی مین اخراج واقع ہو، زیر برقیرہ یا منفی بار والے سرے سے برقیے گولی کی صورت نکلتے ہین، اس لئے برقی اخراج برقیون کا اخراج ہے ہمیشہ وہی جسم جسمین برقیون کی زیادتی ہو، یا بالفاظ دیگر منفی بار والا جسم ہی برقیے خارج کرتا ہے۔ فی الحقیقت اخراج منفی سے مثبت کی جانب ہوتا ہو،

یہ یاد ہوگا کہ کروکس کی نلی مین اڑتے برقیون کا دھارا بالکل اس موصل کے مانند تھا، جس پر سے رو گزر رہی ہو، معمولی مقناطیس سے یہ اسیطرح منصرف ہوجاتا تھا جسطرح برقی رو کا حامل ایک تار مقناطیس سے منصرف ہو جاتا ہو، کیا اس سے ہم یہ سمجھین کہ برقی رو متحرک برقیون پر مشتمل ہو؟ ہان ہمارا یہی عقیدہ ہے، ہم یہ سمجھتے ہین کہ برقی رو دراصل برقیون کی رو ہے۔

ہم تجربے سے اس کو ثابت کر سکتے ہین کہ برقائے ہوئے کرے متحرک ہو کر برقی رو کے تمام خواص پیدا کر دیتے ہین، ہم تمام برقی رو ون کو متحرک برقیے ہی سمجھتے ہین، پس جب کوئی برقی رو تانبے کے تار پر دوڑتی ہے تو کیا واقع ہوتا ہو؟ ہم تانبے کے جوہرون کو بہت ہی نزدیک نزدیک سمجھتے ہین، اتنا نزدیک کہ ہم اس دھات کو محسوس طور پر دبا نہین سکتے، یہ بھی واضح ہو، کہ جتنا کوئی جوہر کسی جوہر سے نزدیک ہوگا اتنا ہی اس کے لئے آسان ہوگا کہ اپنے پڑوسی کو کوئی نقل پذیر برقیہ دیدے، دھات کے اندر ہمارے نزدیک برقیے دوڑتے رہتے ہین، اگر ہم کسی بیرونی قوت کو کام مین لاکر برقیون کا بہاؤ جوہر بہ جوہر ایک سمت مین کردین تو ایک برقی رو پیدا ہو جائے گی، برقیون کو

متحرک کرنے اور اُن کی حرکت کو قائم رکھنے کے ہمارے پاس متعدد سہل ذرائع ہین،

ایک سال سے کچھ زائد کا عرصہ ہوتا ہے کہ پے ویا (اٹلی کا ایک مقام) کے پروفیسر ووٹا[۵۱] نے یہ انکشاف کیا تھا کہ جب جست کا ایک ٹکڑا تانبے کے ایک ٹکڑے کو مس کرتا ہے، تو جست خفیف طور پر مثبتانہ برقا جاتا ہے اور پھر تانبا منفی ہوجاتا ہے، برقیائی نظریہ کی روشنی مین ہم یون کہین گے، کہ جب جست اور تانبا ایک دوسرے کو مس کرتے ہین، تو کچھ برقیے جست سے نکل کر تانبے کے جوہرون مین اپنا گھر کر لیتے ہین، ہم یہ تصور کر سکتے ہین کہ جست کے جوہرون مین اپنے زائد برقیے تانبے کے جوہرون کو دیدینے کی ایک فطری خواہش ہوتی ہے لیکن اس کو وہ اس وقت تک عمل مین نہین لاسکتے، جب تک کہ دھات کے ٹکڑے کو متماس رکھ کر جوہرون کو ایک دوسرے سے قریب تر نہ لایا جاسکے، جب تانبے کے جوہرون مین اتنے برقیے پہنچ جائین گے کہ وہان توازن قائم ہوجائے گا تو پھر جست کے جوہرون سے بھی برقیے نکلنا بند ہوجائین گے،

لگے ہاتھون یہ بھی تبلا دینا مناسب ہے کہ جست ہمیشہ بڑی مقدار مین نقل پذیر برقیون کے دینے کے لئے تیار رہتا ہے، کارلس روہے (جرمنی کا ایک مقام) کے پروفیسر ہرٹز[۵۲] جنھون نے لاسلکی پیام رسانی کی بنیاد ڈالی تھی، ان کا انکشاف تھا، اور اس کو اونھون نے کر کے بھی دکھلایا کہ جست اپنے برقیون کو ذرا سے اشارے مین جدا کر دیتا ہی، اونھون نے جست کا ایک پتر لیا اور ایک قوسی لمپ ماورا بنفشئی[۵۳] روشنی کے ایک مبدی اس پر روشنی ڈالی جست کے پتر مین مثبت برقا وکے آثار پائے گئے، پتر پہلے ہی سے ایک حساس برق پیما سے ملا دیا گیا تھا تاکہ جست کی برقی حالت مین کوئی تغیر ہو تو معلوم ہوجائے

---

۵۱ Count Alessandro Volta (۱۷۴۵ء تا ۱۸۲۷ء) جامعہ پے ویا واقع ایطالیہ کے پروفیسر فلسفۂ طبعی، برقی خانہ ایجاد کیا، اسی وجہ سے اس کو ووٹائی خانہ بھی کہتے ہین، (مترجم)

۵۲ Hertz

۵۳ ماورا بنفشئی سے مراد وہ روشنی ہے جو طیف کے بنفشئی سرے سے ماورا ہوتی ہے یہ غیر مرئی روشنی ہوتی ہے، اس کے کیمیاوی اثرات زبردست ہوتے ہین، جیسا کہ آگے چل کر اس کا بیان آئیگا،

یہ امر کہ پتر میں مثبت بار معلوم ہوتا تھا، اس بات کا ثبوت تھا کہ برقیے نکل گئے ہیں، اس کا سبب ورا بنفشی روشنی کی ذرہ باری تھی، یہ بھی عجیب امر ہے کہ اگر پتر پر ہوا کا جھونکا دیا جائے تو نکلے ہوئے برقیے ہوا کے سالموں سے ملحق ہو کر چل دیتے ہیں، اور پھر پتر سے مزید اخراج برقیوں کا عمل میں آتا ہے، یہان تک کہ جست میں مثبت برق کا ایک معتد بہ بار آجاتا ہے، جو لوگ برقی پیمایشات سے واقف ہیں، ان کے لئے میں بیان کرتا ہون کہ یہ بار بعض اوقات تیس وولٹ تک کے دباؤ تک پہونچ جاتا ہے،

ہم کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ جست کا ایک ٹکڑا اپنے زائد برقیوں کو موقع ملنے پر فوراً جدا کر دیگا، لیکن جن صورتون کا ہم نے ذکر کیا ہے، ان میں جوہر اپنی اصلی وضعون پر قائم رہے ہیں، اور صرف اپنے ایک یا دو زائد برقیے دئے ہیں، فرض کرو کہ ہم جوہرون کو اون کی قیام گاہ سے حرکت کرنے کا موقع دین تو ہم دیکھیں گے کہ وہ پہلے سے زیادہ برقیے جدا کرنے پر آمادہ ہین جب جست کا ایک ٹکڑا کسی ایسے محلول مین رکھا جاتا ہے، جو اس کو حل کر سکے، تو ٹھوس دھات سے چند جوہر آزاد ہو جاتے ہین، اور یہی جوہر بہت جلد اپنے برقیے جدا کر دیتے ہین، اور فی الحقیقت وہ گویا اسی کے لئے تیار بیٹھے رہتے ہین، کہ اپنے نقل پذیر برقیے ٹھوس دھات مین چھوڑ کر ان کے بغیر محلول مین جا ملین،

نکلتے ہوئے جوہرون کا یہ برتاؤ سابق کے حالات کو کلیتہً بدل دیتا ہی، جب جست کا پتر تانبے کے پتر سے مس کرتا ہوا رکھا گیا تھا تو جستی جوہر اپنے پڑوسس کے مسی جوہرون کو چند برقیے دے سکے تھے، لیکن جب جست کسی محلل محلول مین رکھا جاتا ہی تو جست سے نکلتے ہوئے جوہر اپنے نقل پذیر برقیون کو پیچھے چھوڑ دیتے ہین، اس وجہ سے جست کے پتر پر بہت سے زائد برقیے جمع ہو جاتے ہین اور اس لئے تانبے کے جوہرون کو برقیے دینے کیلئے، اب وہ پیشتر سے زیادہ آمادہ ہو جائیگا، اب فرض کرو کہ محلول مین ٹھوس تانبے کا ایک ٹکڑا رکھدیا گیا ہے، جو جست کے پہلو مین تو ہو لیکن اس سے مس نہ کرتا ہو، جست برقیون پر برقیے جمع کرتا چلا جاتا ہی، اس لئے ہم کو ایک ایسے پل کی ضرورت ہے، جس پر سے ہو کے زائد برقیے تانبے تک جا سکین، اس کی صورت یون ہے کہ ہم جست کے بیرونی سرے کو تانبے کے بیرونی سرے سے بذریعہ تانبے کے ایک تار کے ملا دیتے ہین، اب ہم یہ تصور کر سکتے ہین کہ جست کے جوہرون کو تانبے کے جوہرون کو برقیے دینے کا ایک موقع اور

ہاتھ آیا، اور چونکہ جست کے جوہروں نے ایسے نقل پذیر برقیوں کی ایک بڑی تعداد جمع کر لی ہے، جو پہلے اُن جوہروں سے ملحق تھے، جو اب محلول میں چلے گئے ہیں، اس لئے جست اور تانبے کے درمیان برقیوں کا انتقال اس صورت میں زیادہ زوردار ہو جاتا ہے جب کہ جست اور تانبا محض مس کرتے ہوئے رکھ دیے گئے تھے، اس سے ظاہر ہوگا کہ جب تک ہم کیمیاوی عمل جاری رکھیں یا بالفاظ دیگر جب تک جوہر محلول میں شامل ہوتے رہیں گے اور زائد برقیے چھوڑتے رہیں گے، اس وقت تک بقیہ جوہر اس رسد کو قائم رکھیں گے جست کو تانبے سے ملانے والے تار پر بھی برقیوں کی ایک مسلسل دوڑ رہتی ہے یعنی تار میں ایک مسلسل برقی رو پیدا ہو جاتی ہے، اگر ہم تار کو اتنا لمبا کر دیں، کہ وہ متصل کمرے کی ایک برقی گھنٹی تک پہنچ جائے اور پھر تانبے تک آ جائے تو برقی رو کو جست سے تانبے تک پہنچنے سے پہلے برقی گھنٹی میں سے بھی گزرنا پڑیگا،

میں نے اس خیال کو قائم رکھنے کی کوشش کی ہے، کہ جست کے جوہر تانبے کے جوہروں کو برقیے دیتے ہیں، ہم اب بھی یہ سمجھ سکتے ہیں، بشرطیکہ ہم یہ سمجھیں کہ تانبے کا تار تانبے کے پتر کی توسیع ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم تانبے کے پتر کو موڑ کر جست کے پتر سے چھپا دیں، لیکن اس طریقہ پر ملانا اتنی سہولت نہیں پیدا کرتا، جتنی کہ ایک لچک دار تار سے حاصل ہوتی ہے، کوئی ضروری نہیں، کہ یہ تار تانبے کا ہو، سونے چاندی یا لوہے کا تار ہو سکتا ہے، پس مناسب یہی ہے کہ ہم جوہروں کو نقل پذیر برقیے جدا کرتے ہی سمجھیں "برقی حاضرہ"[ط] میں میں نے ایک تمثیل پیش کی تھی، اوس کا یہاں بھی بیان کرنا بے جا نہ ہوگا،

بعض بچوں کو میں نے ایک کھیل کھیلتے دیکھا ہے، اس کھیل کو میں دھاتوں میں برقی ایصال کی تمثیل میں پیش کرتا ہوں، بچے ایک لمبی قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں، قطار کے ایک سرے پر چند چیزوں مثلاً پیسوں کی ایک ڈھیری رکھدی جاتی ہے، اشارہ پاتے ہی بچے ان سکوں کو ایک طرف سے وصول کرتے ہیں، اور آگے بڑھا دیتے ہیں، یہاں تک کہ تمام سکے دوسرے سرے پر پہنچکر ڈھیری میں جمع کر دئے جاتے ہیں، ہر بچہ ایک سکہ اوسی وقت لے سکتا ہے جب کہ پہلا سکہ اوس نے آگے بڑھا دیا ہو، پوری قطار پر یہ عمل بیک وقت ہوتا ہے، اتنے ہی بچوں کی ایک دوسری قطار

ط Electricity Today مصنف کی ایک دوسری کتاب (مترجم)

پہلی قطار کے متوازی کھڑی ہوتی ہے اُن کے پاس بھی اتنے ہی پیسے ہوتے ہیں. بازی یہی ہوتی ہے کہ کون سی قطار اپنے پیسون کو ایک سرے سے دوسرے تک اس انداز سے کم ہو کم وقت مین پہنچا دیتی ہے، اپنی تمثیل مین ہم کو بچون کی صرف ایک قطار سے بحث ہے، ہم ان بچون کو دھاتی تار پر جوہرون کی جگہ سمجھتے ہین، ہر جوہر اپنے پڑوسی کو ایک برقیہ دیدیتا ہے، اور دوسری جانب کے پڑوسی سے ایک برقیہ لیتا ہے، تمثیل کی خاطر ہم ہر بچے کے ہاتھ مین ایک ایک سکہ دیکر کھیل شروع کرتے ہین، تاکہ جس وقت اشارہ کیا جائے یعنی برقی دور بند کیا جائے، تو سارے خط پر کامل انتقال بہ یک وقت شروع ہو جاے. بجاے اس کے کہ ایک سرے پر پیسون کی ڈھیری رکھین، ہم بچون کو ایک دائرے مین کھڑا کر سکتے ہین، اور ہر ایک کو ایک ایک سکہ دے سکتے ہین، اس طرح سکے دائرے کا چکر لگاتے ہین' کامل برقی دور سے ہم یہی سمجھتے ہین، دور مین مورچہ یا ڈائنموپپ کی حیثیت رکھتا ہے، ہم برقی دور کو توڑ بھی سکتے ہین لیکن پھر برقیون کا گذ نہین ہو سکتا،

بچون کے کھیل مین پہلی ترتیب جس مین بچے ایک قطار مین کھڑے ہوئے ہین، برقی امور مین زمینی دور سے بہت کچھ مشابہ ہے، پہلا بچہ زمین سے سکون کو اٹھاتا تھا، ہر بچہ اپنے پاس والے کو دیتا تھا یہانتک کہ اخیر والا بچہ دوسری طرف زمین مین ڈھیر لگاتا جاتا تھا، اس لئے ہم بھی یہی تصور کرتے ہین کہ زمین مین غرق تار کے ایک سرے پر پہلا جوہر ایک ایک کر کے برقیون کو لیتا ہے، اور دوسرون کو دیتا جاتا ہے، یہان تک کہ سب سے آخر کا جوہر ان برقیون کو پھر زمین مین داخل کرتا جاتا ہے. بلاشبہہ ایک مورچہ یا ڈائنموپپ کی طرح کام کرتا ہے، اس لئے جوہرون کی صرف ایک ہی قطار نہین ہوتی، بلکہ لاکھون کرورون جوہر بیک وقت عمل کرتے ہین،

جب برقیے ایک جوہر سے دوسرے جوہر مین جاتے ہین، تو راستے مین اُن کو کچھ رکاوٹ ملتی ہے، غالباً ذیل کی تمثیل سے یہ مسئلہ زیادہ واضح ہو جائیگا مدرسون مین بعض اوقات لڑکے کرکٹ کے میدان مین کھیل شروع کرنے سے قبل ایک دائرے مین کھڑے ہو جاتے ہین، اور جلدی جلدی ایک دوسرے کو گیند دیتے جاتے ہین، تاکہ گیند چکر کرتا رہے، ظاہر ہے کہ ہر بڑھتے قدم پر گیند کو یکایک رکاوٹ سے سابقہ پڑتا ہے، برقیون کے راستہ مین بھی اسی قسم کی رکاوٹ ہوتی ہے،

جس کو ہم برقی مزاحمت کہتے ہین، اس کا تصور بھی مشکل نہین کہ دائرے کے گرد گیند چھالنی مین ایک ٹولی دوسری ٹولی سے زیادہ مشتاق ہو جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پہلے دائرے کے گرد گیند زیادہ آسانی سے گذرے گی، اسی طرح بعض دھاتون کے جوہر دوسری دھاتون کے جوہرون کے مقابلے مین برقیہ گذاری کی زیادہ استعداد رکھتے ہین، اسی بنا پر ہم جید برقی موصل اور ردی برقی موصل یعنی حاجز کی تقسیم کرتے ہین جملہ دھاتین فی الحقیقت جید موصل ہین، گو اس لحاظ سے بعض دھاتین دوسرون سے کمتر درجہ کی ہین، مثال کے طور پر اگر لوہے اور تانبے کے تار ایک ہی جثہ کے ہون تو برقیون کو تانبے کے مقابلے مین لوہے پر سے گذرنے مین چھ گنا زیادہ مزاحمت سے سابقہ پڑیگا، اگر ہم چاہتے ہین کہ ایک شہر سے دوسرے شہر مین برقیون کی رو لوہے کے تار کے ذریعہ سے لے جائین، تو اس لیجانے ہی کے لئے تانبے کے تار کے مقابلے مین جوہرون کی بڑی تعداد درکار ہوگی، اسی وجہ سے آہنی تلغرافی تار تانبے کے تار کے مقابلے مین زیادہ موٹے ہوتے ہین، جس وقت تلغرافی ستونون پر دونون تار تانے جاتے ہین، تو دونون کے جثون مین بہت نمایان فرق ہوتا ہے، اب تک دستور یہی تھا کہ تلغرافی اغراض کے لئے تو لوہے کا تار استعمال ہوتا تھا، اور ٹیلیفون کی کمپنیان ہمیشہ تانبے کے تار استعمال کرتی رہی ہین، جہان یہ دونون تار ایک ہی ستونون پر تانے جاتے ہین وہان دبیز تر آہنی تارون کا معلوم کر لینا مشکل نہین،

اگر ہم یہ تصور کرین کہ برقی موٹر چہ ایک پمپ ہے، جو جستی پتر کو تانبے کے پتر سے ملانے والے تار پر برقیون کو چلا رہا ہے، تو ظاہر ہے کہ اس درمیانی پل کو جتنا لمبا کر دین گے اتنا ہی برقیون کو زیادہ مزاحمت سے دوچار ہونا پڑیگا اگر کوئی تلغرافی تار بہت لمبا ہو، اور وہ برقیون کے لئے پل کے طور پر ہو، تو ایک ایسے کیمیاوی خانے سے جس کا ذکر ہم کرتے رہے ہین، جو دباؤ حاصل ہو سکتا ہے، اس سے زیادہ دباؤ کو کام مین لانا پڑیگا، ہم متعدد خانون کو ایک ساتھ ملا سکتے ہین، اور اسی طرح دباؤ بڑھا سکتے ہین، ایسے خانون کے ملانے کے دو طریقے ہین، ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ایک خانے کے جست کو دوسرے خانہ کے جست سے ملائین، اور اسی خانہ کے تانبے کو دوسرے خانے کے تانبے سے ملا دین، پھر تیسرے خانے کے جست کو چوتھے خانے کے جست سے ملا دین، وعلیٰ ہذا، لیکن اس سے دباؤ نہ بڑھے گا، یہ صحیح ہے کہ

ملے ہوئے جستوں سے برقیوں کی ایک مقدار حاصل ہو سکے گی، اور رو بھی بڑی حاصل ہو گی. لیکن برقیوں کی اس بڑھی ہوئی فوج میں اپنے نقل پذیر برقیوں کو علیحدہ کرنے کا میلان کچھ زیادہ نہ ہوگا، جست کا ہر ٹکڑا اس اجتماعی سیلان میں معمول کے موافق اپنا حصہ شامل کر دیگا، لیکن اگر ایک خانے کے جست کو ہم دوسرے خانے کے تانبے سے ملا دیں، اور دوسرے خانے کے جست کو تیسرے خانے کے تانبے سے (علیٰ ہذا) جست بہ تانبا جست بہ تانبہ ملاتے جائیں تو سابق سے بالکل مختلف نتیجہ برآمد ہوگا، اب ہم یوں تصور کرتے ہیں کہ پہلا جست اپنے برقیوں کے خزانے کو تار کے پل پر سے گذار کر دوسرے خانے کے تانبے کو پہنچا دیتا ہے، یہ تانبا ان برقیوں کو مائع میں سے گذار کر اسی خانے کے جست تک پہنچا دیتا ہے، اب اس جست کے پاس نہ صرف اپنے برقیے ہیں، بلکہ پہلے خانے کا برقیائی خزانہ بھی اس کو پہنچ گیا ہے، اس لئے دوسرے خانے میں جست پر جمع شدہ برقیوں کا دباؤ زیادہ ہوگا، اور اگر اسی طرح خانے پر خانہ اضافہ کرتے جائیں، تو درمیانی پلوں پر دباؤ بڑھتا جائے گا، پہلی صورت میں، جس میں ہم کہتے ہیں کہ خانے ہم توازی ہیں، دباؤ کم رہتا ہے، اور اس لئے ہم کو بڑی رو لیجانے کے لئے ذرا موٹے تار کی ضرورت ہے، اسی رو کو ایک پتلا تار بھی لے جا سکتا ہے بشرطیکہ ہم خانوں کو ہم سلسلہ ملا دیں، جیسا کہ دوسری صورت میں ملایا ہے، بالکل اسی طرح اگر پانی کا نل چھوٹے قطر کا ہو تو دباؤ زیادہ کر کے ہم پانی زیادہ تیزی سے گذار سکتے ہیں، یہاں ایک اور امر دلچسپ ہے، اگر ہم پانی کے دباؤ کو کسی بڑی حد تک بڑھا دیں، تو ہم کو وہاں نل کی دبازت بھی بڑھانا پڑے گی، ورنہ پانی نل توڑ کے نکل جائے گا، اسی طرح اعلیٰ دباؤ والی برقی رو کو لیجانے والے تار کی مجوزیت کو زیادہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے،

جو تار اعلیٰ دباؤ والی برقی رو لے جاتا ہے، اسی کے لئے ایسا ہوتا ہے کہ ہوا بھی ایک اچھی حاجز بن جاتی ہے، لیکن ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ تار جن سہاروں پر قائم ہیں، انکی مجوزیت اس سے زیادہ ہونا چاہئے، جتنا کہ ادنیٰ دباؤ والی رو کے لئے ضروری ہوتی ہے، شیشہ ولکنائٹ اور چینی جید حاجز ہوتے ہیں، ان اشیاء میں سے گذرتے وقت برقیوں کو نہایت ہی زبردست مزاحمت سے سابقہ پڑتا ہے، عملی اغراض کے لئے یہی سمجھ لینا چاہئے کہ وہ برقیوں کے راستہ کو بالکل مسدود کر دیتے ہیں، اگر برقیے ان اشیاء میں سے زبردست دباؤ کو، جیسا کہ بہت بڑے اعلیٰ مجھے

سے حاصل ہو سکتا ہی، گذارے جائین، تو برقیون کا گند بہت ممکن ہی کہ شیشے کو توڑ دے،

لندن کے معہد شاہی (رائل انسٹیٹیوشن) مین ایک بڑے امالی[1] لچھے سے برقی اخراج پر تین انچ دبیز شیشے کا ایک کندہ شکستہ ہو گیا، شیشے مین سوراخ آرپار ہو گیا تھا، اور کوئی سوئی کی نوک جیسا سوراخ نہ تھا، بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی مشین اس پر چلائی گئی ہی جس نے یہ سوراخ چھوڑ دیا ہی، کوارٹز (بلوری) شیشے مین بھی یہی ہوتا ہی جب چقماق استعمال کیا جاتا ہی، تو کندہ بالکل تڑق جاتا ہی، لارڈ کلون کے تجربے خانہ مین سر اولیور لاج نے شیشے کے ایک موٹے گلاس کو اسی طرح برقی اخراج سے توڑ دیا تھا،

اس باب کے آغاز مین ہم نے کیمیاوی خانے کے عمل سے بحث کی تھی، جست کا پتر اور تانبے کا پتر اس خانے کے اجزا ہین، اگرچہ آج کل خانے کی یہ صورت زیادہ تر استعمال مین نہین ہی، تاہم جملہ مورچون کا عمل جس اصول پر مبنی ہی، وہ اس سے واضح ہو جاتا ہی، مورچہ کی ایک عام قسم جو آجکل بہت استعمال مین ہی یہ ہی کہ جست کے ایک ٹکڑے اور کاربن کے ایک ٹکڑے کو نوشادر کے محلول مین رکھ دیا جاتا ہی، ہمارا مقصد یہان یہ نہین ہے، کہ مختلف خانون کی عملی ترتیبون سے بحث کرین بلکہ ہم صرف خانون کے عمل کے متعلق علمی خیالات سے آگاہ ہونا چاہتے ہین،

المختصر ہم نے دیکھا کہ برق کے بار کے معنی صرف یہ ہین کہ ایک جسم پر برقیون کا اجتماع زیادہ ہو گیا ہی، اور متناظر دوسرے جسم پر کمی ہو گئی ہے، ہم نے کسی نہ کسی وقت اس امر پر تعجب کیا ہوگا کہ جب دو جسم رگڑے جاتے ہین، تو ایک جسم پر جو بار ہوتا ہے، وہ دوسرے جسم کے بار کے مساوی اور مخالف ہوتا ہی، یہ مسئلہ بالکل صاف ہی، نتیجہ اسکے خلاف ہو بھی نہین سکتا، ایک جسم نے برقیون کی ایک مقدار ضائع کر دی ہی، اور دوسرے جسم نے مقدار لے لی ہی، برق کا اخراج بھی ایک جسم سے دوسرے جسم تک برقیونکا اخراج ہے،

ہم نے یہ بھی دیکھا کہ برقی رو محض برقیون کی رو ہے، اور بدقسمتی سے ہم اب تک یہی سمجھنے کے عادی رہے ہین، کہ یہ

---

[1] یہ ایک برقی آلہ ہوتا ہی جسمین دو طویل اور مختلف دبازت کے تار لچھون کی صورت مین لپیٹ کر ایک دوسرے کے قریب رکھے جاتے ہین، اگر ایک لچھے مین برقی رو گذاری جائے تو دوسرے مین زیادہ دباؤ پر رو حاصل ہوتی ہے (مترجم)

رو اس سمت کے خلاف بہتی ہے، جو برقیون کے نظریہ سے اوسکی اصل سمت معلوم ہوتی ہی، برقیون کا سیلان اس نقطہ سے ہوتا ہے جہان برقیون کا اجتماع ہو یا بالفاظ دیگر منفی سرے سے نقطۂ کمی کی طرف جو مثبت سرا ہے، ہم نے ہمیشہ رو کو یہی سمجھا کہ وہ مثبت سے منفی کی طرف بہتی ہی، لیکن غلطی ہمین یہی تھی کہ ابتدا مین علماء برق نے مثبت اور منفی کی اصطلاحین غلط حالات سے متعلق سمجھین جیسا کہ تشریح کی جا چکی ہی، باینہمہ جب تک ہم اپنے ذہن مین یہ سمجھتے رہین گے کہ یہ رو جس سے ہم کو واسطہ پڑتا ہی، منفی برق یعنی برقیون کی ہی، تو کوئی وجہ نہین کہ کسی قسم کا مغالطہ پیدا ہو،

اگر برقی نظریہ صحیح ہے، اور جہان تک یہ ہم کو پہنچا ہی ہم اوسے صحیح پاتے ہین، تو برقی بار اور برقی رو کے معنی بالکل واضح ہو جاتے ہین لیکن ہم نے اس سوال کا جواب نہین دیا ہی کہ برق ہے کیا؟ جبتک ہم اس سوال کا جواب نہ دے لین ہم نہین کہہ سکتے کہ برقیہ ہے کیا۔ فی الحال ہم اتنا ہی جانتے ہین کہ وہ برق کا منفی بار ہی،

یہ تصور کرنا قرین قیاس معلوم ہوتا ہی کہ برقیہ مکانی ایثر کا کوئی مظہر ہے یعنی ایثر کا کوئی چھوٹا سا تیقزہ یا کوئی بھنور اور یہ کہ مثبت برق بھی اس ہمہ گیر واسطے کا کوئی دوسرا مظہر ہے لیکن اس قسم کے خیالات محض دعوے ہین،

بہ نسبت اس کے کہ ہم دیگر مظاہر کو برقیائی نظریہ کی نئی روشنی مین دیکھین، یہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اس فضا کو پر کرنے والے واسطے یعنی ایثر سے کسی قدر مانوس ہو جائین،

* — — *

چھٹا باب

ایثر کیا ہے؟

جدید سائنس کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھو اگر اس مین اشیاء کے طبعی حالات کا ذکر ہے تو ضرور فضائی ایثر کا بھی بیان ہوگا، قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایثر ہے کیا،

دو کلمے خود اس لغت کے متعلق بے معنی نہ ہون گے، انگریزی مین اس کے لئے لفظ ایتھر ہے لیکن اسی نام کا ایک کیمیاوی مرکب بھی ہے، اس لئے التباس سے بچنے کے لئے انگریزی فضائی ایتھر کے املا مین حرف اے، بڑھا کر فرق پیدا کردیتے ہین مصنف نے اسی خیال کی تائید کی ہے، ہم اپنی زبان مین اس فرق کو یون نمایان کرین گے کہ کیمیاوی ایتھر کو تو ایتھر کہین گے لیکن اس واسطے کو جو تمام فضا مین ساری ہے، ہم ایثر کہین گے کیونکہ ممکن ہے کہ "ایتھر" سے ذہن اس مرکب کی طرف منتقل ہو جو الکوہل سے بنتا ہے، اور آج کل کلوروفارم کی جگہ بکثرت استعمال ہونے لگا ہے، اور لفظ ایثر مین غالباً مادیت کم ہے، معمولی مادہ کا مفہوم اس سے نہین پیدا ہوتا، اسی بنا پر اس کے بعد سے یہی لغت استعمال کیا جائے گا، اگرچہ یہ ضروری ہے کہ جب کوئی اس بسیط واسطے سے اچھی طرح واقف ہو جائے گا، تو اس وقت اس کی اہمیت نہین رہتی، کون سا لغت استعمال کیا جائے، اسمین شبہہ نہین کہ ایثر معمولی مادہ کی کوئی صورت نہین لیکن ہم کو اس سے پہلے ایثر کے وجود کا ہی تحقق کرنا چاہئے،

سائر کل واسطے کا مفہوم کوئی خواب یا محض قیاس آرائی نہین ہے، اگر ہم مشاہدہ کردہ واقعات کا مطالعہ کرین، تو ہم کو مجبوراً ایثر کے وجود کا اعتراف کرنا پڑتا ہے، سائنس دان کو اس کے وجود کا اتنا ہی یقین ہے، جتنا کہ اپنے

وجود کا، جان اسٹوارٹ مل کی تمام منطق کے باوجود یہ تصور کرنا ہرگز قرین قیاس نہیں ہے کہ ایک جسم دوسرے جسم پر عمل کرے، اور درمیان میں دونوں جسموں کے کوئی واسطہ نہ ہو، سادہ سی توضیح یہ ہے کہ دو آدمی ٹھیرے پانی کے ایک چشمہ میں پیررہے ہیں، ان میں سے ایک شخص یہ کر سکتا ہے کہ پانی میں موجوں کا ایک سلسلہ پیدا کر دے تاکہ وہ اس کے ساتھی تک جائیں اور اوس کی توجہ کو جذب کریں، اب یہ دیکھو کہ درحقیقت ایک شخص کے پاس سے دوسرے شخص تک کوئی چیز پہنچی نہیں، درمیانی واسطے میں ہیجان پیدا ہو گیا تھا، اور اس طرح ایک جسم نے دوسرے جسم پر عمل کیا، اگرچہ وہ اس سے کچھ دور ہی تھا، خود پانی ایک شخص سے دوسرے شخص تک نہیں گیا، وہ محض تموج تھا، جو اس تک پہنچا،

دوسری توضیح یہ ہوگی کہ فرض کرو کہ کسی صبح کسی منارے پر کوئی شخص ناقوس بجائے، ناقوس اگرچہ ایک معین جگہ پر ثبت ہے، تاہم دور دور تک وہ لوگوں کے آلۂ سماعت پر عمل کرتا ہے، ناقوس سے دور کے سننے والوں تک کوئی چیز پہنچتی نہیں، ناقوس درمیانی واسطے یعنی ہوا میں محض تموج پیدا کر رہا ہے، اور خود یہ کیفیت یا مرتعش ہوا سامعین کے پردۂ گوش پر ہیجان پیدا کرتی ہے، یہاں بھی تموج ہی نے مسافت طے کی،

ایک اور توضیحی مثال سے وہ امر واضح ہو جائے گا، جس کا ہم کو تحقیق کرنا چاہیے، فرض کرو کہ سرما کی ایک تاریک اور پر آشوب رات ہے، اور ہم ایک بڑے منارہ روشنی کو دیکھتے ہیں، جو نزدیک آنے والے دخانی جہازوں کو آگاہ کرتا رہتا ہے، منارہ کا لمپ دور دراز ملاح کی آنکھوں پر عمل کرتا ہے، یہ امر کچھ ایسا بدیہی سا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس کا ذکر بے محل معلوم ہونے لگتا ہے، بااینہمہ اس کے تعجب خیز ہونے میں کوئی شک نہیں، درمیانی فضا میں کوئی چیز نہیں چلی ہے، بجز اس تموج کے جو درمیانی واسطے میں پیدا ہوا، کون سا درمیانی واسطہ! بلا شبہہ ہوا نہیں، کیونکہ پچاس میل فی گھنٹہ کے حساب سے منارہ روشنی کے پاس آندھی چل رہی تھی، اس پر بھی امواج نور پر کوئی اثر نہ پڑا، اگر آواز کی موجیں ہوتیں تو یقیناً اس آندھی سے متاثر ہوتیں، معلوم ہوا کہ ہوا کے علاوہ کوئی دوسرا ہی واسطہ ہونا چاہیئے، اسی واسطے کا نام ایثر رکھا گیا ہے،

ہم یہ تصور کرتے ہیں کہ منارہ کا لمپ ماحول کے ایثر کو متموج کرتا ہے، اور اس میں موجوں کا ایک سلسلہ پیدا کر دیتا ہے،

یہی موجین دور دراز ملاح تک پہنچتی ہین، اور اس کی آنکھون پر عمل کرکے اس کے دماغ مین چند احساسات پیدا کردیتی ہین، ہر صورت مین ہم یہ دیکھتے ہین، کہ ایک جسم دوسرے دور کے جسم پر درمیانی واسطے مین تموّج پیدا کرکے عمل کرتا ہے،

یہ ایک عجیب بات ہے کہ بعض اثیری موجین دوسری موجون سے بالکل ہی جداگانہ نتائج پیدا کرتی ہین دور دراز سورج بھی بعض اثیری موجین بھیجتا ہی، جو ہماری آنکھون پر پڑتی ہین، اور ہماری حس بصارت کو بیدار کرتی ہین، علاوہ ازین سورج ایک دوسرے[1] قسم کی موج بھی بھیجتا ہے، جو ہمارے جسمون کو اور اُن تمام چیزون کو، جن پر وہ پڑتی ہی گرم کردیتی ہے، اثیر بہ یک وقت ان دونون تموّجات کو یعنی نوری موجون اور حرارتی موجون کو گذارتا ہی،

اثیر کو نہ صرف یہ دوہرا فرض انجام دینا پڑتا ہی، بلکہ اس کے ذمہ یہ بھی فرض ہی کہ کسی لاسلکی فرستدہ کی پیدا کردہ موجون کو بھی لے جائے، یہ برقی موجین اثیر مین زبردست تموجات ہوتی ہین، اور اگر سمندر پر کسی جہاز مین لاسلکی شناسندہ ہو جو ان موجون کے لئے حساس ہو، تو جہاز سے مخابرت ممکن ہی جو کچھ ہم فی الحال دیکھنا چاہتے ہین، وہ یہی ہے، کہ اثیری موجین مختلف نتائج پیدا کرتی ہین،

ہم کو یہ امر فراموش نہ کرنا چاہئے کہ نور اور حرارت سورج سے ہم تک نہین پہنچتین، بلکہ محض وہ اثیری موجین پہنچتی ہین جو ان نتائج کا باعث ہین، بدقسمتی سے یہ اثیری موجین نور اور حرارت سے موسوم رہی ہین، ان اصطلاحات سے صحیح مفہوم واضح نہین ہوتا، ہم نے اصلاح کی کچھ کوشش کی ہی، چنانچہ ان اثیری موجون کو جو حرارت پیدا کرتی ہین، ہم اشعاعی حرارت کہین گے، لیکن جو اثیری موجین کہ روشنی پیدا کرتی ہین، ان کو ہم نے کوئی نام نہین دیا ہی، ہم اون کو صرف نور کہتے ہین، اس کی وجہ سے ہم کو بعض عجیب جملے استعمال کرنا پڑتے ہین، کیونکہ ان نوری موجون مین سے بہت سی ہماری آنکھ پر اثر نہین کرتین، اس لئے ہم ان خاص موجون کو غیر مرئی نور کہتے ہین، دوسری طرف ہم فطرۃً نور کو اپنی حس بصر سے وابستہ سمجھتے ہین؛

---

[1] آگے چل کر معلوم ہوگا کہ جملہ اثیری امواج کی نوعیت ایک ہی ہوتی ہے، لیکن ان کے موجی طولون مین فرق ہوتا ہی،

فرض کرو کہ کسی تصویر گاہ مین ایک معمولی آلۂ عکاسی ترتیب دیا جائے، اور کمرے مین برقی قوسی لمپ کی تیز روشنی پھیلی ہو، عدسہ کے سامنے خاص طور سے تیار کردہ ایک پردہ یا پٹ ہوتا ہے، اس پردے سے معمولی یا مرئی روشنی بالکل رُک جاتی ہے جب تصویر کو جانچنے کیلئے زائر اپنا سر ماسکہ مین کپڑے کے نیچے لیجاتا ہے، تو اوسے شیشے پر کچھ نظر نہین آتا، آلۂ عکاسی کے اندر بالکل اندھیرا ہوتا ہے، باینہمہ ہم اسی کامل تاریکی مین ایک تصویر لینا چاہتے ہین، ایک شخص حسب دستور تصویر کھنچوانے کے لئے سامنے بیٹھتا ہے، اور اگرماسکہ گیر پردے پر تصویر کا کوئی شائبہ تک نہین، ہم اس کی بجائے ایک معمولی لوح عکاسی رکھ دیتے ہین، پانچ منٹ تک روشنی کی زد مین رکھنے کے بعد لوح کو آشکارا کیا جاتا ہے، اور ایک تصویر پیدا ہوجاتی ہے، اور اگر اس بات کا لحاظ کرین کہ بیٹھنے والے کو دوران روشنی زدگی مین ایک ہی وضع مین بیٹھنا پڑا، تو نتیجہ اچھا معلوم ہوتا ہے، یہ ظاہر ہے کہ آلۂ عکاسی کے اندر کچھ غیر مرئی روشنی پہنچ گئی، اور اگرچہ یہ روشنی ہماری بصارت کے عضو حسی پر کوئی اثر نہین ڈالتی تاہم وہ معمولی روشنی کی طرح لوح عکاسی کے کیمیا دیات پر اثر کرتی ہے، اس غیر مرئی روشنی کو ہم ورا بنفشی روشنی کہتے ہین، اس سے مطلب یہ ہے کہ شیشے کے منشور سے تحلیل کرنے پر روشنی جس طیف مین مستحیل ہوجاتی ہے، اس کے بنفشی سرے کے ماورا یہ غیر مرئی روشنی ہوتی ہے،

مدعا یہ ہے کہ تمامی نور غیر مرئی ہے، باین معنیٰ کہ ہم اس کو دیکھ نہین سکتے، چند برس ہوئے ایک بہت ہی دلچسپ کتاب بعنوان نور مرئی و غیر مرئی شایع ہوئی تھی، لیکن ان اسماء صفات کو ہم ایک خاص معنی مین سمجھتے ہین، ہمارا مدعا صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ روشنی جو ہماری آنکھون پر اثر کرے اور وہ جو اثر نہ کرے، اگر تم اس کا بندوبست کرسکو کہ اثیری موجین تمھاری آنکھون مین نہ داخل ہون، اور پھر تم نور کو دیکھو تو تم کو وہ یقیناً غیر مرئی معلوم ہوگا، بالکل مثل تاریکی کے ہوگا، یہ صحیح ہے کہ جب تم کسی تیرہ و تار کمرے مین بیٹھے ہو، اور کھڑکی کے پٹ کے شگاف مین سے تم سورج کی روشنی داخل ہونے دو، تو تم کو شعاع نور کا مسلک نظر آئے گا، لیکن یہ نتیجہ ہے اس امر کا کہ ہوا مین ریگ ذرے موجود ہین، جو تمھاری طرف نور کو منعکس کررہے ہین اگر ہوا مین مطلق ریگ ذرے نہ موجود ہون تو تم کمرے مین آتی ہوئی روشنی کے راستہ کو نہین دیکھ سکتے، یہ تجربے تو ہم بڑے زبردست پیمانے پر انجام دے سکتے ہین، اگر سورج مبدأ نور ہو اور ہماری زمین کا سایہ مثل

تاریک کمرے کے ہو، تو کسی رات جب بادل نہ ہون، ہم فضا، کی گہرائیون مین دیکھ سکتے ہین، یہ فضا اُن اثیری موجون سے بھری
ہوئی ہے، جو سورج ہر طرف بھیجتا ہے، لیکن ہم ان موجون کو نہین دیکھتے، ان مین سے بعض کسی دور دراز سیارے پر گرتی ہین،
تو وہ اون کو منعکس کر کے ہماری زمین پر بھیج دیتا ہے، اور جب وہ اثیری موجین ہماری آنکھون مین داخل ہوتی ہین، تو ہم کہتے
ہین کہ ہم نے سیارے کی روشنی دیکھی، میرے خیال مین مرئی اور غیر مرئی کا مفہوم اب بالکل واضح ہو گیا ہوگا، خود تمام اثیری
موجین غیر مرئی ہین، کیونکہ اثیر غیر مرئی ہے، آیندہ چل کر ہم دیکھین گے، کہ جو اثیری موجین ہماری آنکھون کو متاثر کرتی ہین، وہ بہت
تھوڑی ہوتی ہین،

ہم کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب ہم یہ کہتے ہین کہ روشنی سورج سے زمین تک کی مسافت کوئی آٹھ منٹ مین طے
کرتی ہے تو اس سے ہمارا مطلب یہ نہین ہوتا کہ کسی شے کا ایک مقام سے دوسرے مقام تک نقل مکان ہوتا ہے، بلکہ ہم صرف
یہ سمجھتے ہین کہ درمیانی واسطے مین ایک تموج تھا جو اس طرح منتقل ہوا،

اگر اشعاعی حرارت کی ان اثیری موجون کا ذکر کیا جائے جن کو سورج بھیجتا ہے! اور ہماری زمین اون کو جذب
کر لیتی ہے، تو غالبًا مطلب زیادہ واضح ہو جائے گا، ایک جسم پر یا ایک جسم سے دوسرے جسم تک مادی واسطے کے ذریعہ
سے انتقال حرارت کے خیال کرنے کے ہم اس قدر عادی ہو گئے ہین کہ سورج اور زمین کا خیال کرتے وقت بھی اس مفہوم
کو اپنے ذہنون سے نہین نکال سکتے، سورج اور زمین کے درمیان کی فضا نہین گرماتی محض اثیر مین ایک تموج ہوتا ہے،
جن اجزا، سے سورج کی ترکیب ہوتی ہے، ان کو ہم ہیجان یا ارتعاش شدید کی حالت مین تصور کرتے ہین، مادے کے یہ مرتعش
ذرے اثیر کو متہیج کر دیتے ہین، عمل کے لئے جیسا کہ ہم آگے چل کر دیکھین گے ایک درمیانی قدم کی ضرورت ہے، لیکن فی الحال
ہمین اُس سے بحث نہین ہم صرف یہ تصور کرتے ہین کہ سورج کے مرتعش سالمے اثیر مین موجون کا ایک سلسلہ پیدا کر رہے ہین، یہ موجین
اثیر کے بحر زخار مین سے ہوتی ہوئی آگے کی طرف بڑھتی ہین، اور ان مین سے بعض موجین، بلا شبہہ ہمارے ننھے سے سیارے
پر گرین گی جو کل کائنات مین ایک داغ سے زیادہ کی حیثیت نہین رکھتا، جب یہ موجین کسی مادے سے ٹکراتی ہین، تو وہ
فورًا اوس کے سالمون مین ارتعاشی حرکت پیدا کر دیتی ہین، جس سے وہ حالت رونما ہوتی ہے، جسے ہم حرارت کہتے ہین،

اب یہان دیکھو کہ ایک حقیقی استحالہ واقع ہوا ہے، مادے کے مرتعش ذرے ایتھر مین تموج پیدا کرتے ہین، جو ایک فاصلہ عظیم پر جا کر مادے کے دوسرے ذرات کی ارتعاشی حرکت مین مستحیل ہو جاتا ہی،

جب ہم ٹیلیفون پر کسی دور افتادہ دوست سے بات کرتے ہین، تو ظاہر ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر تک آواز نہین جاتی، متکلم کے منہ سے جو آواز نکلتی ہے وہ ایک برقی رو پر تصرف کرتی ہے، یہ برقی رو مقام دور تک جاتی ہے، اور وہان ایک دھاتی حجاب مین حرکت پیدا کر دیتی ہے جو ماحول کی ہوا کو مرتعش کر دیتی ہی جس سے وہی متصرف آواز پھر پیدا ہو جاتی ہے، جس طرح دو دور کے مقامون کے مابین کوئی آواز نہین گذرتی، اسی طرح سورج اور زمین کے درمیان بھی حرارت نہین گذرتی، ہر دو صورتون مین حقیقی استحالہ اور باز آفرینش رونما ہوتی ہے،

شروع ہی مین مبتدی کو ایتھر کے ذکر پر سر ہلانا پڑتا ہے، اس کے ذہن مین پہلا خیال یہی آئے گا کہ ایتھر کا ذکر ایسا ہی ہوا جیسے چندا ماموں کا، وہ یہی کہے گا کہ سائنس دانون نے مشکلات سے بچنے اور نکلنے کے لئے ایتھر کے مفہوم کو ایجاد کر لیا ہی، سائنس دانون کو اس کا اعتراف ہے، ایتھر کا مفہوم ولندیزی فلسفی ہوئی گنس[1] نامی کے زور طبع کا نتیجہ ہے، کچھ اوپر دو سو برس گذرے کہ ہوئی گنس نے مظاہر نور کی تشریح کے لئے اس سے کام لیا تھا، لیکن سر اسحاق نیوٹن کا نظریہ جو زیادہ مادی تھا، وہی مقبول تھا حتی کہ جب مشہور فلسفی ڈاکٹر ٹامس ینگ[2] نے اس ایتھری مفہوم کو قبول کر لیا، اور اس مین تحقیقات کین تو سائنس دانون کی طرف سے اُن کو بہت کم داد ملی، ایڈنبرا ریویو کے ایک پرانے نمبر (صـ ۹۷ جلد پنجم ۱۸۰۴ء) کی ورق گردانی غالباً دلچسپ ہوگی، اس مین ینگ کے خیالات پر بری طرح تنقید کی گئی تھی، اور اس کا مضحکہ اُڑایا گیا تھا (دیکھو ضمیمہ نمبر ۲) یہ کس قدر

---

۱) Christian Huygens کرسچین ہوئی گنس، (۱۶۲۹ء۔ ۱۶۹۵ء) ریاضی دان اور طبیعی، ۱۶۵۱ء مین میدان سائنس مین قدم رکھا، ۱۶۵۵ء مین زحل کا ایک تابع دریافت کیا، اور ۱۶۵۹ء مین زحل کا حلقہ، ۱۶۹۰ء مین نور اور وزن پر اہم تصانیف لکھین، نور کے موجی نظریہ کی بنیاد ڈالی، اسی نے اس کو بقاء دوام کی سند دی (مترجم)

۲) Thomas Young (۱۷۷۳ء۔ ۱۸۲۹ء) انگریز، طبیب اور طبیعی، اوائل عمر مین ادب اور زبانون کی تحصیل کی، پھر طب پڑھی اور آخر عمر تک مطب کرتا رہا، لیکن طبیعات سے دلچسپی تھی، آواز اور نور پر بہت کچھ لکھا (مترجم)

حیرت و تعجب کا مقام ہے، کہ جب لیڈ بزار ریویو مین ینگ نے ایک مقالہ شائع کیا، اور اس مین تمام اعتراضون کے جوابات دیے، تو عوام کو اثیر کے مفہوم کی حماقت کا اتنا یقین تھا کہ صرف ایک ہی پرچہ اس رسالہ کا خریدا گیا۔

بنابرین آج ہم بھی اس شخص کو الزام نہین دے سکتے، جو موجودہ سائنس کے رجحانات کا ساتھ نہ دے، اور اثیر کے وجود کے متعلق کسی بیان کے قبول کرنے مین تکلف کرے، وہ کہہ سکتا ہے کہ یہ محض ایک نظریہ ہے، جس کا ماننا نہ ماننا اوس کے صواب دید پر ہے، ہم بھی اس سے اتفاق کرتے ہین، لیکن ساتھ ہی ہم یہ ضرور دریافت کرین گے، کہ آیا تم زمین کو سورج کے گرد گھومتا مانتے ہو، یہ بھی ایک نظریہ ہے، کہ بہت سی فلکی مشاہدات کو قابل فہم بنا دیتا ہے، اسی طرح بہت سی چیزون کی قابل اطمینان توجیہ صرف اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ ہم اثیر کے وجود کو مان لین،

جب ایک معمولی سمجھ کا آدمی پرانے زمانے والی پتلیون کا تماشہ دیکھتا ہے، تو اوس کے ذہن مین فوراً یہ خیال آتا ہے، کہ پتلی کے بازو اور ٹانگین تارون اور ڈورون کے ذریعہ کھینچی جا رہی ہین، اگرچہ وہ ان تارون وغیرہ کو نہین دیکھ سکتا، اس کی عقل سلیم اس کو تبلاتی ہے کہ کسی نہ کسی واسطہ کا وجود ہونا چاہئے، جب ہم ایک مقناطیس کو کسی سوئی یا بڑی کنجی کو جیسا کہ اوپر دکھلایا گیا ہے، اپنی طرف کھینچتا دیکھتے ہین، تو وہی عقل سلیم ہم کو یہ تبلاتی ہے کہ کسی نہ کسی واصل واسطے کا وجود ضروری ہے، فی الواقع اگر کوئی شخص ذرا بھی سنجیدگی سے اس امر پر غور کریگا، تو وہ ہمہ گیر اثیر کے نظریہ کو ماننے پر مجبور ہو جائے گا، دایہ خانہ مین ایک بچہ کو فوراً یہ معلوم ہو جاتا ہے، کہ اگر وہ اپنے چوبی گھوڑے کو اپنے پیچھے پیچھے چلانا چاہتا ہے، تو اس کے اور کھلونے کے درمیان کوئی ڈورا یا کوئی اور واسطہ وصل ہونا ضروری ہے،

بالکل اسی طرح پرنس متنفس پر سایہ کے دایہ خانہ مین یہ امر روشن ہوتا ہے، کہ مادے کے دو ٹکڑون کے درمیان کوئی نہ کوئی واسطہ ضرور ہونا چاہئے، بیشتر اس کے کہ ایک جسم دوسرے جسم پر عمل کرے، فی الحقیقت خالی فضا کا وجود نہین، سیمابی ہوا پمپ کے ذریعہ سے ہم شیشے کے ایک گلوب کو ہوا، ریت اور تمام مادے سے خالی کر سکتے ہین، لیکن اس پر بھی شیشہ خالی نہین ہے، وہ اثیر سے بھرا ہوا ہے، اگر شیشے کے گلوب کے اندر برقی گھنٹی ہو، تو گھنٹی زور سے ہم چاہین بجائین، اس کی آواز ہمارے کانون تک نہ پہنچے گی، کیونکہ واسطہ وصل (ہوا) نکال لیا گیا ہے، لیکن ظرف کے اندر گھنٹی کے علاوہ ایک

برقی لمپ بھی ہے، اور ہم یہ تجربہ تاریکی مین کر رہے ہین، ہم یہ نہین کہہ سکتے تھے کہ گھنٹی بج رہی تھی یا نہین، لیکن جس وقت برقی لمپ کا بٹن دبا دیا جاتا ہے، تو ہم کو فوراً محسوس ہوتا ہے کہ وہ روشن ہے، لمپ ہماری آنکھون کو متاثر کرتا ہے، اگرچہ ہمارے کان گھنٹی سے غیر متاثر رہے، ظاہر ہوا کہ ہم اس واسطے کے نکالنے مین کامیاب نہین ہوئے، جس کے ذریعہ سے لمپ عمل کرتا ہے، شیشہ کا گلوب جہان تک معمولی مادہ کا تعلق ہے، بالکل خالی ہے، لیکن وہ اب بھی ایتھر سے بھرا ہوا ہے، اور یہ ایتھر اپنے وجود مین ایسا ہی حقیقی ہے جیسی کہ وہ ہوا جسمین ہم سانس لیتے ہین۔

یہ امر کہ ایتھر تمام فضا مین دائر و سائر ہے بالکل ظاہر ہے، کیونکہ نہ صرف وسورج کی روشنی پہنچاتا ہے، بلکہ لاکھون کرورون میل دور کے ستارون کی روشنی بھی اسی کے ذریعہ آتی ہے، پس ہماری زمین ایتھر ہی مین مصروف پرواز ہوگی،

یہ تصور کرو کہ بین النجمی فضا سے ایک شہاب ثاقب ہماری زمین کے قریب آرہا ہے، جون ہی کہ شہاب ہمارے کرۂ ہوا کی بالائی حدود مین داخل ہوتا ہے، شہاب کا مادہ ترکیبی سفید گرم ہو جاتا ہے، اس کا سبب وہ زبردست رگڑ ہے، جو شہاب اور ذراتِ ہوا کے درمیان واقع ہوتی ہے، اور یہ تعجب خیز اس وجہ سے ہے کہ ایسی بلندیون پر ہوا کے ذرات نسبتہً کم ہین، اور دور دور ہین، لیکن شہاب رفتار عظیم سے طے مسافت کر رہا ہے، یہ رفتار ایک ہزار میل فی دقیقہ سے غالباً کم نہ ہوگی، ہماری زمین بھی ایتھر مین سورج کے گرد اپنے نہ ختم ہونے والے سفر مین تقریباً اسی رفتار سے چلتی ہے، ہم کو اب تک یہ نہ معلوم ہو سکا، کہ جس ایتھر مین ہم فی الواقع اڑے چلے جا رہے ہین، وہ کچھ مزاحمت بھی کرتا ہے، یا نہین، اگر کچھ مزاحمت ہو بھی تو وہ اتنی قلیل ہوگی کہ جب سے انسان اس سیارہ پر آباد ہوا ہے، اسوقت سے کوئی قابلِ لحاظ اثر نہین پیدا ہوا،

مشہور روسی کیمیادان من ڈلی جف کو جنھون نے کلیۂ ادوار قائم کیا، جس کا ذکر ہم پیشتر ایک باب مین کر چکے ہین، یہ کامل یقین تھا کہ ایتھر ایک بدرجہ غایت لطیف گیس ہے، اُن کے نزدیک اوس کے ذرات اسقدر باریک تھے کہ وہ نہایت آسانی سے مادہ کے جوہرون کے درمیان گذر سکتے تھے، بنابرین تمام مادہ ایتھر کے لئے بالکل متخلخل تھا، آج کے طبعی اس نظریہ

کے قبول کرنے پر مائل نہین، آمین مادیت بہت ہی، اگرچہ بالکل ناقابل تصور نہین،

مدرسہ مین جب لڑکون کو پہلی مرتبہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بے روغن کچی چینی کے برتنون کی ٹھوس دیوارون مین سے گیسین گذر سکتی ہین، تو اونکو بڑا تعجب ہوتا ہے، کیونکہ یہی چیزین پانی کو روکے رکھین گی، اور ذرا سا بھی پانی نہ نکلنے پائے گا، متعلم کو اس وقت اور بھی تعجب ہوتا ہے، جب کہ زیر بر قیری شعاعون سے لینارڈ کی تجربے اس کو یہ بتلاتے ہین کہ برقیے ٹھوس المونیم کی کواڑی مین سے گذر سکتے ہین جنہین کسی گیس کا گذرنا محال ہے، ہم کو صرف ایک ہی قدم بڑھانا ہے، اور یہی تصور کرنا ہے کہ اثیر کے ذرّے تمام اشیاء مین سے نہایت آسانی سے گذر سکتے ہین، یہ اثیری ذرّے برقیون سے ممکن ہی کہ اُتنے ہی چھوٹے ہون، جتنے برقیے جوہرون سے چھوٹے ہین، اور فی الحقیقت اگر یہی اُن کا جثہ ہو تو من ڈلی جف کے نزدیک کلیۂ ادوار کی ترمیم شدہ جدول مین اُن کے لئے جگہ نکل سکتی تھی، یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ من ڈلی جف کا یہ نظریہ ایک خیال آرائی ہے، اور یہ خیال آج کل کے سائنس دانون کے نزدیک کچھ زیادہ مقبول نہین، اثیر کے عمل کے متعلق ہمارے پاس دیگر چلی نظریے ہین، لیکن اثیر کی نوعیت کے متعلق ہمارے پاس کوئی نظریہ نہین،

ہم اثیر کو اب تک یہی سمجھتے آئے ہین کہ وہ معمولی مادہ سے علیحدہ کوئی پراسرار شے ہے، اس لئے روسی کیمیادان کے خیال کے مطابق اثیر کی ساخت دانہ دار سمجھنا کسی قدر مشکل ہے، فی الحال ہم صرف قیاس کر سکتے ہین، بہرنوع ہمارے پاس ایک بہت زبردست برقیائی نظریہ ہے، جس کے اعتقادات یہ ہین:-

جوہر بہت ہی چھوٹے چھوٹے ذرات پر مشتمل ہے، جن کو برقیے کہتے ہین، جوہر گویا عملاً ننھا سا نظام شمسی ہے، ممکن ہے کہ آئندہ کوئی نسل ایسے اعتقاد پر متفق ہو جائے کہ جس کی رو سے برقیہ خود اثیر کے ننھے ننھے ذرات سے مرکب مان جائے، اور یہ اثیری ذرے برقیے کے اندر منتظم مدارون مین گردش کرتے تسلیم کئے جائین، اگر ایسا ہوا تو پھر؟ لیکن یہان ہم اپنے حدود سے باہر جا رہے ہین، کیونکہ اس قسم کی تجاویز کو آج کوئی بھی علمی افکار کا درجہ نہین دیتا،

اگرچہ اثیر کی دانہ دار ساخت کا خیال بالعموم مقبول نہین ہے، تاہم عملاً اجماع اس پر ہے کہ خواہ اس کی نوعیت

کچھ ہی کیون نہ ہو، ایثر ہی وہ ہیولیٰ ہے، جس سے مادہ تیار ہوا ہے،

کچھ زیادہ عرصہ نہین گذرا کہ لارڈ سلیسبری آنجہانی نے یہ کہا تھا کہ انکے نزدیک ایثر فعل تموج کا فاعل ہے، کیونکہ ایثر کی نوعیت کے متعلق ہم کچھ نہین جانتے، بجز اس کے کہ وہ مرتعش یا متموج ہو سکتا ہے، ہم کو ضرورت نہین کہ ہم ایثر کی نوعیت کے متعلق تصورات باندھتے رہین، ہمارے لئے اسی مین بہت دلچسپی کا سامان ہے کہ اس ہمہ گیر واسطے مین جو کچھ اعمال ظہور پذیر ہون، اُن پر غور و خوض کرتے رہین،

ہر قسم کی موجون کی تنفید کیلئے اس مین شک نہین کہ ایثر مین عجیب و غریب قابلیتین موجود ہین، سورج ایثر مین چند موجین پیدا کرتا ہے، ان کو ہم نوری موجون سے موسوم کرتے ہین، اگر شیشے کے منشور مین سے گذار کر ہم ان موجون کی تحلیل کرین تو ہم کو موجی طولون کا ایک بڑا تنوع ملتا ہے، اس تنوع کا بہت ہی چھوٹا حصہ ہماری آنکھون پر اثر کرتا ہے، اور مختلف لونی احساسات پیدا کرتا ہے، اگر طیف کے مرئی سُرخ کنارے کے ماورا تاریک حصے مین ہم ایک حساس تپش پیمار کھدین، تو ہم کو معلوم ہوگا کہ کچھ غیر مرئی موجین بھی ہین، جو حرارت پیدا کرتی ہین، طیف کے دوسرے سرے پر بنفشی کے ماورا بھی ہم تاریکی دیکھتے ہین، یہان ہم کو ایسی موجین ملتی ہین، جو لوح عکاسی کو متاثر کردیتی ہین، اور دیگر کیمیاوی اعمال کا بھی اظہار کرتی ہین، اگر ایثر اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکے جتنا کہ اس بارہ مین اس کے متعلق ذکر کیا گیا ہے، تو بھی اس کی حیرت انگیزی مین کوئی کلام نہین، کیونکہ وہ بیک وقت اتنے بڑے تنوع امواج کی تنفیذ کرتا ہے،

جب کوئی شخص رات کے وقت سڑک کی روشنی کو دیکھتا ہے، تو اول اول یہ خیال قائم کرنا بھی مشکل نظر آتا ہے کہ برقی قوس، یا سپید گرم گیسی جالی، ایثر مین اس تنوع امواج کو پیدا کر رہی ہے،

لیکن ایثر کی قابلیتین یہین نہین ختم ہو جاتین، کیونکہ جب ہم لاشعاعون کے آلے سے کام لینا شروع کرتے ہین تو اسی واسطے مین ہم ایک ایسا تموج پیدا کرتے ہین جس کے خواص نوری موجون کے خواص سے بالکل جداگانہ ہین، رنگتی شعاعین لکڑی اور انسانی گوشت جیسی چیزون مین نفوذ کر جاتی ہین، اگرچہ یہی چیزین روشنی کے لئے کثیف یا ناقابل گذر ہوتی ہین، ہم آیندہ چل کر لاشعاعون سے بحث کرین گے، فی الحال ہم صرف یہ تبلانا چاہتے ہین کہ وہ ایثر مین ایک تموج

کی تعبیر ہین،

یہی وہ ایثر ہے، جو لاسلکی تلغرافی فرستندہ کی پیدا کردہ برقی موجون کا بھی حامل ہے، یہی موجین جب کسی دور کے شناسندہ پر پڑتی ہین، تو اس مین حرکت پیدا کر دیتی ہین، ایثر ہی کے توسط سے مادہ کا ایک ڈھیر مادہ کے ہر دوسرے ڈھیر کو مجذب کرتا ہے، لیکن تجاذب کی نوعیت کے متعلق اس روشن زمانہ مین بھی درحقیقت ہمارے پاس کوئی صحیح مفہوم نہین ہے،

ایک امر ایسا ہے جو میرے علم مین اکثر لوگون کو پریشان کرتا ہے، وہ یہ کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایثری موجین لاکھون کرورون میل کی مسافت طے کرتی ہین، اور پھر بھی دوران سفر مین اپنی رفتار مستقل رکھتی ہین؟ ایثر مین جملہ موجین کچھ اوپر ایک کرور دس لاکھ میل فی دقیقہ کی شرح سے چلتی ہین، میرے نزدیک عامی ان اعداد سے زیادہ مرعوب ہوتا ہے، بہ نسبت صحیح تر ۱۸۶۰۰۰ میل فی ثانیہ کے، جب ہم نور کا بیان کرین گے، تو اس وقت دیکھین گے کہ اس کی یہ رفتار سفر کس طرح دریافت کی گئی ہے، اس اثنا مین ہم یہ دیکھنا چاہتے ہین کہ رفتار مستقل کس طرح رہی ہے اور فاصلے کے بڑھنے سے گھٹ کیون نہین جاتی،

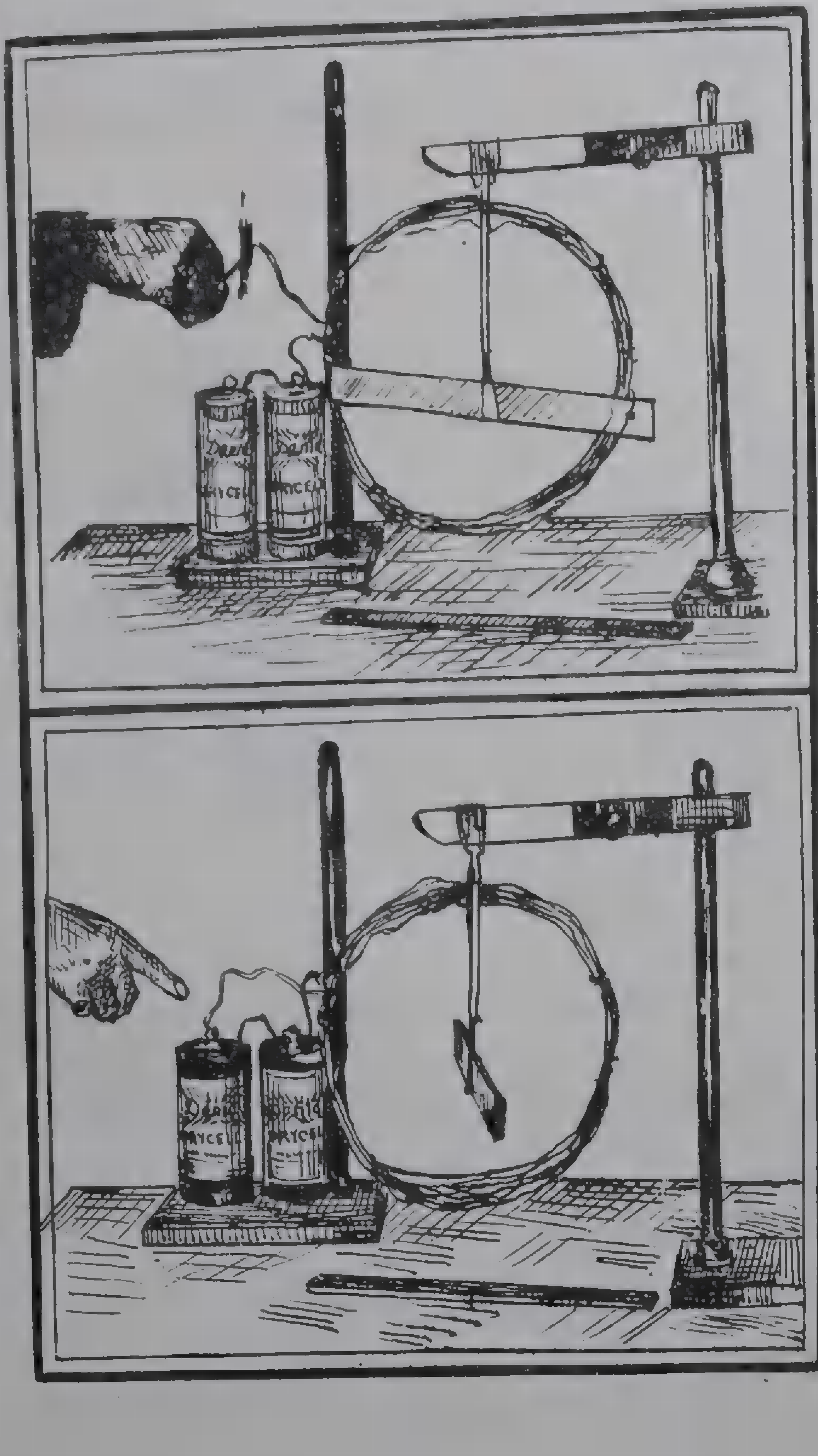
چونکہ نور کی رفتار بہت زبردست ہے، اس لئے مثلاً کسی دور کے منارۂ روشنی سے روشنی جتنی مدت مین ہم تک پہونچتی ہے، وہ بالکل ناقابلِ لحاظ ہوتی ہے، لیکن جب سورج سے زمین تک نوری موجون کی مسافت کو دیکھتے ہین، تو ہم کو معلوم ہوتا ہے، کہ ہمارے اور سورج کے درمیان جو ۹ کرور ۲۰ لاکھ میل کا فاصلہ حائل ہے، اس کے طے کرنے کے لئے ان موجون کو تقریباً آٹھ منٹ درکار ہوتے ہین، ہم کو اپنے تخیلات مین ذرا بلندی پیدا کرنا پڑتی ہے، تاکہ ہم یہ خیال کر سکین کہ بعض دور دراز ستارون سے ہم تک نوری موجین کوئی ہزارون برس مین پہنچتی ہین، فی الحقیقت ہوتا بھی ایسا ہی ہے،

کرورون میل کے سفر مین مستقل رفتار کے تصور مین بعض لوگون کو جو دقت محسوس ہوتی ہے، وہ درحقیقت ایک غلط فہمی کی وجہ سے ہے، غالباً ان کے ذہن مین بندوق کی گولیان یا اس قسم کی دوسری چیزین ہین، جو بڑی

رفتار سے پھینکی جاتی ہیں، لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد اپنی رفتار کھو بیٹھتی ہیں، اور بالآخر سکون کی حالت میں آجاتی ہیں، اب کوشش کرکے تصوّر کرو کہ ہوا میں ایک صوتی موج مصروف سیر ہے، یہ صحیح ہے کہ صوتی موج کی توانائی پھیل جاتی ہے، اور کچھ فاصلہ پر جاکر ختم ہوجاتی ہے، لیکن اپنے تمام سفر میں وہ اپنی رفتار برابر قائم رکھتی ہے، اب فرق کہاں واقع ہوا؟ پہلی صورت میں مادہ کا ایک ٹکڑا زمین کے ایک حصہ سے دوسرے حصے تک پھینکا گیا، اپنے سفر میں اس کو دو مزاحمتوں سے دوچار ہونا پڑا، ایک تو ہوا کے سالموں کے تصادم سے دوسرے تجاذب کی جذبی قوت سے، دوسری صورت میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک مادّہ کا انتقال ہی نہیں ہوا، محض ہوا میں موجوں کا ایک سلسلہ پیدا ہوگیا، جب پانی کے کسی حوض کے مرکز میں تم موجیں پیدا کرتے ہو، تو مرکز سے حوض کے کنارے تک تم پانی نہیں پہنچاتے، سورج اور ستارے ایثر میں محض موجیں پیدا کرتے ہیں، اس لئے رفتار سیر مستقل ہے، صوتی یا آبی موجوں کی توانائی طے کردہ مسافت کے بڑھنے سے بالآخر ختم ہوجاتی ہے، یہی حال ایثری موجوں کی توانائی کا ہے، دور دراز فاصلہ پر دیکھتا سورج بھی مدھم سا ستارہ معلوم ہوتا ہے، ممکن ہے کہ اپنے اس دور دراز کے سفر میں اس کی ایثری موجیں اس قدر کمزور ہوگئی ہوں کہ وہ ہماری آنکھوں کے اعصاب کو متاثر کرنے سے قاصر رہیں، اور ہم کو ان بعید النظر ستاروں کے وجود کا علم بھی یوں ہی ہوتا ہے کہ اون کی کمزور شدہ ایثری موجیں اتنی قوی تو ضرور ہوتی ہیں کہ آنکھوں پر نہ سہی لوح عکاسی کے کیمیاویات پر تو اثر کرسکتی ہیں،

صوتی موجیں بلحاظ رفتار اسی وقت تک مستقل رہتی ہیں، جب تک کہ وہ واسطہ جس میں سے وہ گذر رہی ہیں مستقل رہے، ہوا کی تپش میں اگر فرق پیدا ہوجائے تو اس سے موجوں کی رفتار سیر بھی بدل جائے گی، اسی طرح ایثری موجوں کی رفتار بھی اسی وقت تک مستقل رہتی ہے جب تک کہ وہ خالص ایثر کے سمندر میں، جیسا کہ بین نجمی فضا میں موجود ہے، سیر کناں رہیں لیکن جب یہ موجیں خالص ایثری سمندر کے حدود سے نکل کر ہمارے کرۂ ہوا میں داخل ہوتی ہیں تو اُن کو کچھ مزاحمت سے سابقہ پڑتا ہے، اور جب وہ پانی میں داخل ہوتی ہیں تو رفتار سیر معتدبہ طور پر کم ہوجاتی ہے، جو اشیا کہ کثیف یا غیر شفاف ہیں، وہ ان موجوں کو آگے بڑھنے سے قطعاً روک دیتی ہیں،

پیشتر کے بابون مین ہم نے مادہ کی جوہری ساخت اور جوہرون کے اندر گردش کرتے ہوئے برقیون کی تصویر کھینچی ہے، اس تصویر مین ہم اب اثیر کے بحر نا متناہی کا اضافہ کرنا چاہتے ہین، جو تمام مادہ کو محیط اور اس مین سائیہ ہے، اس محیط اثیر ہی مین مقناطیسی اور برقی میدانون کا وجود ہوتا ہے، اس لئے ہم کو نہ صرف مادہ کی برق سے بحث کرنا ہے بلکہ اس محیط واسطے مین بھی برق کو دیکھنا ہے، اس سلسلہ مین سب سے پہلے یہی معلوم کرنا دلچسپی کا باعث ہوگا کہ مقناطیسیت ہے کیا،



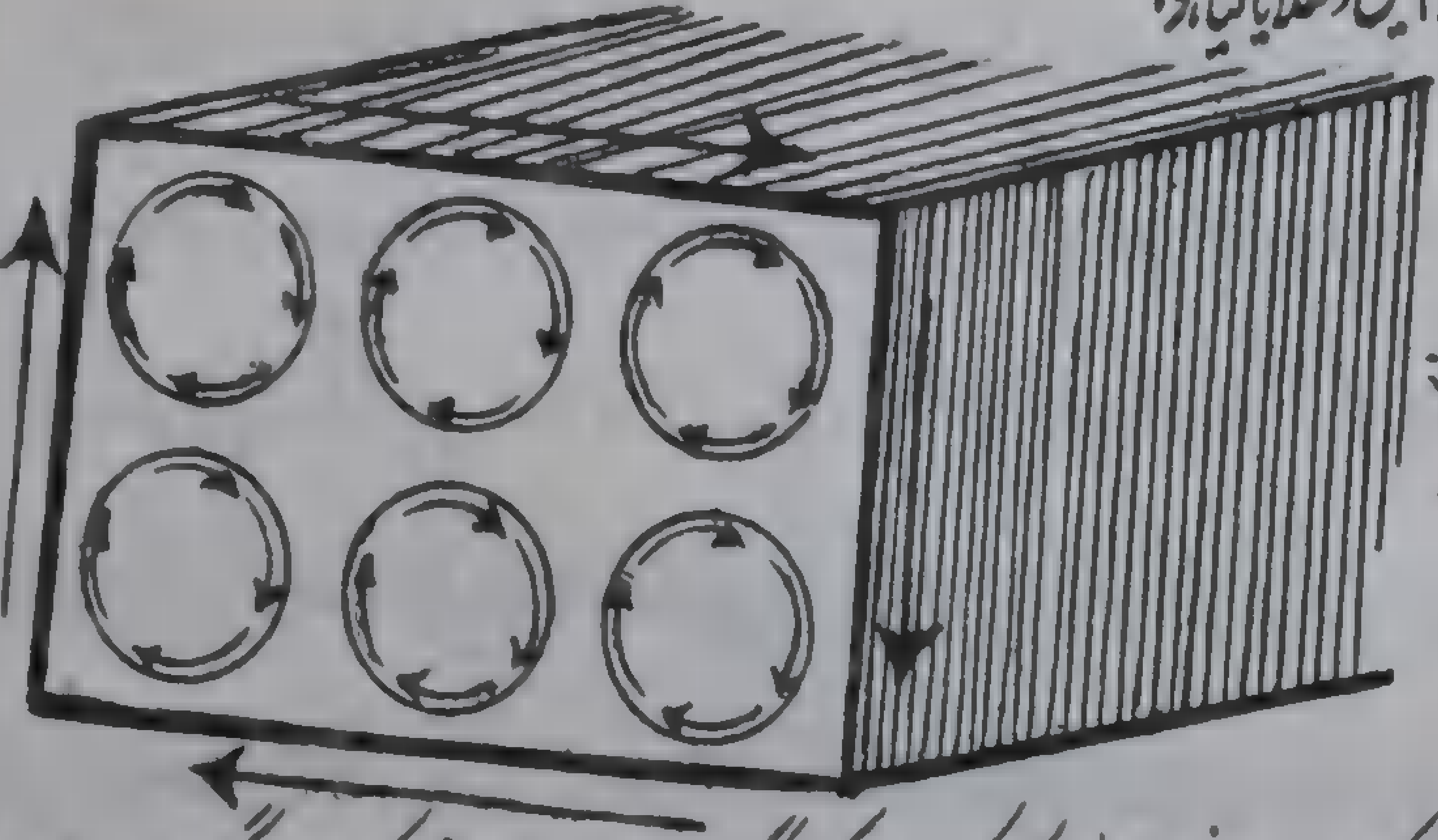
ساتوان باب

مقناطیسیت کیا ہے؟

مقناطیس کا مقبول عام مفہوم یہی ہے کہ وہ لوہے یا فولاد کا ایک ٹکڑا ہے، جس مین یہ عجیب خاصیت ہے کہ وہ معمولی لوہے یا فولاد کے دیگر ٹکڑون کو اپنی طرف کھینچتا ہے، غالباً ہم مین سے اکثر اس امر سے واقف ہو چکے ہین کہ تار کا ایک لچھا جس مین سے برقی رو گذر رہی ہو مثل معمولی مقناطیس کے عمل کرتا ہے،

پیشتر کے کسی باب مین ہم اس کا ذکر کر چکے ہین کہ اثیر مین مقناطیس کے گرد ایک مقناطیسی میدان پیدا ہو جاتا ہے، اب ہم کو دریافت کرنا ہے کہ وہ کیا ہے جس سے مقناطیسی میدان پیدا ہوتا ہے، اولاً ہم اس مقناطیسی میدان کو لیتے ہین، جو برقی رو کے حامل تار کے گرد پیدا ہوا ہو، اس تار کے اندر ہم برقیون کا سیلان تصور کرتے ہین، جو ہر بہ جو ہر برقیے منتقل ہو رہے ہین، کیا یہ ممکن ہے کہ برقیون کا اس سادہ طریقہ پر حرکت اثیر محیط کو اتنا متہیج کر دے کہ اس سے مقناطیسی میدان پیدا ہو جائے؟ یہ مفہوم کہ برقی باردار اجسام بڑی رفتار سے یکسان حرکت کرین، تو مقناطیسی میدان پیدا ہو جائے گا کوئی نیا نہین ہے، برقیون کے انکشاف سے بیشتر ہی یہ ایک امر مسلمہ تھا، اس لئے جب برقیائی نظریہ پیش کرتا ہے، کہ مقناطیسی میدان کسی موصل مین برق کی مستقل حرکت کا نتیجہ ہے، تو ہم کو اس مذہب کے اس جزو کو مان لینے مین کوئی تامل نہین ہوتا، ایک وقت معین مین جتنے برقیے زیادہ گذرین گے، اثیر محیط مین اُتنا ہی زیادہ ہیجان واقع ہوگا،

چونکہ ہم نے دیکھا کہ تمام مقناطیسی میدان برقیون کی (مستقل) حرکت کا نتیجہ ہین، اس لئے ہم بلا تردید یہ کہہ سکتے ہین کہ مقناطیسے ہوئے لوہے کے ٹکڑے مین برقیون کا مستقل بہاؤ ہوتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کے گرداگرد مقناطیسی میدان نہ ہو سکتا تھا، لیکن ہم کو یہ فرض کرنے کی ضرورت نہین کہ برقیے لوہے یا فولاد کے ٹکڑے کے گرد ہی گھومتے رہتے ہین، کیونکہ ہم آگے چل کر دیکھین گے کہ بعض حالات مین برقیے اپنے جوہرون کے گرد گھومین تو بھی وہی نتیجہ پیدا کرین گے تخیل کی امداد کیلئے ہم یہ تصور کر سکتے ہین کہ گردش کرتے برقیون والے جوہر گردش کرتے حلقون والے ننھے ننھے زحلون کی طرح ہین، لوہے مین ننھے ننھے زحل لاکھون کرورون کی تعداد مین یکجا ہوتے ہین لیکن ان کے حلقے ہر سمت مین ہوتے ہین یعنی بالکل تتر بتر[1] یا غیر منظوم حالت مین، ایسی حالت مین کسی جوہر کے گرد کسی برقیے کی مستقل حرکت ایک اثری تموج پیدا کر دے گی، جو اس کے بالکل مخالف ہوگا، جو کسی قریب کے جوہر مین پیدا ہو، جس کا حلقہ پہلے جوہر کے حلقہ سے وضع مین مخالف ہو، تمام جوہر "شش و پنج" مین ہون گے ایک جو کام کریگا دوسرا اس کو زائل کر دیگا، ایسی حالت مین مادہ کا ایک ڈھیر کوئی مقناطیسی میدان نہ دکھلائے گا، اگر کسی طرح ہم تمام جوہرون کو ایسی وضع مین لا سکین کہ اُن کے برقیائی مدار یا حلقے سب ایک ہی مستوی مین آجائین تو جو نتیجہ حاصل ہوگا، وہ شکل (۱) مین دکھلایا گیا ہی،



شکل ۱ فولادی مقناطیس کی اندرونی ترتیب،

اس شکل مین سلاخی مقناطیس کا ایک سرا دکھلایا گیا ہی اور اندر جو چھ حلقے دکھلائے گئے ہین، وہ چند جوہر ہین

---

[1] اگرچہ ہم جوہرون کو بالکل تتر بتر حالت مین تصور کرتے ہین تاہم یہ فراموش نہ کرنا چاہیے کہ ان کی اس ابتری مین بھی ایک نظم ہی، وہ درحقیقت ننھے ننھے حلقون یا گروہون مین تقسیم ہو جاتے ہین بہرحال جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے، اس کے لحاظ سے ہم یہی کہہ سکتے ہین کہ وہ تتر بتر حالت مین ہین،

جن سے فولادی سلاخ مرکب ہے، چھوٹے چھوٹے پیکانون سے وہ سمتین بتلائی گئی ہین جن مین جوہر کے گرد برقیے گردش کرتے ہین، واضح رہے کہ برقیون کی مجموعی حرکت سے مراد برقیون کی ایک رو ہے، جو مقناطیس کے جسم کے گرد چکر لگاتی ہے، جیساکہ بڑے پیکانون سے دکھلایا گیا ہے، ادھر یہ بتلایا جاچکا ہے، کہ برقیون کی مستقل حرکت اثیر ماحول کو متہیج کردیتی ہی جس سے فولادی سلاخ کے گرد ایک مقناطیسی میدان پیدا ہوجاتا ہی،

شکل مین چھ جوہر ہین، جن کے برقیائی مدار ایک ہی مستوی مین واقع ہین ہم اس کو مقناطیس ہوئے لوہے کے ٹکڑے کی ایک تراش سمجھ سکتے ہین،

واضح رہے کہ مقناطیس کے گرد برقیون کے سیل کی بجائے اب اس کا معادل ہوگا، اثیر مین تموج اوسی طرح پر ہوگا کہ گویا برقیے بجائے اپنے چھوٹے مدارون مین گھومنے کے لوہے کے ٹکڑے کے گرد گردش کررہے ہین، صورتِ حال یون ہے کہ گویا لوہے کے ٹکڑے کو حلقہ کیے ہوئے ایک تار ہی جس پر برقیائی رو دوڑ رہی ہی اور اسی خیالی تار کے گرد ایک مقناطیسی میدان پیدا ہوگیا ہی،

تقریر بالا مین برقیائی قصے کو نظر انداز کردین، تو مقناطیسیت کا یہ نظریہ دو تین نسلون سے مسلم چلا آتا ہے ہم اب تک اسی کے عادی رہے ہین، کہ لوہے کے سالمے کو ایک چھوٹا سا مقناطیس سمجھین جس مین شمالی اور جنوبی قطب ہین، لوہے کی معمولی حالت مین یہ ننھے ننھے مقناطیس تتر بتر ہوتے ہین، اسی طرح ایک کا عمل دوسرا زائل کردیتا ہے، اور خارج مین کوئی مقناطیسی اثر نہین ہوتا، لیکن جب اس لوہے پر کوئی مقناطیس رگڑا جاتا ہے، تو یہی ننھے ننھے سالمی مقناطیس گھوم کر اپنے شمالی قطب ایک ہی سمت مین لے آنے پر مجبور ہوجاتے ہین یہی ننھے ننھے سالمی مقناطیس جب لاکھون کرورون کی تعداد مین عمل کرتے ہین، تو اثر محیط مین ایک قابلِ لحاظ مقناطیسی میدان پیدا کردیتے ہین لوہے کے ایک سرے پر تمام سالمی شمالی قطبون کا رُخ باہر کی جانب ہوتا ہے، اور اسی طرح دوسرے سرے پر جنوبی قطب باہر کا رُخ کیے ہوتے ہین، اسی وجہ سے لوہے کا مقناطیسی ٹکڑا واضح طور سے شمالی اور جنوبی قطب ظاہر کرتا ہے، اگر ہم مقناطیس کے دو ٹکڑے کردین، تو اب بھی ہر ٹکڑے کے ایک سرے پر شمالی قطب ہوگا اور دوسرے پر جنوبی،

مقناطیسیت کے اس سالمی نظریہ کی تائید مین بہت سے واقعات پیش کئے گئے ہین ہم کو معلوم ہے کہ جب فولاد کے سالمے مقناطیس کے اثر سے گھوم جاتے ہین، تو وہ آسانی سے اپنی پہلی وضع نہین اختیار کرتے، اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہین کہ فولاد مستقل مقناطیس بنجاتا ہو، فولاد کو تھوڑے سے کوٹ کر یا اس کو سُرخ انگارا بنا کر ہم اس سالمی ترتیب کو بدل سکتے ہین، پہلی صورت مین ہم کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ اچھی طرح کوٹنے کے بعد مقناطیس معتد بہ طور سے کمزور ہو گیا ہے، اور دوسری صورت مین ہم کو معلوم ہوگا کہ حرارت سے مقناطیسیت بالکل زائل ہو گئی ہو، کیونکہ سالمے اب اپنی پہلی تتر بتر یا غیر منظوم حالت مین واپس ہو گئے ہین،

جب کوئی آہنی جہاز زیر تیاری ہوتا ہے تو زمین کے مقناطیسی قطب لوہے کے سالمی مقناطیسون کو گھما دیا جاتے ہین، تا کہ اُن کے مقناطیسی قطب شمالاً جنوباً واقع ہو جائین، یہ واقعی تعجب انگیز ہے کہ میخون کو ٹھوکنے سے سالمی مقناطیس زیادہ آسانی سے زمین کی کشش سے متاثر ہو جاتے ہین، کچھ زیادہ عرصہ نہین ہوا کہ تیاری کے دوران مین ایک دُخانیہ پر کچھ دلچسپ تجربے کئے گئے، میخ ٹھوکنے والون کی ہڑتال کی وجہ سے سارے جہاز پر چادر جڑی جا چکی تھی، اور عرشے وغیرہ بن چکے تھے، لیکن صرف پانچ فی صدی میخین نصب کی گئی تھین، جہاز کی مقناطیسیت کا احتیاط سے ملاحظہ کر لیا گیا، ہم جہاز کو لوہے کا ایک ڈھیر سمجھ رہے ہین، جس کو زمین مقناطیس بنانا چاہتی ہے ہم یہ فرض کر لین گے، کہ اس مرحلہ پر زمین مین جتنی مقناطیسیت ہونی چاہئے، اس کا پچیس فی صدی جہاز مین موجود ہے، ایک مہینہ معاملات یون ہی رہے، یہان تک کہ میخ ٹھوکنے والون نے پھر کام کرنا شروع کیا، اس وقت سالمی مقناطیسون کو زمین کی کشش کے اتباع کا اچھا موقع مل گیا، جسوقت میخ ٹھوکنے والون نے چالیس فی صدی میخین نصب کر دین، اس وقت جہاز کی مقناطیسیت بقدر تیس فی صدی کے زیادہ ہو گئی تھی، اور جیسے جیسے ٹھکائی ہوتی رہی مقناطیسیت بڑھتی رہی،

مقناطیسیت کے دو اسباب کا ہم نے ذکر کیا ہے، پہلے کو تو ہم طبعی مقناؤ کہہ سکتے ہین، اس مین لوہا زمین کی مقناطیسیت کے زیر اثر مقنایا جاتا ہو، زمین مین جو جنبک پتھر یا طبعی مقناطیس پائے جاتے ہین، اس کا یہی سبب ہو، دوسرا

سبب یہ ہے، اس کا بھی ذکر ہو چکا ہی، کہ مستقل مقناطیس سے رگڑ کر لوہا مقناطیا جائے، ان ننھے ننھے سالمی مقناطیسون کے متأثر کرنے کے دیگر ذرائع سے بھی ہم واقف ہین، ہم جانتے ہین کہ اگر ایک مقناطیس تار کے ایسے لچھے کے قریب رکھدیا جائے جس مین سے برقیون کی رو گذر رہی ہو (جیسا کہ مرقع مقابل صفحہ ۶۹ مین دکھلایا گیا ہے،) تو مقناطیس فوراً گھوم جائیگا اور لچھے کے رُخ پر علی القوائم وضع اختیار کر لیگا، اس مرقع کو دیکھو اور یہ تصور کرنے کی کوشش کرو کہ مقناطیسی سوئی لوہے کے ٹکڑے مین ایک بدرجہ غایت مکبر سالمہ ہے جسکو تار کا لچھا حلقہ کئے ہوئے ہے، جب حلقہ کرنے والے تار پر رو گذرتی ہے، تو یہ مکبر سالمہ گھوم جاتا ہی، لچھے کے اندر ساری فضا، کو اسی جیسے دیگر مقناطیسون سے پر تصور کرنا کچھ مشکل نہین، جو سب کے سب مقناطیسی میدان کے اثر کا اتباع کرین، اس طریقہ پر برقیاوی رو کے حامل تار سے گھرے ہوئے لوہے کے ٹکڑے مین جو کچھ واقع ہوتا ہے، اس کا واضح مفہوم حاصل ہو جاتا ہی،

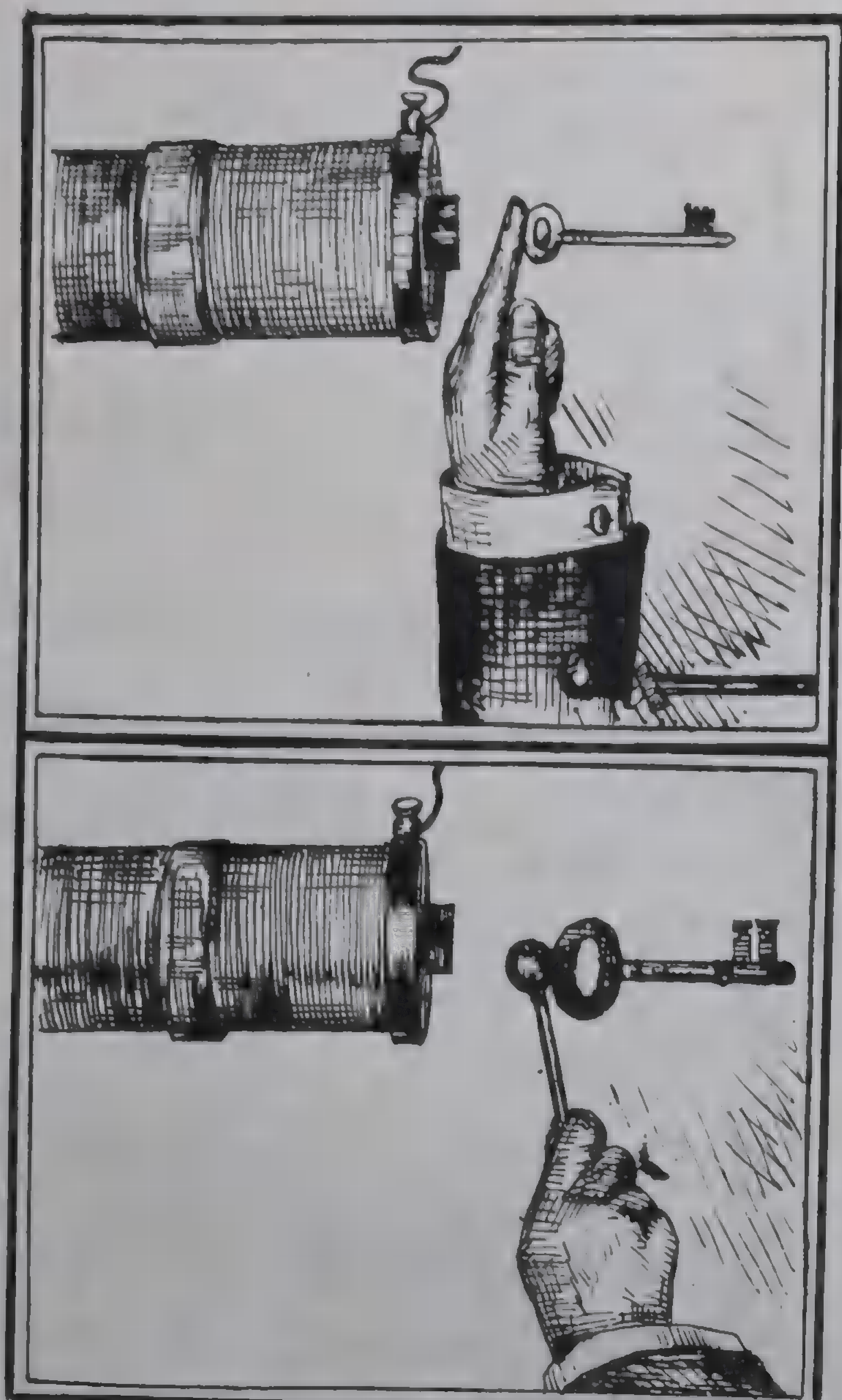
مادہ کا ہر جوہر خواہ اس کو کسی نام سے پکارین، مستقل مدارون مین حرکت کرنے والے برقیون پر مشتمل ہوتا ہی اسلئے ہم ہر شے مین مقناطیسی اثرات پاتے ہین، اگرچہ اکثر صورتون مین یہ اثرات بہت کمزور ہوتے ہین، نکل اور کوبالٹ مین مقناطیسی اثرات قابل لحاظ ہوتے ہین، اگرچہ لوہی کے مقابلے مین بہت کمزور ہوتے ہین، تانبے، مینگنیز اور الیومینیم کی اکثر بھرتین خاصے مقناطیسی اثرات دکھلاتی ہین، لیکن لوہا ان سب مین اونٹ و بکری کی مثال ہے، لوہے کے جوہر کی ساخت مین کوئی نہ کوئی خاص بات ہوگی جس کی وجہ سے جوہر آہن ایتھر پر اتنا زبردست عمل کرتا ہے کہ دوسرے جوہر نہین کر سکتے، یہ خیال پیش کیا گیا ہے کہ آہنی جوہر مین ایک یا ایک سے زیادہ برقیہ جوہرون کے معمول کے خلاف ایک بہت بڑا مدار طے کرتا ہے، یا یہ ہو کہ برقیے ایک ہی مستوی مین گردش کرتے ہون، ان برقیون کی حرکت انسان کے قابو مین نہین، وہ لوہے مین برابر حرکت کرتے رہتے ہین، لوہے کے ہر ٹکڑے مین مقناطیسی طاقت ہوتی ہی، لیکن جیسا کہ ہم بیشتر دیکھ چکے ہین، وہ اس وقت تک ظاہر نہین ہوتی، جب تک کہ چھوٹے چھوٹے لاکھون مقناطیسی میدان سب مل کر ایک ہی مستوی مین عمل نہ کرین، یا جب تک کہ تمام ننھے ننھے زحل اپنے حلقون کو ایک سمت مین نہ لے آئین، اس حالت مین لوہا مقناطا جاتا ہے،

اگر لوہے کی مقناطیسی قوت فی الحقیقت اس کی ذاتی قوت ہے، تو یہ توقع بالکل حق بجانب ہے
طاقت کے لئے کوئی معین حد ہونی چاہئے، عرصہ ہوا کہ یہ صورت آشکارا ہو چکی تھی، یہ عیاں ہو گیا تھا کہ مقناطیس
کوئی شے نہیں ہے، جو لوہے میں ہم داخل کر رہے ہیں، جیسا کہ جسم کو برق سے بھرتے وقت ہوتا ہے، مقنا
صورت میں ہم کو معلوم ہوا کہ بہت جلد ایسا مقام آجاتا ہے، کہ اس سے زیادہ مقناطیسیت میں اضافہ ناممکن ہو جا
حالت کو "نقطہ سیری" کہتے ہیں، دیگر قسموں کی طرح اس میں بھی اچھا نام منتخب کیا گیا، لفظ سیر سے ذہن میں فوراً یہ خ
کہ لوہے میں کوئی چیز بھر دی گئی، اپنے موجودہ علم کی روشنی میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ننھے ننھے زحلوں کو گھماکر جتنی
میں ممکن تھا لا چکے، تو ہم حد کو پہونچ گئے، اب ان کی چھوٹی چھوٹی قوتوں میں ایسا کامل ارتباط ہو گیا
کہ ممکن تھا،

اب یہ واضح ہو گیا ہے کہ کس قسم کے مقناطیس سے بہترین نتائج حاصل ہو سکتے ہیں، تار کے لچھے سے گ
جس پر سے برقیاوی رو دوڑ رہی ہو، ایک مقناطیسی میدان پیدا ہو جاتا ہے لیکن وہ نسبتہً کمزور ہوتا ہے باینہمہ یہی مقنا
لوہے کے ٹکڑے میں مقید چھوٹی چھوٹی لاکھوں مقناطیسی قوتوں پر عمل کر سکتا ہے، اس لئے ہمارے لئے بہ
تدبیر یہی ہے کہ لوہے کے ایک ٹکڑے کے گرد تار کا ایک لچھا لپیٹ دیں، اور کسی مورچہ یا دوسرے "برقی بیٹ
ایک برقیائی رو تار پر دوڑا سکتے ہیں،

مذکورۂ بالا ترتیب، ظاہر ہے کہ ایسی ہے، جس سے ہم کو بہترین ممکنہ مقناطیس حاصل ہو سکتا ہے، چونکہ
لوہے کے ذرات رو کے اثر میں جلد آجاتے ہیں، اور سخت فولاد کے ذروں کو دیر لگتی ہے، اس لئے ہم قلب نر
کے برقاطیس[1] سے بناتے ہیں، اس میں ایک نفع اور ہے، اور یہ کہ جوں ہی کہ ضابطہ برقیائی رو روک دی جاتی ہے،
کی لاکھوں چھوٹی چھوٹی مقناطیسی قوتیں اپنی غیر منتظم حالت میں واپس آجاتی ہیں، اور مقناطیسیت کا شائبہ تک باقی
رہتا، پس ہم کو ایک ایسا مقناطیس حاصل ہو جاتا ہے، جو ہماری مرضی پر جذب و دفع کرتا ہے، اس قسم کے مقناطیسوں

[1] برقاطیس = برقی + مقناطیس = برقی مقناطیس (مترجم)



جو مختلف النوع کام لئے جاتے ہین، ان کی تشریح ہماری کتاب برق حاضر مین ملے گی،

ہم کو محض اس خیال پر نہ اکتفا کر لینا چاہئے کہ برقاطیس کا نرم آہنی قلب لچھے کے گرد مقناطیسی میدان کو محض مرتکز کر دیتا ہے، لچھے کا کمزور مقناطیسی میدان نرم لوہے کی اندرونی قوتون کو ابھارتا ہے تار پر برقیون کے بہاؤ کو بڑھا کر تار کے لچھے کے گرد مقناطیسی میدان کو ہم زیادہ کر سکتے ہین لیکن لوہے کے ٹکڑے مین مقناطیسی توانائی مستقل ہوتی ہے، مقناطیس کا طاقتور یا کمزور ہونا یہی ہے، کہ اس کی جوہری برقیائی رو مین زیادہ مل کر عمل کرتی ہین، یا کم،

لوہے اور دیگر مقناطیسی اشیا مین ہم یہ فرض کرتے ہین کہ عامل برقیون کے مدار اتنے بڑے ہوتے ہین کہ وہ جوہرون کی درمیانی فضا مین سے بھی ایک دوسرے پر عمل کر سکتے ہین اس لحاظ سے لوہا سب پر فائق ہے، اور ڈاکٹر ہائسلر کی بھرتین جن کا ذکر پہلے آچکا ہے، دوسرے نمبر پر ہین، اُن کے بعد کہین جا کر نکل اور کوبالٹ کا نمبر آتا ہے،

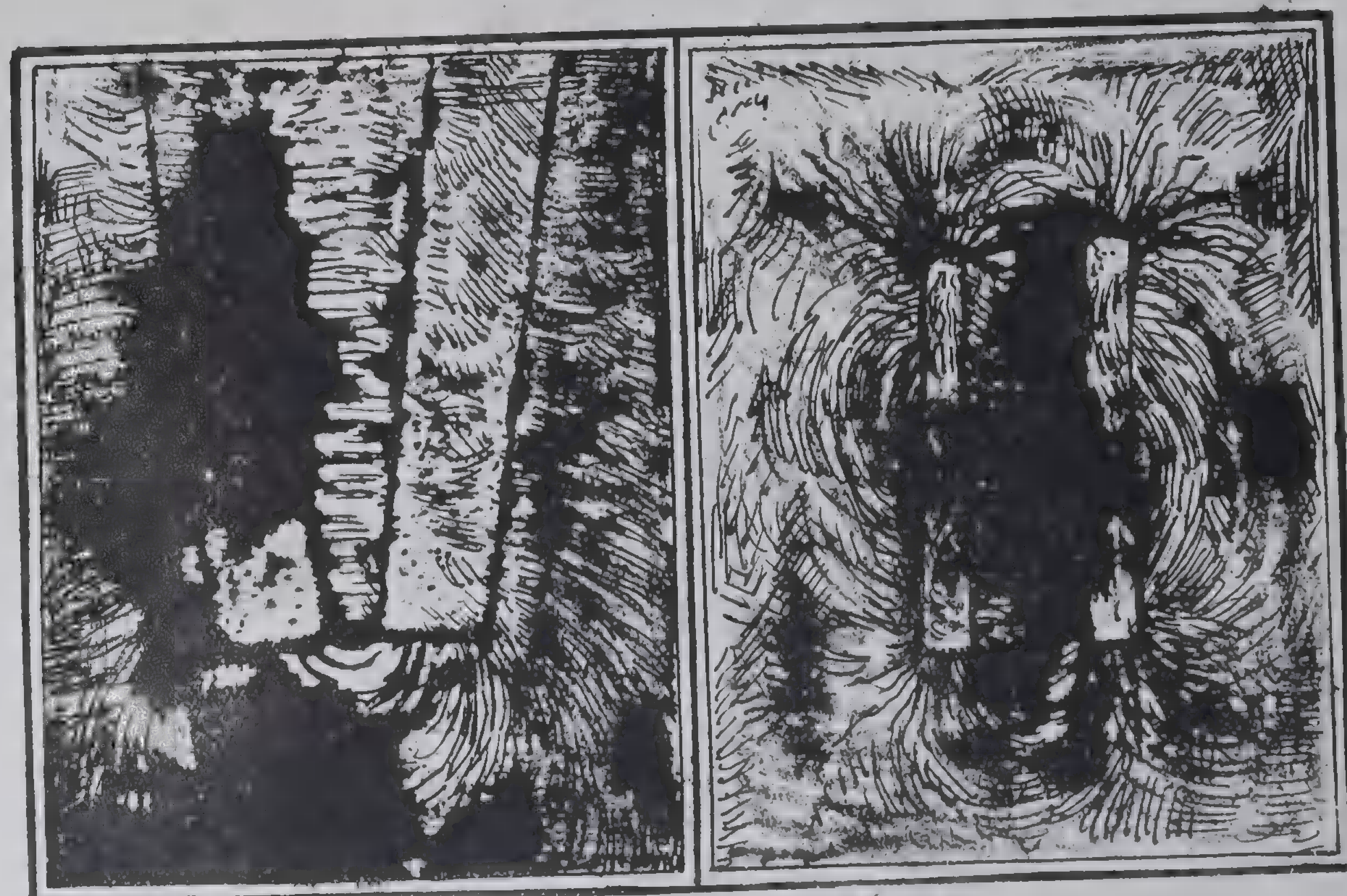
مرقع مقابل صفحہ ۲ مین مین نے یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ مقناطیسی میدان حقیقی ایثری تموج ہوتا ہے، تم دیکھوگے کہ ایک بڑے برقاطیس سے کچھ فاصلہ پر لوہے کی ایک معمولی سیخ رکھی ہے، اس پر بھی نرم آہنی سیخ کے ذرات تہیج ایثر سے اس حد تک متاثر ہوتے ہین کہ سیخ جاذبہ کی قوت کے خلاف ایک کنجی کھینچ سکتی ہے، درمیانی ہوا کا اس طاقت برداری مین کوئی حصہ نہین، کیونکہ یہی تجربہ خلا مین بھی کیا جا سکتا ہے، بڑے برقاطیس کے گرد حقیقی ایثری تہیج ہوتا ہے اور اس ایثری تہیج کا لوہے پر حقیقی اثر ہوتا ہے جس سے لوہے کے اندر کے ننھے ننھے لاکھون مقناطیس ایک دوسرے کی سیدھ مین آجاتے ہین، اور اپنی قوتین ملا لیتے ہین،

دوسری تصویر مین ہم ایثری تہیج سے مقناطیس کی طرف ایک کنجی کھینچی دیکھتے ہین کوئی شخص یہ خیال ہرگز نہ کریگا، کہ اگلی مقناطیسی ہے، وہ تو محض کنجی کو مقناطیس تک پہنچنے سے روک رہی ہے، اگر ہم کنجی مین ایک ڈورا باندھدین، اور ڈورے کو زمین مین باندھ دین، تو کنجی ہوا مین معلق ہو جائے گی، کیونکہ ڈورے سے بھی وہی کام نکلے گا، جو مرقع مین انگلی سے دکھلایا گیا ہے،

برقیائی نظریہ کے وجود مین آنے سے بہت پیشتر فیرڈے[لہ] نے مقناطیس کے گرد اثیر مین خطوط قوت کا ہونا تسلیم کیا تھا، ایسے خطوط کے وجود کو ظاہر کرنے کے لئے کاغذ کے ایک تختے پر کچھ لوہے کا برادہ چھڑک دو، کاغذ کے نیچے ایک مقناطیس رکھو، تو آہن ریزے خطوط قوت پر ترتیب پا جائین گے۔ تصویر مقابل صفحہ ۷۶ مین جو شکلین دی گئی ہین وہ اسی طرح بعض طالب علمون نے حاصل کی تھین، آہن ریزے جو وضعین اختیار کرتے ہین، اُن کو برقرار رکھنے کیلئے کاغذ پر معدنی موم (پیرافین) چڑھا دیا جاتا ہی، جب شکلین بن جاتی ہین تو کاغذ گرم کر دیا جاتا ہی جس سے آہن ریزے ٹھنڈے ہونے پر موم مین چپک جاتے ہین، یہان ہم کو اس امر کی مثال ملی کہ سالمون کا ایک مجموعہ دوسرے مجموعہ کی سالمی زد مین آگیا یہانتک کہ وہ ایک دوسرے کو قوت اتصال سے جذب کرنے لگے،

موجودہ باب مین ہم نے اثیر مین اس تموّج کا ذکر کیا ہی جو برقیون کی ہموار حرکت سے پیدا ہوتا ہی، تار پر برقیون کی حرکت تار کے گرد مقناطیسی میدان کر دیتی ہی، یہ امر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اثیر محیط مین برقیون کے روان کر دینے اور روک دینے کا کیا اثر ہوتا ہی،

لہ) Michael Faraday میکائل فیرڈیے (۱۷۹۱ء تا ۱۸۶۷ء) ابتداءً ایک جلد بند تھا، لیکن اپنی محنت اور خداداد ذہانت کی بدولت انگلستان کی رائل انسٹیٹیوشن مین کیمیا کا پروفیسر ہوگیا، برق پر اس کے تجربے اور مقالات بہت مشہور ہین (مترجم)



مقناطیس کے گرد خطوطِ قوت

آٹھوان باب

متحرک برقیون کے متعلق مزید معلومات

ہمارا روزمرہ کا تجربہ ہم کو تبلاتا ہے کہ تمام مادّہ بہت سُست ہی، اس کو حرکت مین لانے کیلیئے قوت کے استعمال کی ضرورت ہوتی ہی، ٹھیلہ چلانے کی صورت مین رگڑ پر غالب آنا پڑتا ہے، پس جب کہ ٹھیلہ حرکت مین آجائے تو بھی اسکو حرکت مین رکھنے کے لئے قوت کے مسلسل استعمال کی ضرورت ہوتی ہے، ٹھیلہ والے کو اس کا علم ہوتا ہی، اگرچہ اس کو اسکا سبب نہ معلوم ہو،

یہ کہنا کہ مادہ کاہل ہی، یا یہ کہنا کہ جس وقت حرکت مین آجائے تو رکنا نہین چاہتا، دونون کی حیثیت مساوی ہے بلاشبہ ٹھیلہ والے کو اس پر یقین کرنے مین بہت دشواری ہوگی، کیونکہ اس بچارے کو تو اپنی ایڑی تک کا زور ٹھیلہ کو حرکت مین رکھنے کے لئے لگانا پڑتا ہے، لیکن اس کا سبب یہ ہے کہ ٹھیلے کے پہیون اور سڑک کے درمیان رگڑ بہت زیادہ ہوتی ہے، اس سے کہو کہ ٹرام وے کی پٹریون پر اپنا ٹھیلہ لے جائے تو اس کو معلوم ہوگا کہ اس کا آدھا بوجھ تو کم ہوگیا، ظاہر ہے کہ رگڑ بہت کچھ کم ہوگئی، اب پہیون کی حرکت مین اتنی مزاحمت نہین ہوتی، اس سے کہو کہ اپنے ٹھیلے سے پہیئے نکال دے اور پھر اس کو کھینچے، اس کو معلوم ہوگا کہ اب حرکت دینا بھی ناممکن ہے، غالباً ٹھیلہ والا کم ازکم اتنا تو تسلیم کریگا کہ بہت کچھ رگڑ کی مزاحمت پر موقوف ہوتا ہے، لیکن اس بیان کی تائید مشکل ہی سے کریگا کہ مادہ حرکت کرنے مین جتنا سُست ہی اُتنا ہی حرکت کے بعد ٹھہرنے مین بھی ہے،

سیارون کو سورج کے گرد اپنے طویل سفر مین کسی رگڑ یا مزاحمت سے دو چار ہونا نہین پڑتا، اور اُن کی حرکت مسلسل فی الحقیقت صحیح حرکت دوامی ہے لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ فطرت کے اس زبردست مظاہرہ سے بھی محنتی ٹھیلہ والے کو اس امر کا یقین نہ آئے گا، کہ اگر خارجی مبادی کی وجہ سے مزاحمت نہ پیدا ہو، تو اوس کا ٹھیلہ از خود چلتا رہے گا،

اگر ہم کسی ایسی گولی کا خیال کرین جو کسی طاقتور بندوق سے سر کی گئی ہو تو ہم اس بات کا اندازہ کر سکتے ہین کہ اپنے راستے مین وہ ہرگز رُک جانے کے لئے آمادہ نہین، اور فی الحقیقت اگر کوئی سدِ حائل زبردست مزاحمت نہ کرے، تو وہ گولی اس سد مین سے ہو کر گذر جائیگی، بالآخر گولی حالتِ سکون مین آجاتی ہے، کیونکہ ایک تو ہوا کی مزاحمت ہوتی ہے، دوسرے تجاذب اس کو زمین کی طرف لیجاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ چونکہ ہم تمام متحرک اجسام کو سکون مین آتا دیکھنے کے عادی ہین، اس لئے ہمین یہ اندازہ کرنے مین دقت ہوتی ہے، کہ یہ حالت خارجی قوتون کے اثر سے پیدا ہوتی ہے، اگر ہم واقعی سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کرین، تو ہم جلد اس کا اندازہ لگا سکین گے، کہ مادہ از خود حرکت سے رُک جانے مین اتنا ہی کاہل ہے، جتنا کہ حرکت مین آنے مین، مادہ کی یہ خاصیت اوس کا جمود کہلاتی ہے، یعنی مادہ جامد ہے،

جو کچھ معمولی مادہ کی نسبت اب تک کہا گیا، وہ غیر مرئی برقیون کے لئے بھی صحیح ہے، ان مین بھی جمود کی یہ خاصیت موجود ہے، وہ بھی اتنے ہی جامد ہین، جتنا کہ مادہ، ہماری ٹھیلہ کی طرح برقیون کو بھی حرکت مین لانے کے لئے توانائی کے مزید صرف کی ضرورت ہوتی ہے، اور جب وہ حرکت کرنے لگین تو اس وقت تک نہین رکتے جب تک کہ کوئی خارجی قوت نہ عمل کرے، جب خلائی نلی کے ایلومینیم کی دریچی کے ذریعہ سے اڑتے برقیئے نکل رہے تھے، تو اون کی رفتار کئی ہزار میل فی ثانیہ تھی، اس پر بھی ہوا مین جو گیسین تھین، اُن کی مزاحمت کی وجہ سے وہ ایک انچ کے اندر اندر ہی رک گئے، برقیے از خود کبھی نہ رکتے جس طرح افلاک پر حرکت دوامی دیکھتے ہین، اسی طرح ہم اپنے دماغ کی آنکھون سے برقیون کو جوہر کے اندر دوامی حرکت مین دیکھتے ہین، جہان اون کو کسی مزاحمت سے سابقہ نہین پڑتا، وہ حرکت

مین ہوتے ہین، اُن مین رُکنے کا اقتضا نہین ہوتا اور کوئی چیز ان کو روکنے والی بھی نہین ہوتی،

اب یہ دیکھو کہ کسی تار پر جب ہم برقیائی رو دوڑاتے یا بند کرتے ہین، تو کیا واردات گذرتی ہین، اگر اس تار کے آس پاس کوئی دوسرا تار ہو، اور یہ پہلے تار کے متوازی ہو، تو اس تار پر بھی برقیون مین تموج پیدا ہو جائے گا، ہر مرتبہ جب پہلے تار مین رو جاری یا بند کی جاتی ہے، تو دوسرے تار مین لمحے بھر کے لئے ایک رو گذر جاتی ہے ٹیلیفون کی کمپنیون کو اول اول اس کی وجہ سے بہت دقت اوٹھانا پڑی ٹیلیفون کے دو تارون کے ایک ہی ستونون پر ایک دوسرے کے متوازی ہونے کی صورت مین تیسرے شخص کو پاس والے تار پر دو شخصون کی گفتگو سننے کا موقع مل جاتا تھا ٹیلیفونی انجنیرون کو اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی، کہ ستونون پر تار ایک خاص طریقہ پر لگائے جائین، یعنی ستونون کے ایک طرف سے دوسرے طرف لیجانے مین تارون کو متقاطع کر دیا جائے تاکہ وہ متوازی نہ رہین، یہ اس زمانہ کا ذکر ہے کہ جب ٹیلیفون اکہرے خط اور ارضی دور پر چلتے تھے، اب چونکہ کامل دھاتی دور استعمال کئے جاتے ہین، یہ دقت نہین محسوس ہوتی ہو اسے اس صورت کے کہ خطوط بہت طویل ہون، کوئی بیس برس ہوئے یہ واقعہ میرے گوش گذار ہوا تھا، ؎

لندن کے بعض چندہ دہندگان ٹیلیفون نے شکایت کی کہ اُن کے ٹیلیفونون مین کھٹ کھٹ کی آواز آتی ہے، اور دوران گفتگو مین بہت تکلیف دہ ہو جاتی ہے؛ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ ان چندہ دہندگان کے تار ایسی سڑک پر سے گذرتے تھے، جن کے نیچے تلغرافی طنابین تھین، اب ان تکلیف دہ آوازون کے سبب مین کوئی شبہہ نہ رہا، وہ فی الحقیقت تلغرافی اشارے ہی تھے ٹیلیفون کے تار کے ستون اونچی اونچی عمارت کی چوٹیون پر تھے، اور تلغرافی تار زمین دوز تھے، اس پر بھی زمین دوز تارون مین برقیا دی مد بلا شبہہ اونچے ٹیلیفونی تارون مین برقیون کو متحرک کر رہی تھی، ایک تار کے برقیے دوسرے تار کے برقیون کو کیونکر متاثر کر سکتے تھے؟ محض درمیانی ایثر کو متہیج کر کے جو خود دوسرے تار کے برقیون کو متہیج کرتا ہے،

یہان اس امر کا بیان کر دینا مناسب ہوگا کہ تار پر بہنے والی برقی رو کی صورت مین بھی مثلاً دور کے کسی تلغرافی آلے تک یا برقی گھنٹی تک توانائی فی الحقیقت تار کے گرد ایثر مین سے ہو کر جاتی ہے، بالعموم یہ کہا جاتا ہے کہ ایثری

تموج کے لئے تلغرافی تار محض دلیل راہ ہے لیکن تار محض رہبری نہین، بلکہ کچھ اور بھی ہے، تار ہی کے اندر برقیے حرکت کرتے ہین، اور اس طرح اپنے برقی اور مقناطیسی میدانون کی حرکت سے اثیر محیط کو متہیج کردیتے ہین،

ایک دوسرے کے متوازی دو تارون کا پھر ذکر کرتے ہین، جب ہم ایک تار مین برقیون کو روان کردیتے ہین تو دوسرے تار مین ایک آنی برقیائی رو پیدا ہوتی یا ملا لہ پائی ہے، یہ تہیج صرف دوسرے ہی تار پر ہوتا ہے، اس وقت جب کہ برقیے پہلے تار پر روان کئے یا روکے جائین، ان آنی رو ون کی سمت معلوم کرنا بہت دلچسپ ہے، اور بغرض سہولت ہم ایک تمثیل پیش کرتے ہین،

اگر کوئی مسافر ریل کی گاڑی یا ٹریم سے مین کھڑا ہو، اور بحالت سکون ہو، تو جب وہ گاڑی دفعۃً آگے کی طرف حرکت کرنا شروع کرے گی تو مسافر کو پیچھے کی طرف ایک جھٹکا محسوس ہوگا یعنی اس کی سمت اس قوت کی سمت کے خلاف ہوگی، جو پہیے مین آگے کی طرف حرکت پیدا کرتی ہے، بہت کچھ اسی طریقہ پر دوسرے تار کے برقیے پیچھے کی جانب دفعۃً ایک جھٹکا محسوس کرتے ہین، اس کی سمت پہلے تار بر ضابطہ رو کی سمت کے خلاف ہوگی، پھر اگر کوئی ریل یا گاڑی خاصی تیز رفتار سے جا رہی ہو اور وہ دفعتاً رک جائے تو جو مسافر اس مین کھڑا ہوگا، وہ آگے کی طرف جھک جائے گا جس طرف کہ گاڑی جا رہی تھی، بالکل اسی طرح جب پہلے تار پر رو بند کردیجاتی ہو تو دوسرے تار مین برقیے آگے کی طرف جھٹکا پاتے ہین، مسافر کو ریل کے چل پڑنے سے اتنی چوٹ کا اندیشہ نہین جتنا کہ اس کے یکبارگی رُک جانے سے ہوتا ہے، آخر الذکر صورت مین حرکت کی تبدیلی بہت زیادہ ہوتی ہے، ممکن ہو کہ ریل چالیس میل فی گھنٹہ کی شرح سے حرکت کر رہی ہو، پھر اس کی حرکت آن کی آن مین صفر ہو جائے، لیکن صفر سے آغاز کرنے پر تبدیلی بہت تدریجی ہوتی ہے، کسی ریل کی رفتار صفر سے یکبارگی چالیس میل فی گھنٹہ کر دینا ناممکن ہے، برقیے کی بھی یہی صورت ہے، جب پہلے تار پر برقیے دفعتاً روک دیے جاتے ہین تو گرداگرد کے اثیر مین جو اثر ہوتا ہے، وہ اس سے بہت زیادہ ہوتا ہے جو اُن کو حرکت مین لاتے وقت مترتب ہوتا ہے، بنا برین دوسرے تار مین جو دوائی رَوین پیدا ہوتی ہین، اُن مین پہلے تار پر رو کے توڑ سے پیدا شدہ رو زیادہ اہم سمجھی جاتی ہے، اور واقعی یہ اتنی اہم

کہ بسا اوقات ہم پہلے تار پر جوڑ سے پیدا شدہ رو کو نظر انداز کر سکتے ہیں،

جب تک کہ پہلے تار پر برقیائی رو ہمواری کے ساتھ بہتی رہے، اس وقت تک اس کے گرداگرد دائرہ میں ایک مستقل برقاطیسی میدان قائم رہتا ہے، لیکن دوسرے تار کے برقیے اس سے متاثر نہیں ہوتے، یہ صرف برقیوں کے روان کرنے (جوڑ) یا روک دینے (توڑ) کے وقت ہی ہوتا ہے کہ دوسرے تار کے برقیے لحظہ بھر کے لیے حرکت میں آجاتے ہیں،

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتنے فاصلے تک ایک تار دوسرے تار کے برقیوں کو متحرک کرتا رہے گا، سر ولیم پریس[۱] جب کہ وہ برطانوی ڈاکخانہ میں صدر انجینیر تھے کئی میل دور دو متوازی طویل تاروں میں اس طرح پر رو پیدا یا امالہ کرنے میں کامیاب رہے تھے، لاسلکی تلغراف کا یہ سب سے پہلا طریقہ تھا، لیکن کچھ زیادہ فاصلہ پر کام نہیں دیسکتا تھا کیونکہ جب دو تاروں کے درمیان فاصلہ بڑھایا گیا تو لازم آیا کہ اُن کا طول بھی زیادہ کیا جائے، یہ دقت یوں رفع ہوجاتی کہ لچھے کی صورت میں لپیٹنے کے بعد بھی تاروں کا عمل وہی رہتا لیکن یہ محال ہے، کیونکہ لچھوں کی صورت میں اثیری تموج مرتکز ہوجاتا ہے اور پھر اسی لچھے کے دوسرے برقیوں پر عمل کرنے لگتا ہے، اس عمل کو اصطلاح میں ذاتی امالہ کہتے ہیں، پیشتر اس کے کہ ایک لچھے کے برقیے دوسرے لچھے کے برقیوں پر عمل کرسکیں، ان کو نزدیک ہونا چاہیئے، دو قریب کے لچھوں کے عمل کی توضیح امالی لچھے سے ہوتی ہے جس کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے، اور جس سے اکثر قارئین شاید لاشعاعوں کے سلسلے میں واقف ہو چکے ہوں،

ہم جو کچھ یہاں تبلانا چاہتے تھے، وہ صرف اس قدر ہے کہ دوسرے لچھے میں جو آنی رویں پیدا ہوتی ہیں، وہ ایک مقناطیسی میدان کے قائم اور غائب کردینے سے پیدا ہوتی ہیں، یا بالفاظ دیگر متحرک مقناطیسی میدان سے جس صورت پر ہم ابتک بحث کرتے رہے، اسمیں تار کےایک لچھے میں برقیاوی رو جلد جلد روان ہوتی اور رکتی ہے، ہر مرتبہ جب کہ برقیے حرکت میں آئیں گے، تو تار کے گرد ایک مقناطیسی میدان پیدا ہو جائیگا، جو برقیوں کی حرکت رک جانے پر غائب

---

[۱] Sir William Preece (۱۸۳۴ء-۱۹۱۳ء) ۱۸۵۳ء سے انگلستان کے محکمۂ برقیات میں کام کرتے رہے اور لاسلکی کے تجربوں میں مارکونی کے ساتھ تھے (مترجم)

ہو جائے گا۔ ہم یہ تصور کر سکتے ہین کہ مقناطیسی خطوط قوت یکبارگی داخل کئے گئے، اور واپس لے لئے گئے لیکن ہر متحرک مقناطیسی میدان سے یہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے۔ تار کے لچھے کے آس پاس ہم ایک سادہ فولادی مقناطیس کو پھرائین تو لچھے مین وہی آنی رو پیدا ہو جائیگی ہم مقناطیس کو حالت سکون مین رکھین، اور لچھے کو متحرک کر دین، تو بھی وہی نتیجہ حاصل ہوگا۔ میکائیل فریڈے کا یہی زبردست انکشاف تھا۔ ۱۸۳۱ء مین جب لندن کے معہد شاہی مین وہ تجربہ کر رہے تھے تو اون کو معلوم ہوا کہ جب مقناطیس کے قطبون کے درمیان کسی لچھے کو حرکت دی جائے، تو لچھے مین ایک آنی برقی رو پیدا ہو جاتی ہے۔ فیرڈے کے تصور مین لچھا مقناطیسی خطوط قوت کو قطع کرتا تھا، اور اسی کا نتیجہ تھا کہ تار کے لچھے مین ایک آنی برقی رو آلہ پا گئی، آج ہم زیادہ تفصیلی تصویر کھینچتے ہین، ہم تصویر مین نام نہاد مستقل مقناطیس مین فولادی جوہرون کے گرد برقیون کو گھومتا دیکھتے ہین، یہ متحرک برقیے اثر محیط کو متہیج کرتے ہین، اور وہ حالت پیدا کر دیتے ہین جس کو مقناطیسی میدان کہتے ہین، پھر جس وقت تار کا یہ لچھا اس متہیج اثیر مین بسرعت غوطہ زن ہوتا ہے، تو تار مین تانبے کے جوہرون کے گرد برقیون مین ایک فوری حالت آجاتی ہے، برقیے ایک جوہر سے منتقل ہو کر دوسرے جوہر تک پہنچتے ہین، اور اس طرح ان متحرک برقیون سے برقی رو پیدا ہو جاتی ہے۔

اب یہ ظاہر ہو گیا کہ تار کے لچھے کو مقناطیس کے گرد حرکت دینا یا مقناطیس کو لچھے کے آس پاس حرکت دینا دونون مساوی ہین، بالعموم سہولت اسی مین ہوئی ہے کہ مقناطیس کو مستقل رکھین اور لچھے کو متحرک۔

مقناطیسی میدان مین داخل ہوتے یا اس کو چھوڑتے وقت تار کے لچھے مین برقیے جس انداز پر چلتے ہین اس کی ذہنی تصویر کھینچنا دلچسپی کا باعث ہوگا۔ جھٹکا دینے والی گاڑی مین مسافر کی تمثیل کو پیش نظر رکھتے ہوئے، ہم دیکھتے ہین، کہ جس وقت لچھا مقناطیسی میدان مین داخل ہوتا ہے، تو لچھے کے برقیون کو ایک سمت مین دفعتہً ایک جھٹکا پہونچتا ہے، اور جب تار مقناطیسی میدان سے نکل جاتا ہے، تو اس وقت اس کے خلاف جھٹکا پہنچتا ہے، ہم دیکھ چکے ہین، کہ ایک تار مین برقیے دفعتہً رواں کئے، یا روکے جائین، تو دوسرے قریب کے تار پر کیا اثر پیدا ہوتا ہے، اس صورت مین ہم نے یہ پایا کہ برقیون کے یکبارگی رکنے سے جو اثر پیدا ہوا

وہ اس سے بہت زیادہ تھا، جو نسبتاً تدریجی طور پر رواں ہونے سے ہوا تھا، لیکن موجودہ صورت میں حالات بالکل مختلف ہیں، مقناطیسی میدان پیدا کرنے والے برقیے فولادی مقناطیس کے اندر مستقل اور منتظم حرکت میں ہیں اور وہ تانبے کے برقیے ہیں، جو مقناطیسی میدان میں دفعتہً داخل اور پھر خارج کئے جاتے ہیں، برقیے جس طرح مقناطیسی میدان میں یکایک داخل ہوتے ہیں، اسی طرح اس سے یکایک خارج بھی ہو جاتے ہیں، پس اس صورت میں برقیے ایک سمت میں جتنا جھٹکا پاتے ہیں، دوسری سمت میں بھی اتنا ہی جھٹکا پہونچتا ہے، اگر پہیا یکسانیت کے ساتھ گردش میں رکھا جائے، تاکہ تار مقناطیسی میدان میں مستقل رفتار سے داخل اور اوس سے خارج ہو، تو تار میں برقیوں کی ایک منتظم پس وپیش حرکت ہو گی، برقیوں کا اس طرح جلد جلد ادھر سے اودھر ہونا اصطلاح میں برق کی متبادل رو[1] کہلاتا ہے،

ڈائینمو ایک سادہ مشین یا کل ہے، جن میں تار کے ایک لچھے کو جس کو ناظر[2] کہتے ہیں، ایک زبردست مقناطیس کے دو قطبوں کے درمیان جلد جلد گردش دی جاتی ہے، تمام ڈائینموں کے ناظروں میں یہ ادھر اودھر کی یا متبادل رو ہوتی ہے، برقیے موج موج آگے بڑھتے ہیں، پھر پیچھے ہٹتے ہیں، اس سلسلہ کی ایک کتاب برق حاضر میں اس موضوع کے عملی رخ سے بحث کی گئی ہے، اس میں بتایا گیا ہے کہ اس پس وپیش رو کو ہم برقی صد تاروں میں لے جا سکتے ہیں، یا ہم چاہیں تو ایک منقلب[3] کے ذریعہ سے ناظر میں اس متبادل رو سے بیرونی صد تاروں[4] میں مستقیم یا مسلسل رو پیدا کر سکتے ہیں،

برقیے کو بڑے پیمانہ پر متحرک کرنے کے لئے ڈائینمو سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں، اگر ہم کو صرف چھوٹی سی

---

[1] Alternating Current

[2] اس کو انگریزی میں Armature یا Keeper کہتے ہیں (مترجم) [3] یہ اس آلہ کا نام ہے جس کے ذریعہ سے ہم برقی دور کے کسی حصہ کی رو کی سمت بدل سکتے ہیں، بدون اس کے کہ ہم تاروں کو کھول کر دوبارہ کسی دوسری ترکیب سے جوڑیں اس کو انگریزی میں Commutator کہتے ہیں (مترجم) [4] MAIN

برقی رو کی ضرورت ہو، تو اس مین زیادہ سہولت ہوگی کہ ہم کیمیادی ذرائع سے برقیون کو حرکت مین لائین، جیسا کہ معمولی مورچہ سے ممکن ہے، لیکن بڑی رودن کے لئے ہم کو ڈائنیمو کی میکانکی حرکت پر انحصار کرنا پڑتا ہے،

مورچہ مین کیمیادی توانائی برقی توانائی مین مستحیل ہوتی ہے، اور ڈائنیمو مین حیلی توانائی برقی توانائی مین مستحیل ہوتی ہے، اس مقام پر پہنچکر یہی سوال پیدا ہوگا کہ حقیقت مین توانائی کیا ہے،

نواں باب

توانائی کیا ہے؟

جلد جلد روپ بدلنے والے مثل یا ادا کار ہمارے بزرگوں کے لئے تفریح کا سامان بہم پہنچایا کرتے تھے اور اب بھی وہ کبھی کبھی تماشوں میں آجاتے ہیں، بعض اوقات تو وہ ایک ہی مجلس میں چار یا پانچ روپ بدلتے ہیں، ابھی حاضرین کے سامنے ایک شریر لڑکا ہے، جس نے اپنے دادا کو آتے ہوئے سن لیا ہے، ڈر کے مارے وہ دوڑ کے کسی میز یا الماری وغیرہ کی آڑ میں چھپ گیا، اور ادھر سے ایک بڑے میاں داخل ہوئے، فی الواقع روپ اتنا جلد بدلا جاتا تھا کہ کسی کو یقین بھی نہ آتا تھا کہ دونوں اشخاص ایک ہی بہروپیے کے جلوے ہیں، توانائی بھی بڑی بہروپیا ہے، کچھ نہیں تو آٹھ روپ بھرتی ہے، ایک روپ سے دوسرے روپ کو آن کی آن میں اختیار کرلیتی ہے،

توانائی کی رواجی تعریف یہ ہے کہ وہ کام کرنے کی قابلیت کا نام ہے، اور کام اصطلاح میں اس وقت رونما ہوتا ہے جب فضا میں قوت پر غلبہ حاصل کیا جائے، واضح رہے کہ سائنس میں توانائی اور قوت دونوں کے مفہوم جداگانہ ہیں، اگرچہ روزمرہ میں ہم دونوں کو ایک دوسری کی جگہ استعمال کرلیتے ہیں، قوت وہ سبب ہے، جو کسی جسم کی حالت سکون یا خط مستقیم میں یکساں حرکت کو بدل دیتا ہے،

یہاں تک تو یہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قوت جسموں کو حرکت میں لانے کی قابلیت یا طاقت کا نام ہے، لیکن

یہ تمام نہین ہے، اگر کوئی جسم پہلے ہی سے حرکت مین ہو تو اس کو روکنے کے لئے کچھ قوت صرف کرنے کی ضرورت ہے اگر فٹ بال کو ایک زبردست ٹھوکر ملے، تو اس کو روکنے کے لئے طاقت کی ضرورت ہوتی ہے اور کرکیٹ کھیلنے والون کو معلوم ہے کہ اگر ایک زبردست ضرب گیند کو لگے تو اس کو روکنا کس قدر مشکل ہوتا ہے،

اوپر کے بیان کو ہم حرکت کے پہلے کلیہ کی حیثیت سے تسلیم کرتے ہین، دو سو برس ہوئے سر اسحاق نیوٹن نے اس کو نہایت واضح طور پر بیان کیا تھا، اگرچہ حرکت کے تین کلیے جن کو نیوٹن نے بوضاحت بیان کیا تھا نیوٹن کے کلیات کی حیثیت سے مشہور ہین، لیکن یاد رہے کہ یہی کلیات اس بیچارے بڈھے گیلیلو نے بھی دریافت کر لئے تھے، اگرچہ عدالت تعذیب کے ہاتھون بہت کچھ صدمے اٹھا چکنے کے بعد جس وقت اس نے حرکت پر اپنے مشہور مکالمات لکھے اس وقت وہ عملاً قیدی ہی تھا، کیونکہ اس کو حکم مل چکا تھا، کہ گھر سے باہر نہ جائے، اور نہ کسی سے ملاقات کرے،

۱۸۷۶ء کا واقعہ ہے کہ "سحر ریاضی" کے مصنف نے یہ لکھا تھا کہ اگر انسان کی سانس مناسب پہیون اور چرخیون پر استعمال کی جائے تو ایک شاہ بلوط کے درخت کو اکھاڑ سکتی ہے، مگر واضح رہے کہ یہ قوت عملاً کسی مقصد کی نہین، کیونکہ چھ لاکھ برس تک مسلسل تنفس کی ضرورت ہو گی، تب جا کر کہین اتنی توانائی بہم پہنچے گی، جو درخت کو اکھاڑ پھینکے،

جب فٹ بال کا کھلاڑی ٹھوکر مارنے کو ہوتا ہے، تو وہ گیند کو زمین پر رکھتا ہے، اور اپنے پاؤن پیچھے کی طرف سے لا کر ایک ٹھوکر رسید کرتا ہے، جس سے گیند مین معتدبہ توانائی آجاتی ہے، ایک جسم کے دوسرے جسم مین اپنی توانائی منتقل کر دینے کی مثال بلیرڈ کے کھیل مین ملتی ہے، تیزی سے حرکت کرتا ایک گیند ایک ساکن گیند سے بھرپور ٹکراتا ہے، اس پر اس کی تمام توانائی بظاہر منتقل ہو کر دوسرے گیند مین چلی جاتی ہے، اور وہ خود دفعۃً ساکن ہو جاتا ہے،

اب ہم کو اس امر کے تحقق مین کوئی دشواری نہ رہی کہ توانائی ایک جسم سے دوسرے جسم مین منتقل ہو سکتی ہے،

لیکن یہ انتقال بغیر ظاہری نقصان کے غیر معین مدت تک نہین ہوتا رہتا بلیرڈ کے گیندون کی ایک لمبی قطار خطِ مستقیم مین ترتیب دادہ تصور کرو، اور ترکیب یہ رکھو کہ ہر گیند اپنے ماقبل و مابعد سے ذرا فصل پر رہے، اب یہ دیکھو کہ پہلا گیند دوسرے گیند سے بھرپور ٹکراتا ہے، دوسرے گیند مین تمام توانائی آجاتی ہے، وہ اس کو تیسرے تک پہنچاتا ہے، وعلیٰ ہذا تمام خط پر لیکن جب دور کے گیندون تک توانائی منتقل ہوتی ہے، تو جو توانائی ظہور کرتی ہے، اس کی مقدار مین ہم نمایان کمی دیکھتے ہین، اور اگر قطار کافی لمبی ہو تو تمام توانائی ختم ہو کے رہ جاتی ہے ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ توانائی فنا ہو گئی، کیونکہ جس طرح ہم کو دیگر ذرات مادہ و اثیر کے فنا و تخلیق پر قدرت نہین، اسی طرح توانائی کی فنا یا تخلیق پر ہم قادر نہین، اب ہم اس امر سے مانوس ہو گئے ہین کہ تخلیقِ عالم کے وقت مادہ کی ایک معین مقدار اس سیارہ پر موجود کر دی گئی، اور اب ہم کو اس خیال سے بھی مانوس ہو جانا چاہیئے، کہ توانائی کی بھی ایک معین مقدار اس دنیا کی مقرر کی گئی تھی، ہم مادہ کی مجموعی مقدار مین نہ کچھ زیادہ کر سکتے ہین، اور نہ کچھ کم، ہم اس کو صرف ایک قسم سے دوسری قسم مین مستحیل کر سکتے ہین، توانائی کی بھی بالکل یہی کیفیت ہے، ہم اس کی مجموعی مقدار مین کوئی کمی بیشی نہین کر سکتے، ہم صرف اس کو ایک قسم سے دوسرے قسم مین مستحیل کر سکتے ہین

جب وہ توانائی جو بلیرڈ کے پہلے گیند کو منتقل کی گئی، اسی طرح منتقل ہوتی رہی، تاآنکہ وہ بالآخر غائب ہو گئی، تو وہ گئی کہان؟ اس کا وجود تو کہین نہ کہین ہونا چاہیئے، کیونکہ وہ فناپذیر نہین، اس نے اب آواز اور حرارت کا روپ بھر لیا ہے، ہم اس امر کو اس وقت اچھی طرح سمجھ سکین گے، جب ہم کو یہ معلوم ہو کہ توانائی کیا کیا صورتین اختیار کر سکتی ہے،

توانائی کی وہ صورت جو سب سے زیادہ نمایان ہے، وہ متحرک مادہ کی توانائی ہے، توانائی جس روپ مین بھی ظاہر ہو اس کے لئے ہمین الگ نام رکھنا چاہیئے، اس صورت مین ہم اس کو توانائی حرکت کہین گے، ایک مثال لینے سے اس کا مفہوم بالکل واضح ہو جائیگا، بلیرڈ کا گیند جب حرکت کرتا ہو تو اس مین توانائی حرکت

ہوتی ہے، اس مین یہ قابلیت ہے کہ وہ بلیرڈ کے دوسرے گیندون کو متحرک کردے توانائی کی اس صورت کو زیادہ واضح نام دیا گیا ہے یعنی توانائی بالفعل، اب ہم کو توانائی کی ایک معین صورت یعنی توانائی حرکت یا توانائی بالفعل کی مثال مل گئی،

جب ہم تیر مین توانائی حرکت پیدا کرنا چاہتے ہین تو ہم کمان کو اپنی طرف کھینچتے ہین، اور پھر دفعۃً چھوڑ دیتے ہین، پھر تیر توانائی بالفعل بڑی مقدار مین لئے ہوئے تیر ہو جاتا ہے، تیر کو حرکت مین لانے کا سبب کمان ہے، اس لئے کھچی کمان مین کچھ توانائی ہے، ہم اس کو کھچاؤ یا تناؤ کی توانائی کہہ سکتے ہین، لیکن چونکہ اصلی کھچاؤ بسا اوقات نظر نہین آتا، اس لئے توانائی کی اس صورت کو ایک خاص نام دیدیا گیا ہے، اس کو "توانائی بالقوۃ" کہتے ہین، اول اول یہ خطاب کچھ زیادہ واضح نظر نہین آتا، فی الحقیقت یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ اوڑتے تیر مین بھی توانائی بالقوہ ہے کیونکہ یہین قوت یعنی طاقت ہے، لیکن لفظ کا یہ استعمال صحیح نہین توانائی بالقوہ کا نام توانائی کی اس صورت کو دیا گیا ہے، جو نہ صرف کسی کھچاؤ بگاڑ یا فساد سے تعبیر ہو، بلکہ ہر وہ جسم جو اس طرح رکھا ہو، کہ آزاد ہونے پر وہ کام کرسکے، اپنے اندر توانائی بالقوہ رکھتا ہے، جب ہم کسی گھڑی کے لنگر کو اوٹھاتے ہین، تو ہم اس مین توانائی بالقوہ پہنچاتے ہین، اگرچہ اس صورت مین فساد یا بگاڑ کو ہم اتنی آسانی سے نہین دیکھ سکتے جتنی کہ مثلاً گھڑی کی کمان کو کسنے مین اس صورت مین کمان پر جو فساد پیدا ہوتا ہے، وہ بہت نمایان ہوتا ہے، اور ہم یہ کہتے ہین کہ اس مین توانائی بالقوہ ہے، یہ ظاہر ہے کہ توانائی بالقوۃ توانائی بالفعل مین مستحیل ہو سکتی ہے، یا بالفاظ دیگر فساد کی توانائی حرکت کی توانائی مین مبتدل ہو سکتی ہے، مثلاً کھچی کمان اور تیر کو دیکھو، اوپر رکھے ہوئے وزنون کو چھوڑ دینے پر گرتا دیکھو وغیرہ وغیرہ،

میری دانست مین اس مین سہولت ہو گی، اگر ہم یہ سمجھ لین کہ توانائی کی جملہ صورتین ان ہی دونون مین سے کسی قسم مین ہونی چاہئین، توانائی یا تو بالفعل ہو گی یا بالقوہ، کام کرنے کی قابلیت صرف اسی جسم مین ہو سکتی ہے، جو پہلے سے حرکت مین ہو، یا اس جسم مین جو زیر فساد ہو، ہم تجاذبی توانائی بھی کہہ سکتے ہین، لیکن وہ ذیلی تقسیم ہے، وہ اثر مین فساد کی ایک صورت سمجھی جاتی ہے، ہم ایک پتھر کو زمین سے اوپر اوٹھاتے جاتے ہین، زمین پھر پتھر کو اپنی طرف کھینچتی ہے،

رقاص کی حرکت کو دیکھو جس وقت وہ حالت سکون میں ہو اس میں کوئی توانائی نہیں لیکن جب اسکے وزن دار جسم کو جاذبہ کی کشش کے خلاف ہم اٹھاتے ہیں تو ہم کو اس کے لئے کچھ توانائی صرف کرنا پڑتی ہے اس صورت میں ہم نے رقاص کو توانائی فساد یا توانائی بالقوۃ دی ہے، جو رقاص کے آزاد ہوتے ہی توانائی حرکت یا توانائی بالفعل میں متحیل ہو جاتی ہے۔ واضح رہے کہ جب وہ گرنا شروع ہوتا ہے، تو وہ بتدریج اپنی توانائی بالقوۃ ضائع کر دیتا ہے اور توانائی بالفعل حاصل کر لیتا ہے، وہ اپنے سکون کی وضع سے گذر جاتا ہے۔ اور دوسری جانب اٹھنے لگتا ہے، جیسے جیسے وہ اٹھتا جاتا ہے، اس کی توانائی بالفعل کم ہوتی جاتی ہے اور توانائی فساد آتی جاتی ہے یہاں تک کہ اپنے پینگ کے آخری نقطہ تک پہنچ کے اس کی توانائی بالفعل بالکل زائل ہو جاتی ہے۔ اور صرف توانائی بالقوۃ رہ جاتی ہے پھر اُن ہی استحالات کا ایک دور وہ پورا کرتا ہے، حرکت کے وہی کلیات ہر جگہ عائد ہوتے ہیں خواہ ہم مادہ کے مرئی ڈھیروں سے بحث کریں، یا غیر مرئی سالمات و جواہر سے رقاص کی یہ پس پیشی حرکت بعینہ جوہر کی بھی حرکت ہے، جوہر میں توانائی ہوتی ہے، جو برابر بالفعل سے بالقوۃ میں تبدیل ہوتی رہی ہے، جیساکہ رقاص میں ہم نے دیکھا، یہ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ کسی جسم کی تپش اس کے جوہروں کے ارتعاش کی شرح کا نتیجہ ہوتی ہے، اس بنا پر مرتعش جوہروں میں جو توانائی ہوتی ہے، اس کو ہم حرارتی توانائی کہتے ہیں، حرارتی توانائی چھوٹے پیمانہ پر محض ایک پس پیشی حرکت ہی لیکن یہ توانائی کی ایک نمایاں صورت ہے، حرارتی توانائی میں استحالہ کی کیفیت کو ملاحظہ کرنا چاہئے۔

لوہے کے ایک ٹکڑے پر ہم ایک گھن اٹھائے ہوئے ہیں، اسی حالت میں گھن میں توانائی بالقوۃ ہوتی ہے، اور جب اس کو آزاد کر دیا جائے تو وہ توانائی بالفعل ظاہر کرتا ہے، جو اس وقت غائب ہو جاتی ہی، جب کہ گھن لوہے پر پڑتا ہے لیکن دیکھنے پر معلوم ہوگا کہ لوہے کی تپش بڑھ گئی ہے، اس کے جوہروں میں توانائی زیادہ آگئی ہے اگر ہم بار بار کی ضربوں سے اس اثر کو المضاعف کردیں تو حرارتی توانائی میں بیشی عیاں ہو جاتی ہے لیکن بتدریج تپش پھر طبعی حالت پر آجاتی ہی اب یہ توانائی کہاں گئی؟ ہم یہ کہہ سکتے ہیں، کہ وہ فضا میں منتشر یا مشتعع ہو گئی ہی،

باینہمہ وجود اس کا اب بھی باقی ہے، اگرچہ حساس سے حساس آلے بھی اس کو تبلانے سے قاصر ہین،

اس سے واضح ہے کہ جب گھن لوہے پر پڑتا ہے اور اس کو گرم کرتا ہے تو صرف توانائی کی صورت مین تبدیلی ہوتی ہے، ابتدائی توانائی ضائع نہین ہوئی ہے، ایک حد تک یہ حرارت ان جسمون کو ایصال ہو سکتی ہے، جو لوہے سے مس کر رہے ہون، لیکن بالآخر ہم دیکھتے ہین کہ یہ حرارت فضا مین منتشر ہو جاتی ہے، اس سے آگے ہم اس کا پتہ لگانے سے قاصر ہین، ہم صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہین کہ ناکارآمد توانائی کے بڑے ذخیرے مین جا ملی اگر ہم تصور کرین کہ وہ توانائی ہمارے سیارے کی تپش مین اضافہ کر دیتی ہے، تو ایسا ہی خیال ہوگا جیسے کوئی کہے کہ مین نے سمندر مین ایک ڈول پانی ڈال دیا ہے، لہذا سطح سمندر کو تھوڑا سا اٹھ جانا چاہیے،

معلوم نہین ہم مین سے اپنے بچپن مین کتنے ایسے تھے جن کو اس امر سے حیرانی ہوتی تھی کہ کرۂ ہوا کے دباؤ پر پانی ۲۱۱ درجہ فارن ہیٹ (۱۰۰ درجہ مئی) سے زیادہ گرم نہین ہو سکتا! مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ مین اس معمے سے بڑا پریشان ہوتا تھا اور سوچا کرتا تھا کہ جب پانی جوش کھانے لگے، اور اس وقت بھی ہم اسے حرارت پہنچائین تو ہم اسکو گرم تر کر سکتے ہین، اس قسم کے طفلانہ معمون کا حل بہت آسان ہے، جب پانی اس حد سے آگے بڑھ جاتا ہے، جس کو "نقطۂ جوش" کہتے ہین تو وہ پانی نہین رہتا، بلکہ بھاپ بن جاتا ہے، بالفاظ دیگر پانی کے سالمات ایک دوسرے کی گرفت مین ارتعاش کی ایک خاص شرح تک رہ سکتے ہین، لیکن اس کے بعد ان کی گرفت ممکن نہین، نقطۂ جوش تک وہ مائع حالت مین رہتے ہین، اس کے بعد وہ گیسی حالت مین چلے جاتے ہین، پانی کی آزاد سطح ہی سے سالمے نکل سکتے ہین، پس سارے کے سارے پانی کو نقطۂ جوش پر رہنا چاہیے، تاکہ مزید حرارت پا کر سالمے سطح پر آزاد ہو جائین، نقطۂ جوش تک تو یہ صورت ہوتی ہے کہ مبدء حرارت مثلاً آگ سے حرارتی توانائی پانی کے سالمون مین محض منتقل ہو جاتی ہے، اس کے بعد توانائی کی ایک معین مقدار غائب ہوتی معلوم ہوتی ہے، لیکن ہم کو معلوم ہے کہ یہ توانائی سالمون کو جدا کرنے مین صرف ہوتی ہے، اس لئے اب وہ مائع حالت مین نہین رہ سکتے، بلکہ جدا ہو کر مادہ کی گیسی حالت اختیار کر لیتے ہین، ہم اچھی طرح سے جانتے ہین کہ یہ توانائی فی الحقیقت ضائع نہین ہو سکتی اسلئے ہم کہتے ہین کہ وہ مخفی حرارت مین متحیل ہو گئی ہے،

اصطلاح مخفی حرارت کے موزون ہونے مین کچھ شک ہی ہے، اس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ توانائی خوابیدہ حالت مین ہے، حالانکہ ایسی کسی حالت کا ہم تصور نہین کر سکتے۔ یقیناً اب بھی توانائی کسی نہ کسی طور پر حرکت ہی کی صورت مین موجود ہوگی، توانائی بالقوۃ کے متعلق بھی اسی قسم کے شبہات وارد ہوتے ہین، ان صورتون مین توانائی خوابیدہ نہین ہوسکتی، اس لئے حرکت ہونا چاہیئے اگرچہ ہمارے علم مین نہ ہو، اگر انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا مین عنوان حیل (میکانکس) پر پروفیسر ٹیٹ آنجہانی کا مضمون دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ اس خیال کے زیر اثر تھے کہ جس حالت کو ہم نے توانائی بالقوۃ کہا ہے اسمین کسی پراسرار طریقہ پر حرکت منتقل ہوگئی ہے،

یہ خیال بھی پیش کیا گیا ہے کہ عضلاتی توانائی عضلات کی ارتعاشی حرکت کا نتیجہ ہے، کوئی سو برس ہوئے ڈاکٹر وولاسٹن[1] نے یہ تبلایا تھا کہ جب تناؤ کی حالت ہو تو عضلات ارتعاش کرتے ہین، ایک عضلاتی یعنی مضبوط شخص کوئی بھاری وزن اٹھائے تو اس کے عضلہ پر کان رکھنے سے ارتعاشات محسوس کئے جا سکتے ہین، ایک خاص قسم کی آواز سنائی دیتی ہے، مرتعش عضلہ گویا ایک ترمیم شدہ سر پیدا کرنے کا دوشاخہ بن جاتا ہے،

اس قسم کے مشاہدات سے عضویاتی احتمالات بہت دلچسپ ہین لیکن اپنے موجودہ اغراض کیلئے ہمین جو کچھ دیکھنا ہے وہ یہ ہے کہ عضلہ منقبضہ مین فی الحقیقت حرکت کی کیفیت ہوتی ہے،

ہم عدم حرکت کہان پاتے ہین؟ جوہر کی ساخت کے سلسلے مین ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ خود جوہر کا وجود ہی اس کے اندر کے برقیون کی مسلسل اور سریع حرکت پر منحصر ہے، تیسرے باب کے آخر مین اور پھر چوتھے باب کے شروع مین عمارت کی جو تمثیل دی گئی ہے، اس پر پھر غور کرو، عمارت کے سارے رقبہ مین ہم کو دور دور بکھرے ہوئے یا نقطے یا "اوقاف" نظر آئے ہین، جو برابر حرکت مین رہنے کی وجہ سے ساری عمارت مین پھیلے ہوئے ہین، حرکت کو ساقط کر دو، اور پھر نقطون کا تصور کرو، تو وہ سب کے سب کف دست مین آجائین گے، جوہر کا کتنا حصہ فی الحقیقت حرکت ہے،؟ پھر اگر بقول شخصے بر قیہ محض ایتھر یا مین ڈلی جت کے نظریہ کے مطابق ذرات

---

[1] (William Hyde Wollaston) ولیم ہائڈ وولاسٹن، (۱۷۶۶ء-۱۸۲۸ء) مشہور انگریز کیمیا دان اور طبیعی شمسی طیف مین تاریک خطوط اور ماورائے بنفشی روشنی کا پتہ لگایا، برق اور مناظر پر بہت کچھ تحقیقات کین، (مترجم)

ایتھر بحالت حرکت ہو تو اسامی برقیون مین حرکت کا کتنا حصہ ہے؟ نفس توانائی کا انسان کے لئے غیر مخلوق اور غیر فانی ہونا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ایک حقیقی شے ہی،

توانائی کی ہم ایک یا دو نمایان شکلون سے بحث کرین گے، ہم کیمیاوی توانائی کو نظر انداز نہین کر سکتے، وہ یقیناً ہماری دلچسپی کا باعث ہوگی، کیونکہ ہم کو اس کے شواہد کثرت سے ملتے رہتے ہین، ہم جانتے ہین کہ بہت سی اشیاء نہایت خاموشی سے اور بغیر نمایش کے ایک دوسرے سے ملتی ہین جب نور کی توانائی لوح عکاسی کے کیمیاویات پر پڑتی ہی، اور بغیر دیکھے کیمیاوی جوہرون کی ترتیب بدل دیتی ہے تو ہم کو ایسی ہی صورت سے واسطہ پڑتا ہے، لیکن برخلاف اس کے ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ آج کل کے پٹرولی موٹرون کے بیلنون یا اسطوانون مین نہایت زبردست کیمیاوی امتزاجات عمل مین آتے ہین، ہم جانتے ہین کہ تمام دھماکے کیمیاوی جوہرون کے سالمون کے ایک مجموعہ سے دفعتاً ایسی گیسی شکلون مین بدل جانے کا نتیجہ ہین، جو زیادہ فضا گھیرتی ہین پس ہم کو اس امر کے تحقیق مین ذرا بھی دقت نہین کہ کیمیاوی توانائی بھی کوئی چیز ہے، ہم کو کیمیاوی توانائی کو یہ تصور کرنا چاہیے کہ وہ جوہرون کو ایک سالمے سے دوسرے سالمے تک جبراً لیجاتی ہے، اگر ایسا ہے تو برقی توانائی کو ہم کیا سمجھین، یاد رہے کہ برقی رو جوہر بہ جوہر برقیون کے منتقل ہونے کا نام ہے پس ہم کہہ سکتے ہین کہ برقی توانائی برقیون کو جوہر کے تحت حلقہ سے باہر نکالتی ہی،

لگے ہاتھون یہ بھی دیکھ لینا چاہیے کہ معمولی مورچہ مین برقی اور کیمیاوی توانائیون مین کتنا قریب کا تعلق ہے، پانچوین باب مین برقی مورچون پر جو ہم نے بحث کی ہے اس مین یاد ہو گا کہ ہم نے بتلایا تھا کہ جوہر جستی تیر سے نکل کر مائع مین جاتے ہین، اور وہان نئے کیمیاوی امتزاجات عمل مین لاتے ہین، علاوہ ازین یہ نکل بھاگنے والے جوہر اپنے نقل پذیر برقیے پیچھے چھوڑ دیتے ہین، جسکی وجہ سے جستی تیر پر برقیون کا اجتماع ہو جاتا ہے، ہم نے یہ بھی دیکھا کہ جمع ہونے والے برقیے اس تار پر جو جستی تیر یا جزر کو کاربن یا مورچے کے دوسرے جزر سے ملاتا ہی، جوہر بہ جوہر منتقل ہوتے ہین، یہ برقی توانائی اسوقت تک رہتی ہے جب تک مورچہ مین کیمیاوی تغیرات ہوتے رہتے ہین، اس لیے ہم کہتے ہین کہ مورچہ مین کیمیاوی توانائی برقی توانائی مین متحیل ہو جاتی ہے، یا بالفاظ دیگر مورچہ مین جوہرون کی حرکت تار پر برقیون کی حرکت پیدا کرتی ہے، برقی قلمی کے عوض مین بالکل اس کا

عکس ہوتا ہے، ہم برقیون کو تاری دور یہ مائع مین ایک برے تک چلاتے ہین، وہان کیمیاوی عمل رونما ہوتا ہے، چاندی یا مائع مین دیگر دھاتون کے جوہر اس شے کی سطح پر آ جمتے ہین، جو باہر جانے کا برقیرہ ہوتا ہے،

ڈائنمو مین حیلی توانائی برقی توانائی مین منتقل ہو جاتی ہے، جو خود برقی بھٹی مین حرارتی توانائی مین متحیل ہو سکتی ہے، یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ برقی توانائی کچھ دور لے جائی جائے اور وہان برقی موٹر کے ذریعہ سے حیلی حرکت مین پھر تبدیل ہو جائے، آبشار کی توانائی بالفعل قدیم زمانے کی پن چکی کے ذریعے سے حیلی توانائی مین مستحیل کیجا سکتی ہے، اور ہم یکے بعد دیگرے ایک سلسلۂ استحالات کا ذکر کر سکتے ہین لیکن اس قسم کے استحالات اس قدر نمایان ہین کہ ہمین ان سے زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہین،

ہم کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ توانائی کے اس قسم کے استحالون مین ابتدائی توانائی کا کچھ نہ کچھ حصہ ضائع ہو جاتا ہے، ضائع اس معنی مین کہ ہم اس سے پھر کوئی کام نہین لے سکتے، ورنہ توانائی معدوم نہین ہوتی اس لئے ہم اس کو بقایا استمرار توانائی کہتے ہین، یہ ہمارے نزدیک فطرت کے کلیون مین سے ایک کلیہ ہے، باینہمہ ہم کو یہ فراموش نہ کرنا چاہئے کہ یہ کلیات انسان کے بنائے ہوئے ہین، وہ محض ایسے نظریے ہین جو ہمارے نزدیک کامل نظر آتے ہین، اسی بنا پر ہم نے ان کو محض نظریات سے ذرا بلند درجے دے رکھا ہے، بہت ممکن ہے کہ ایک دن ایسا آئے کہ ہم کو اپنے کلیات فطرت مین ترمیم کی ضرورت پڑے،

موجودہ باب مین ہم نے مادہ مین توانائی کے استحالہ و انتقال پر بحث کی ہے، نہ صرف مرئی مادہ کے سلسلے مین، بلکہ مادہ کے اندر جواہر و برقیات کے لحاظ سے بھی، لیکن توانائی اُن ہی شکلون تک محدود نہین ہے جن سے ہم نے بحث کی، وہ ایثر فضا مین مادہ سے بالکل خارج ہو کر دوسری شکلین بھی اختیار کرتی ہے، وہ ہمہ گیر واسطہ توانائی کو اربون میل تک منتقل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، جیسا کہ ذیل کے باب سے ظاہر ہوگا،

آج ہمارا مبلغ علم یہ ہے کہ کائنات کو مادہ ایثر توانائی مین تحلیل کرتے ہین لیکن ہم کو یہ صحیح طور پر نہین معلوم کہ تینون وجود ہین کیا، ہم مادہ کی توجیہ کرتے کرتے یہان تک پہنچ سکتے ہین کہ صرف برق رہ جائے، جیسا کہ گذشتہ بابون مین ذکر ہو چکا ہے، لیکن یہ سوال پھر باقی رہتا ہے، کہ برق کیا ہے،؟

اس باب کو ختم کرنے سے پہلے توانائی کی خاص خاص شکلون کی ایک جدول شاید دلچسپ ہو، ذیل کی فہرست مین

جو شکلین بیان کی گئی ہین، اُن کے علاوہ بعض تجاذبی توانائی، اتصالی توانائی، جبلی توانائی، عضلاتی توانائی وغیرہ وغیرہ کو شامل کرنا چاہین گے، لیکن ہمارے نزدیک ذیل کی فہرست مین جو شکلین درج ہین، اُن مین سے کسی نہ کسی کے تحت ہر ایک کو لا سکتے ہین:

توانائی کی خاص صورتین

توانائی بالفعل،	مثلاً	اڑتی گولی،
توانائی بالقوہ،	"	اُٹھا ہوا گھنٹے کا لنگر،
توانائی فساد،	"	کسی ہوئی گھڑی کی کمانی،
توانائی کیمیاوی،	"	بارود،
توانائی نور،	"	ضیا نگاری، یا عکاسی،
توانائی حرارت،	"	سورج،
توانائی برق،	"	برقی رو،
توانائی مقناطیسی،	"	ایک مقناطیس جو لوہے کے ٹکڑے کو اُٹھائے ہوئے ہو،

دسوان باب

"امواجِ ایثر"

چونکہ امواجِ ایثر کو نہ کسی نے دیکھا ہے، نہ کوئی دیکھے گا، کیونکہ وہ واسطہ خود غیر مرئی ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ ہم کو اپنے تخیل سے کام لینا چاہیے، سطحِ سمندر پر موجون سے ہم سب واقف ہین، لیکن ذیل کے سبب کی وجہ سے وہ موجی حرکت کی اچھی مثال نہین پیش کرتین، ہم کبھی یہ بھی کہتے ہین، کہ فلان چیز موجون نے ساحل پر پھینک دی گویا کہ موجین کچھ فاصلے سے کسی چیز کو لائین، درحقیقت وہ ہوا ہے، جو ان کو چلاتی رہی ہے، اس بنا پر موجی حرکت کی بہتر مثال ایک ٹھہرے چشمے مین ملے گی، جہان ہم پانی کی سطح پر ترنگین پیدا کر سکتے ہین،

چشمہ کے وسط مین لکڑی کا ایک ٹکڑا ڈال دین تو چھوٹی چھوٹی موجین پیدا ہو کر دائرون کی شکل مین پھیلنے لگین گی، ایک دائرہ دوسرے دائرے سے معین وقفون کے بعد چلے گا، اگر چشمہ چھوٹا ہو تو پہلی موج کنارے تک پہنچنے مین کچھ زیادہ عرصہ نہین لیتی، دوسری موجین باقاعدہ ترتیب سے آتی ہین، لیکن لکڑی کا ٹکڑا اب بھی وہین وسط مین ہے، اگر ہم چشمہ کی سطح پر مختلف جگہ کاگ ڈال دین تو موجین کسی کاگ کو کنارے سے کچھ بھی قریب نہ کرینگی کاگ محض اوپر نیچے اچھلین گے، اصطلاح مین ہم کو یہ کہنا چاہیئے کہ کاگ سمت عرضی مین مرتعش ہون گے، اصطلاح عرضی سے ہم نے یہ مطلب لیا ہے، کہ حرکت کے راستہ پر وہ علی القوائم ہون گے، ایثر مین ہمکو ایسی ہی موجون سے سابقہ پڑتا ہے، اس لئے ہم ان کو عرضی ارتعاش کہتے ہین،

چشمہ مین تزنگون کو دیکھنے پر یہ واضح ہوگا کہ موجی حرکت چشمہ کے واسطے سے کنارے تک جاری ہے، اور کاگون کے ارتعاشات، اور اس بنا پر پانی کے ذرون کے ارتعاشات بھی اوپر نیچے ہین یعنی موجی حرکت کے سمت کے علی القوائم، یہانتک تو بہت صاف ہے، لیکن اگر مبتدی چشمہ کی تمثیل پیش نظر نہ رکھے گا تو بہت ممکن ہے کہ وہ خیال کرے کہ اس دعوی مین کہ "نور اثیر مین عرضی ارتعاشات کا نام ہے" اُسے کوئی پراسرار بات نظر آئے، بات یہ ہے کہ کسی اور حرکت کے مقابلہ مین یہی حرکت زیادہ آسانی سے ذہن مین آتی ہے،

ہم نے دیکھا کہ ذرات مین پس پیش حرکت ہوتی ہے، جیسے کسی مجمع مین لوگ ادھر ادھر جھومتے ہین، یا اس سے بہتر مثال یہ ہوگی کہ جیسے لمبی مرغولہ دار کمانی کی حرکات ہوتی ہین اس صورت مین تکثیف و تلطیف کی حالتین پیدا ہوتی ہین، اور لمبی مرغولہ دار کمانی مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک موجین گذرتی نظر بھی آسکتی ہین، چونکہ پس پیش حرکت اُسی سمت مین ہوتی ہے، جس مین کہ حرکت، اس لئے ہم اُن ارتعاشات کو طولی کہتے ہین، ہوا مین اور دیگر اشیا مین آواز کی موجین اسی نوعیت کی ہوتی ہین، بہرحال چونکہ اثیر مین تمام موجین عرضی ارتعاشات ہوتی ہین، اسلئے ہم کو فی الحال اسی سے بحث ہے، اور اسی وجہ سے ہم چشمہ والی تمثیل پیش نظر رکھنے کی کوشش کرین گے،

کسی گذشتہ باب مین مختلف اثیری موجون کا ذکر کیا جا چکا ہے، یہ نوری موجین اشعاعی حرارتی موجین اور برقی موجین تھین، سہولت کی غرض سے ہم نے اُن کو موجون کی مختلف اقسام کہا، جس سے مطلب یہ تھا کہ اُن مین مختلف خواص ہین، لیکن اب ہم دیکھین گے کہ اُن کی نوعیت ایک ہی ہے یعنی وہ سب کی سب عرضی ارتعاشات ہین، جیسے کہ ہم نے پانی کے چشمہ مین دیکھے،

چونکہ تمام اثیری موجین ایک ہی قسم کی ہوتی ہین، اور چونکہ وہ سب ایک ہی رفتار سے چلتی ہین، اس لئے ظاہر ہے کہ اُن کا اختلاف صرف اس شرح مین ہوگا جس سے وہ ایک دوسرے کے پیچھے روانہ ہوتی ہین، بہ الفاظ دیگر نوری موجون اور اشعاعی حرارتی موجون مین جو فرق ہے وہ صرف متواتر موجون کے فصل مین ہے، فرض کرو کہ کسی قسم کا کوئی غواص ہے، جس مین ایک دستہ لگا ہوا ہے، تاکہ ہم اپنے ساکن پانی کے خیالی چشمے کے وسط مین ادھر

باآسانی نیچے اوپر حرکت دے سکین، اگر ہم غواص کو بہت آہستہ آہستہ اوپر نیچے حرکت دین تو موجین ایک دوسرے کے پیچھے معقول فصل سے چلین گی، لیکن اگر غواص کی حرکات بہت تیز ہون تو موجین ایک دوسرے سے لگی ہوئی بھی چلین گی، جب غواص تیزی سے حرکت کریگا، تو کنارے پر ایک دقیقہ مین بہت سی موجین پہنچ جائین گی، موجون کے مختلف سلسلون کا مقابلہ کرنے کیلئے، ہم ایک موج کے فراز یا اوج سے دوسری موج کے اوج تک کا فاصلہ ناپ سکتے ہین، اگر ہم ایک موج کے نشیب یا حضیض سے دوسری موج کے حضیض تک کا فاصلہ پیمایش کرین، تو بھی کوئی فرق نہ ہوگا، اور اس پر ہی کیا اگر ہم دو موجون کے دو متناظر نقطون کا فاصلہ لین تو بھی وہی حاصل ہوگا، اس فاصلہ کو موجی طول کہتے ہین، واضح رہے کہ اس کو موج کی پشت یا پیش کے فاصلے سے کوئی تعلق نہین ہے، طولی موج سے ہم صرف دو متواتر موجون کا فاصلہ مراد لیتے ہین، ممکن ہے کہ بعض قارئین اس کو موج کی چوڑائی یا اس کا پاٹ کہنا زیادہ پسند کرین،

جب ہم نے غواص کو جلد جلد مرتعش کیا تو ہم نے چھوٹے طول کی یعنی قصیر موجین پیدا کین، ہم دیکھتے ہین کہ ارتعاش کی شرح یا تعدد[1] مین اور پیدا شدہ موجون کے طول مین کوئی معین علاقہ ہے، جس قدر جلد جلد ہم غواص کو مرتعش کرین گے، اُسی قدر حاصل شدہ موجین قصیر تر ہون گی، چونکہ تمام اثیری موجین ایک ہی رفتار سے طے مسافت کرتی ہین، اس لئے تعدد اور حاصل موجی طول مین علاقہ بہت سادہ ہے، وقت کے ایک ثانیہ مین ہر اثیری موج ۱۸۶،۰۰۰ میل کی مسافت طے کرلیتی ہے، اس لئے اگر مرتعشہ یا ارتعاش کنندہ ایک ثانیہ مین ۱۰۰۰ موجین پیدا کرے تو پہلی موج ۱۸۶،۰۰۰ میل کا فاصلہ طے کرے گی، بیشتر اس کے کہ آخری موج روانہ ہونے کے لئے تیار ہو، دوسرے الفاظ مین ۱۸۶،۰۰۰ میل کی مسافت مین ۱۰۰۰ موجین برابر برابر پھیل جائین گی، ہم کو اس صورت مین طول موج کا حساب لگانے کے لئے پنسل کاغذ کی ضرورت نہین، کیونکہ اگر ۱۰۰۰ موجین ۱۸۶،۰۰۰ میل کی جگہ لیتی ہین، تو ایک موج ۱۸۶ میل طول کی ہوگی، پس ہم یون کہین گے کہ اس صورت مین طول موج ۱۸۶ میل ہے،

[1] یعنی کسی ایک ثانیہ مین کسی مقام سے گذرنے والی موجون کی تعداد اصطلاحاً ارتعاش کی شرح یا تعدد کہلاتی ہے، (مترجم)

لاسلکی تلغرافی میں بعض ایثری موجیں جو استعمال ہوتی ہیں وہ میلوں میں پیمایش کی جاتی ہیں، برخلاف اس کے ایک انچ کے دو لاکھ پچاس ہزارویں حصے کی سی قصیر موجیں بھی پیمایش کی گئی ہیں، اس میں شک نہیں کہ ایسے ابعاد کے قصر کا تحقق ناممکن ہے، لیکن ایثر میں جو مختلف موجی طول پائے جاتے ہیں، اُن کی زبردست وسعت کا اندازہ ضرور لگا سکتے ہیں،

ہم نے دیکھ لیا کہ کسی ایک ایثری موج کو دوسری موج سے جو اختلاف ہے، وہ اس کے طول کا ہے، یعنی موجوں کے درمیانی فصل کا، اس لئے بلا شبہہ تعدد یا تعداد ارتعاش فی ثانیہ میں بھی متناظر فرق ہونا چاہیے، یہ کس قدر تعجب انگیز امر ہے کہ یہی ایثری موجیں محض اختلاف طول کی وجہ سے اس قدر مختلف خواص رکھتی ہیں،

طویل ترین ایثری موجوں سے شروع کریں، تو ہم کو معلوم ہوگا کہ لاسلکی تلغراف کے تنا سندوں کو یہ متاثر کرتی ہیں، ہم نے دیکھا کہ یہ برقی موجیں میلوں کے فصل پر ہو سکتی ہیں، لیکن دوسری برقی موجیں اسی قسم کی ایسی بھی ہیں کہ ایک انچ میں چھ موجیں شمار کی جا سکتی ہیں، لیکن جب دوسری متعدد ایثری موجوں سے مقابلہ کیا جائے تو یہ بھی بہت طویل ہے، جب ایثری موجیں طول میں چند ہزارنی انچ ہوتی ہیں تو وہ حرارتی اثرات پیدا کرتی ہیں، اور اُن کو ہم اشعاعی حرارت کی موجیں کہتے ہیں، جب تک موجیں طول میں ایک انچ کے تیس ہزارویں حصہ سے زیادہ رہتی ہیں، ان کو ہم تاریک حرارتی موجیں کہتے ہیں، کیونکہ وہ ہماری بینائی کو متاثر نہیں کرتیں، لیکن جس وقت کہ وہ اس حد سے گذر جاتی ہیں، تو ہماری آنکھوں پر اثر کرنے لگتی ہیں جب انچ کے چونتیس ہزارویں کے قریب اُن کا طول ہوتا ہے، تو وہ سُرخ روشنی کا احساس پیدا کرتی ہیں، اگر موجیں اس سے بھی قصیر تر ہوں، یعنی نزدیک تر ہوں، تو نارنجی رنگ کا احساس پیدا کرتی ہیں، طول موج میں اور بھی کمی ہو، تو زرد، پھر سبز، پھر آسمانی، پھر نیلے کا احساس پیدا کرتی ہیں، اور جب وہ اتنی قصیر ہو جاتی ہیں کہ ایک انچ میں ساٹھ ہزار سما جائیں تو بنفشئی[۱] کا احساس پیدا کرتی ہیں، اس کے بعد وہ ہماری آنکھوں پر قطعاً کوئی اثر نہیں پیدا کرتیں، اسی لئے ایسی موجوں کو ہم "ورا بنفشئی نور" کہتے ہیں،

[۱] مزید تفصیلات کے لئے دیکھو ضمیمہ نمبر ۳

جس سے مطلب یہ ہے کہ یہ موجین بنفشی شعاعون کے بعد آتی ہین،

اگرچہ ورائے بنفشی نور کی یہی موجین ہمارے حاسۂ بصارت کو متاثر کرنے سے قاصر ہین، تاہم لوح عکاسی کے کیمیادیات پر وہ زبردست اثر کرتی ہین، اسی کیمیاوی خاصہ کی وجہ سے یہ موجین اکثر فعال یا کیمیادی شعاعین کہلاتی ہین،

یہ اثیری موجین سب کی سب توانائی کو منتقل کرتی ہین، تھوڑی دیر کے لئے پھر تالاب والی تمثیل پر غور کرین تو ظاہر ہوگا کہ اگر تیرتے غواص کو بالا زیری حرکت دینے مین ہم کچھ توانائی صرف کرتے ہین، تو حاصل موجی حرکت کی وجہ سے تالاب کی سطح پر توانائی منتقل ہو گی، کوئی کاگ یا دیگر تیرتی چیزین ہون گی، تو وہ غواص کی بالازیری حرکت کی نقل کرین گی ہم یون کہین گے کہ پانی مین غواص کی توانائی موجی حرکت مین متحیل ہوئی اس طرح پانی کے ذریعہ سے کچھ فاصلہ تک توانائی منتقل ہوئی، وہان پھر وہ متحرک کاگون کی توانائی بالفعل یا توانائی حرکت مین متحیل ہوگئی، اسی طرح ہم کہتے ہین کہ لاسلکی تلغرافی مین فرسیندہ بحر اثیر پر عمل کرتا ہے، آلۂ فرسیندہ اپنے اندر کے متحرک برقیون کی توانائی کو اثیر محیط کی موجی حرکت مین متحیل کر دیتا ہے، یہ موجی توانائی اثیر کے کاندھون پر اوقیانوس کو بھی پار کر سکتی ہے اور کس قدر عجیب بات ہے کہ اس پار کنارے پر ایک ننھا سا شناسندہ ہوتا ہے، اس مین بھی اتنی توانائی پہنچ جاتی ہے، کہ اس کے اندر کچھ تبدیلی پیدا ہو سکے، اس طرح اشارے بھیجے جاتے ہین،

اثیر مین سے ہو کر سورج سے ہمارے سیارے تک حرارتی توانائی کا انتقال سب پر عیان ہے، یہ امر دلچسپ ہے، کہ ہم اس حرارتی توانائی کو براہ راست چلی حرکت مین متحیل کر سکتے ہین، اس کی مثال وہ زبردست شمسی شجرہ[۱] ہے، جو مصر مین اس صدی کے آغاز مین نصب کیا گیا،

معمولی روشنی کی اثیری موجون کا توانائی منتقل کرنا بہت عیان ہے، کیونکہ اون سے ہمارے حاسۂ بصارت کے کے اعضا پر اثر پڑتا ہے، اور لوح عکاسی پر کیمیادیات بھی متاثر ہوتے ہین، لیکن یہ امر کہ معمولی روشنی کی اثیری موجین

[۱] شمسی شجرہ سے مراد وہ مشین یا کل ہے جسکی بدولت سورج کی روشنی سے طاقت حاصل کرتے ہین، (مترجم)

اسی طرح جیلی دباؤ ڈالتی ہین جس طرح کہ ہوا اتنا عیان نہین ہے، فی الحقیقت حال ہی مین اس کا تجرباتی ثبوت حاصل ہو سکا ہے، کیونکہ یہ دباؤ بہت قلیل ہوتا ہے اتنا قلیل کہ ہلکی سے ہلکی نسیم کے دباؤ سے بھی بہت کم حتی کہ ہوا مین خفیف سی حرکت ہونے پر جو دباؤ ہوتا ہے اس سے بھی کم،

کوئی چالیس برس ہوئے کہ کلارک میکس ول جس کا شمار اُن بڑے ریاضی دانون مین تھا، جو ریاضی مین خواب دیکھ سکتے تھے، اس نے یہ بیان کیا تھا کہ ایسی قوت یا جیلی دباؤ کا نور مین وجود ہونا چاہیئے، چنانچہ اوس نے حساب لگا کر معلوم کیا کہ فی الحقیقت دباؤ کتنا ہوگا، یہ کس قدر دلچسپ امر ہے کہ جب اس قوت کی تجرباتی تصدیق کے لئے ایک ذریعہ ہاتھ آیا، تو اصلی دباؤ کی قدر اُس رُتبے کی تھی، جو کلارک میکس ول نے اس کے انکشاف سے اتنے برس پہلے حساب لگا کر تبلا دی تھی،

ثبوت بہت سادہ تھا، پلاٹینم کی چھوٹی چھوٹی قرصین شیشے کے ایک گلوب مین آویزان کی گئین اور گلوب مین سے ہوا نکال لی گئی، اس زمانے مین اعلیٰ خلا پیدا کرنے کا ذریعہ مشہور سیمابی ہوا پمپ تھا، مخلی گلوب مین سیمابی بخار کی ایک قلیل مقدار رہ جاتی ہے، اس بخار کو دور کرنے کے لئے گلوب کو شدید برودت مین رکھا، یہان تک کہ سیمابی بخار منجمد ہو گیا، اس طرح خلا اتنا کامل کر دیا گیا، جتنا کہ ممکن تھا، یہ بہت ہی اہم تھا، کیونکہ جب تک خلا اعلیٰ نہ ہو، تجربہ بے معنی ہوگا، کہ اشعاعی حرارتی موجین، باقیماندہ ہوا پر عمل کرین گی، اور قرص کو متحرک کردین گی، بالکل اسی طرح جسطرح کہ اکثر عینک فروشون کی دکانون کی کھڑکیون مین چھوٹے چھوٹے اشعاع پیماؤن کے ننھے ننھے پنکھے ہلتے نظر آتے ہین اس صورت مین وہ حرارتی موجین ہوتی ہین، جو گیسی سالمون کی مسلسل گولہ باری سے چھوٹی سی پون چکی یا ہوا سے چلنے والی چکی کو گردش مین رکھتی ہین اشعاع پیما کی چھوٹی سی پون چکی اگر اس اعلیٰ خلا مین رکھدی جائے جو نور کے جیلی دباؤ کی توضیح کیلئے استعمال کیا گیا ہے، تو وہ گردش نہ کریگی،

سالمی گولہ باری کے امکان کو دور کرکے چھوٹی چھوٹی آویزان قرصون پر روشنی ڈالی گئی، اور اس مین کوئی شبہہ نہ تھا کہ اون پر پڑنے والی اثیری موجین اون کو متحرک کر رہی تھین، اگرچہ اس دباؤ کا مشاہدہ کیا گیا، اور اون غیر معمولی

حالات میں اس کی پیمایش بھی کر لی گئی ہے تاہم یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ دباؤ اس قدر قلیل ہے کہ روزمرہ کی زندگی میں ہم کو اس کا علم تک نہیں ہوتا، ہمارے اس زبردست محیط ہوا میں جو جسم بھی رکھا ہو گا، اس پر اس دباؤ کا اثر ناقابل احساس ہو گا،

اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہوا کی سمت معلوم کرو تو باوجود اس کے کہ نہایت ہی ہلکی بلکہ ناقابلِ احساس ہوا چلتی ہو، تم ہوا میں کوئی ہلکی سی چیز اڑاتے ہو، کیوں اسلئے کہ ہوا کو عمل کرنے کیلئے بڑی سطح مل جائیگی، اور جاذبہ کی کشش اس پر بہت قلیل ہو گی، یہ تصور مشکل نہیں ہے کہ نسیم ایسی ہلکی ہو کہ آٹے کی ایک تھیلی پر اس کا کچھ بھی اثر نہ محسوس ہو لیکن یہی آٹا جب اوپر سے نیچے گرایا جائے، تو مختلف ذرات پر اس نسیم کا اثر نمایاں ہو جاتا ہے، تھوڑی دیر کے لئے خیال کرو کہ ایک دخانیہ سمندر میں جا رہا ہے، ہوا کا دباؤ دھویں کو دخانیہ کے پیچھے دم کی طرح لگائے رکھتا ہے، جب دخانیہ گھوم کر دوسری سمت اختیار کرتا ہے تو یہی دھویں کی دم اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ دخانیہ سے آگے ہوتی ہے، (دیکھو مرقع مقابل صـ۱۶۱)

دمدار ستاروں میں آسمان پر بعینہ یہی کیفیت نظر آتی ہے فضا اثیری کی گہرائیوں میں سے دمدار ستاروں کو عجیب عجیب سفر کرتے دیکھتے ہیں، سورج کے گرد ایک چکر لگا کے وہ پھر فضا میں اپنے سفر پر چلے جاتے ہیں، شاید کبھی نہ واپس ہونے کیلئے، جیسا کہ مرقع میں ہے، ان دمدار ستاروں کی دمیں بہت طویل ہوتی ہیں جب یہ سورج کے قریب پہنچتے ہیں، تو ان کی دمیں بالکل قاعدے کے مطابق ہوتی ہیں یعنی ان کے جسموں کے پیچھے پیچھے آتی ہیں. لیکن جب دمدار ستارہ سورج کا چکر کاٹ کے اس سے دور جانے لگتا ہے، تو عجیب منظر دیکھنے میں آتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے دم کو بالکل دخانیہ کے دھوئیں کی طرح پھونک کے ستارے کے آگے کر دیا، یہ امر کہ سورج سے دور ہوتے وقت دمدار ستارے کی دم اس سے آگے ہو جاتی ہے، اسرار فلکیات میں سے ہے بلا شبہہ سورج کی تجاذبی قوت دمدار ستارے کے دم کے ذرات کو کشش کرتی ہو گی، لیکن ظاہر ہے کہ اس کو سورج سے دور کرنے والی جو قوت ہو گی، وہ قوی تر ہو گی، جاذبہ ذرات کو سورج کی طرف کھینچتا ہے، لیکن نور ان کو

اس سے دور کرتا ہے، اور یہ عیان ہے، کہ اس صورت مین نور کا دفع جاذبہ کی کشش سے بڑھ گیا، اس کی کیا توجیہ ہو سکتی ہے؟

اولاً تو ہم یہ جانتے ہین کہ دُمدار ستارے کی دم مین جو مادی ذرّات ہوتے ہین وہ نہایت قلیل ہوتے ہین، نہایت صحت کے ساتھ اُن کی جسامت کا حساب لگایا جا سکتا ہے، ان ذرات پر سورج کی تجاذبی کشش نسبتاً ہلکی ہوتی ہے، لیکن اپنے وزن کے مقابلے مین ان ذرات کی سطح بہت ممتد ہوتی ہے، اس لئے نور کا دباؤ نسبتاً زیادہ ہوتا ہے، اس بنا پر ہم دیکھتے ہین کہ نور اُن ذرات کو سورج سے ایسی قوت سے دور کرتا ہے، جو اس کشش سے زیادہ ہوتا ہے، جس سے جاذبہ ان کو سورج کی طرف لیجاتا ہے، اس لئے ہم دیکھتے ہین کہ دمدار ستارے کی دُم ہمیشہ سُورج سے دور رہتی ہے،

چند سال کا عرصہ ہوا ایک دوست نے مجھکو ایک مضمون دیا، جس کو ایک مشہور ہیئت دان نے شائع کیا تھا، اس کا موضوع دمدار ستارے تھا اور دمدار ستارون کی دم کے اس عمل کی توجیہ محض اس قول سے کی گئی تھی کہ "یہ تابع ایسے کلیے کے ہین، جس کی رو سے اس کو ہمیشہ سورج سے دور رہنا چاہیے"، اس واقعہ کے ذکر کرنے سے میرا مدعا جیسا کہ پہلے باب مین بیان ہو چکا ہے، اس امر پر زور دینا ہے، کہ تمام کلیات، فطرت انسان کے ساختہ پرداختہ ہین، اس لئے یہ کہدینا کوئی توجیہ نہین کہ فلان امر ان کلیون مین سے کسی ایک کلیہ کی وجہ سے ظہور مین آیا، یہ کہدینا کہ دمدار ستارے کی دم اس قانون کے تابع ہے کہ اس کو ہمیشہ سورج سے دور رہنا چاہیے، عقل کو نہین لگتا، لیکن نور کے جبلی دباؤ کا نظریہ عقل کو مطمئن کر دیتا ہے،

کسی کو اس مین شبہہ نہ ہوگا کہ ایثر توانائی منتقل کرتا ہے، جب توانائی سورج سے چلتی ہے، تو آٹھ دقیقون تک وہ ایثر کے کاندھون پر چل کر ہمارے سیارے تک آتی ہے، ہم اب جانتے ہین کہ "عمل از فصل" کا خیال بالکل فرسودہ ہو چکا ہے، اب کوئی معقول شخص اس کا قائل نہ ہوگا کہ ایک جسم دوسرے جسم پر بغیر کسی درمیانی واسطے کے عمل کر سکتا ہے، اگر یہ یاد رہوا خیال صحیح ہوتا تو ہمارے سیارے پر سورج کے عمل کے لئے کسی مدت کی ضرورت نہ ہوتی ہم آئیندہ چل کر دیکھینگے

کہ یہ توانائی مادے سے کیونکر ایثر مین منتقل ہوتی ہے، اور پھر ایثر سے کیونکر مادے مین آتی ہے،

جب ایک مرتبہ ہم نے یہ خیال ذہن نشین کر لیا کہ مادے کے جوہرون کے اندر برقیے بہ رفتار عظیم گردش کرتے رہتے ہین تو جوہر کے اندر توانائی کا عظیم الشان ذخیرہ قرین قیاس ہو جاتا ہے، کسی پہلے ہیڈ کے باب مین ہم نے یون ہی سرسری طور پر توانائی رفتار اور کمیت کے تعلق پر بحث کی ہے، موجودہ صورت مین برقیے کمیت کا دعوی تو نہین کر سکتے لیکن قلت جثہ کو وہ عظمت رفتار سے پورا کرتے ہین، جو لوگ خیالات سائنس کے خوگر نہین ہین، اُن کے لئے یہ اندازہ لگانا مشکل ہے، کہ رفتار بہ حیثیت جز توانائی کیون اس قدر اہم ہے،

ہم نے بار بار رفتار نور کا ذکر کیا ہے، بلا شبہہ نور مادی چیز نہین، لیکن اس تصور کی کوشش کرو کہ ایک چھوٹی سی کمیت ہے، مثلاً معمولی آلپین کا سر جو فضا مین نور کی رفتار سے مصروف سیر ہے، اس اڑتی آلپین مین کتنی توانائی ہو گی؟ اس اُڑتے ہوئے مرمی کی توانائی کا اندازہ کرنے کا کوئی عام فہم ذریعہ مشکل ہی سے ہو سکتا ہے، لیکن ممکن ہے کہ ہم مین سے اکثرون نے آدمی کی طاقت آزمانے کی کل دیکھی ہو، مجھے یاد ہے کہ ایک خاص قسم کی کل دیہاتی میلون مین دکھلائی جاتی تھی، زیر آزمایش طاقت ور آدمی کی آزمایش یون عمل مین آتی تھی، ایک انتصابی بیرم پر ایک گھن چلانا پڑتا تھا ایسا کرنے مین لوہے کا ایک حلقہ ایک انتصابی ڈنڈے پر چڑھتا تھا، جتنی زیادہ توانائی آدمی صرف کرتا تھا حلقہ اتنا ہی اونچا جاتا تھا، مجھے یہ اچھی طرح یاد نہین کہ یہ ڈنڈے کتنے اونچے تھے، لیکن ۲۰ یا ۲۵ فٹ سے زیادہ نہ ہون گے، فرض کرو کہ ہماری آلپین کا اڑتا سر اس طاقت آزمائی کے مقابلے مین شریک ہو، اگر اس کے جثہ کا لحاظ کرین تو وہ کچھ بھی نہ دکھا سکے گا، لیکن اس کی عظیم الشان رفتار سب حریفون کو نیچا دکھا دیگی، فرض کرو کہ آلپینی سر کا وزن ایک پونڈ ہے، تو ہم آسانی سے حساب لگا کر معلوم کر سکتے ہین کہ حلقہ کتنا اونچا جائیگا، بشرطیکہ آلپینی سر کی تمام توانائی حلقے مین منتقل ہو جائے ہم توانائی کے اس بڑے حصے کو نظر انداز کر رہے ہین، جو حرارت کی صورت مین ضایع ہو جاتا ہے، اگر ہم یہ بھی فرض کر لین کہ زمین سے ایک معین فاصلہ پر جاذبہ کی کشش مستقل ہے، تو بھی حلقہ زبردست فاصلہ طے کریگا، ایک میل تک کا فاصلہ اچھا خاصہ سمجھا جائیگا لیکن جن حالات کا مین نے ذکر کیا ہے، اُن مین حلقہ اوپر کی جانب ہزارون میل اوڑتا چلا جائیگا، اگر ہم جاذبہ کی گھٹتی قیمت کا

کا نظارہ کریں، تو ہم کو معلوم ہوگا کہ وہ اتنی توانائی سے اوپر جائیگا کہ دم کے ستارے سے بھی کبھی نہ واپس آنے کیلئے نکل جائیگا، بیشک کسی البینی سر کو نور کی رفتار دینا قطعاً ناممکن ہی، لیکن اس جیسی مثال لینے سے رفتاری جز کی اہمیت نگاہوں میں آجاتی ہے،

اُڑتے البینی سر کی اس تمثیل سے ہم اس عظیم المقدار توانائی کا اندازہ کر سکتے ہیں، جو جوہر کے اندر ان برقیوں میں ہوتی ہی، برقیے کے مقابلے میں البینی سر عظیم الجثہ دیو ہے، لیکن یہ ان البینی سر کی توانائی تقسیم قبول کر سکتی ہی، علاوہ ازیں ایک جوہر میں جتنی توانائی ہوگی، اس کو بہت کچھ المضاعف کرنا پڑیگا، تاکہ مادے کے ایک چھوٹے ٹکڑے میں بین جوہری توانائی کی مجموعی مقدار حاصل ہو سکے مثلاً اگر ہم یہ حساب لگا سکیں، کہ ٹھوس تانبے کے ایک چھوٹے سے مکعب میں جس کا ہر ضلع نصف انچ سے کم ہی کتنی اندرونی توانائی ہے، تو ہم کو ایک جوہر کی اندرونی توانائی کو ایک لاکھ دھاسنکھ ($۱۰^{۲۴}$ یعنی ا کے ساتھ ۲۴ صفر) سے ضرب دینا پڑیگا، کیونکہ تانبے کے اس چھوٹے سے ٹکڑے میں جوہروں کی اتنی ہی تعداد ہی،

لیکن جوہر کی اندرونی توانائی کے متعلق جو کچھ کہا گیا وہ ظنی ہے، کیونکہ جوہر کے اندر وہ مقفل ہی، اور اوسکی قیمت کا اندازہ کرنے کیلئے ہم اس کو کسی طرح متاثر نہیں کر سکتے، مادہ کے متعلق اکثر و بیشتر ہماری یہی حالت ہی، لیکن حال ہی میں ہم کو مادے کی ایسی صورتیں ملی ہیں جنہیں فطرت اندرونی توانائی کے اس قفل کو توڑ رہی ہی، بعض جوہر منکسر ہو رہے ہیں، اور ان برقیوں کو نکلنے کا موقع دے رہے ہیں، جب ہم تابکار اجسام مثل شہرۂ آفاق عنصر ریڈیم کا ذکر کریں گے تو یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ میں آجائیگا، یہ تابکار اجسام اتنے اہم ہیں کہ ان کے ذکر کیلئے ایک علحدہ باب کی ضرورت ہی،

اس باب میں اثیری توانائی کا خاص طور پر ذکر کیا ہے، اور اثیر کی اکثر امواج کو ایک ہی عنوان "نور" سے تعبیر کیا ہی، پس اس منزل پر پہنچ کر مسئلہ نور کیا ہی" پر تفصیل سے بحث کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگی،



گیارھوان باب

"نور کیا ہے"

بچپنے مین جب ہم سنا کرتے تھے کہ پریان سورج کی کرنون کو جمع کرتی ہین، اوران کو پکڑ کر شیشے مین بند کردیتی ہین، توہم اس دلچسپ قصے کی داد دیا کرتے تھے، اس کتاب کے ابتدائی ابواب پڑھنے سے پہلے غالباً کوئی ایسا قاری نہ ہوگا جسکو پیشتر سے یہ نہ معلوم ہو کہ نور ایتھر مین محض تموج کا نام ہے، یا اگر مادہ کے متعلق اُن کے خیالات اتنے معین نہین ہین توکم ازکم اتنی واقفیت تو ضرور ہوگی کہ نور کوئی مادی شے نہین ہے، موجودہ زمانے مین کسی ایسے شخص کو تلاش کرنا جو نیوٹن کے حِسبی نظر نور کو مانتا ہو تقریبًا ناممکن ہوگا،

اپنی ابتدائی تعلیم کے زمانے مین مجھے یہ سنکر بڑا تعجب ہوا کرتا تھا، کہ نیوٹن دوسرے لوگون کو اس اعتقاد کی دعوت دیتا تھا، کہ ایسے چھوٹے چھوٹے ذرے ممکن ہین، جو سورج سے نکل کر سورج سے ہمارے سیارے تک یعنی ۹ کروڑ تیس لاکھ میل کی مسافت آٹھ دقیقون مین طے کرسکتے ہین، یعنی ایک دقیقہ مین اکروڑ ۱۰ لاکھ میل، فی الواقع طالب علمی کی حالت مین یہ سمجھا کرتا تھا، کہ یہ مذاق ہوگا، ورنہ کہین نیوٹن سا علامۂ دہر ایسے ذرات کے وجود کے امکان کو بھی تسلیم کریگا، اب اگرچہ نیوٹن کا حِسبی نظریہ قطعًا متروک ہے، تاہم ایسے جسیمون یا برقیون کا وجود مانا جاتا ہے، جو نیوٹن کے خیالی جسیمون سے بہت کچھ ملتے جلتے ہین، علاوہ ازین ہم کو معلوم ہے، کہ یہ ننھے ننھے ذرے تمام بغایت گرم جسمون سے خارج ہوتے رہتے ہین، حتی کہ معمولی لمپ سے بھی خارج ہوتے ہین، اس لئے سورج سے ان جسیمون یا برقیون کا ایک مسلسل دھارا نکلتا رہتا ہے، اور ہم دیکھ چکے ہین،

کہ خلائی نلی کے اندر یہی ذرے ساٹھ ہزار میل فی ثانیہ کی رفتار سے مصروف سیر ہوتے ہیں، اگر سر اسحاق نیوٹن کو حال کے منکشف شدہ واقعات معلوم ہوتے تو وہ یوں استدلال کرتے کہ ان پران ذروں کا ہیں بھی فضا کے آزاد خلا میں سے گنی رفتار حاصل کر لینا ممکن ہے، یعنی سورج سے زمین تک اون کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی ثانیہ بھی ہو سکتی ہے، اس قسم کا استدلال معقول تو ہوتا، مگر موجودہ تجربات کا متحمل نہ ہوتا، ہم کو اب قطعی ثبوت اس امر کا مل گیا ہے، کہ یہ پران جیسے نور نہیں ہیں، اب جو کچھ آتا ہے اس سے یہ امر بالکل واضح ہو جائے گا،

ہم ان ہی پران برقیوں سے خلائی نلیوں میں تجربہ کر سکتے ہیں، یہ یاد ہوگا کہ یہ برقیے بعینہٖ سب کے سب ایک ہوتے ہیں، خواہ وہ کسی ذریعے سے بھی حاصل کئے جائیں، تجربہ کرنے سے ہم کو معلوم ہوتا ہے، کہ برقیوں کے ایک سلسلہ میں نور کے خواص نہیں ہوتے، نور منعکس ہو سکتا ہے، منعطف ہوتا ہے، اور متقطب ہو سکتا ہے، یہ اسکی امتیازی خاصیتیں ہیں، لیکن پران برقیوں میں یہ خواص نہیں ہم اون کو منعکس منعطف، متقطب نہیں کر سکتے، متقطب روشنی کا مفہوم آیندہ باب میں واضح ہو جائے گا،

بجائے اس کے کہ ہم نیوٹن کے جیسی خیال کا استخفاف کریں، ہم کو اس کی جودت طبع پر آفرین کرنا چاہیے، کہ اوس نے اس قدر قبل ایسے ذرات کے وجود کے امکان کو تسلیم کر لیا جن کے ابعاد بظاہر ناممکن نظر آتے ہیں، اور جن کا ایسی عظیم الشان رفتار سے طے مسافت کرنا محال معلوم ہوتا ہے، اگر ہم کسی مصنوعی ذریعے سے ان برقیوں کو ساٹھ ہزار میل فی ثانیہ کی رفتار سے تیز تر چلنے پر مجبور نہیں کر سکتے تاہم جب ریڈیم کے موضوع سے ہم بحث کریں گے، تو ہم کو معلوم ہوگا کہ وہ اپنے اندر سے ایسے برقیے خارج کرتا ہے، جن کی رفتار ایک لاکھ بیس ہزار میل فی ثانیہ ہوتی ہے، جو اعداد کہ نور کی رفتار کو ظاہر کرتے ہیں، اُن سے یہ عدد کس قدر قریب پہنچ گیا، اگرچہ ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ پران برقیے نہیں ہیں تاہم اس میں شک نہیں کہ اگر اٹھارویں صدی کے آغاز میں یہ برقیائی رفتاریں معلوم ہوتیں، تو نیوٹن کے جیسی نظریہ کو اس سے بڑی مدد ملتی، آگے چل کر کسی باب میں ہم ان اثرات پر بحث کریں گے، جو سورج سے آئے ہوئے پران ذروں سے مترتب ہوتے ہیں، فی الحال ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کا نور نہ ہونا بالکل قطعی ہے:

ہم کو اب اسمین کوئی شبہ نہین کہ نور ایثری موجون کا ایک سلسلہ ہے، اور جو کچھ ہم نے اس سے پیشتر متحرک برقیون کے سلسلے مین دیکھا ہے، کہ وہ ایثر کو متموج کر کے اس مین مقناطیسی اور برقی میدان پیدا کر دیتے ہین، اسکی بنا پر ہم اس امر کے باور کرنے کے لئے بھی تیار ہوجاتے ہین، کہ نور کی ایثری موجین بھی متحرک برقیون سے وجود مین آتی ہین،

پیشتر کے باب مین ہم دیکھ چکے ہین کہ جن ایثری موجون کو ہم سرخ روشنی کہتے ہین، وہ اس قدر قصیر ہین، یا بالفاظ دیگر وہ ایک دوسرے کے پیچھے اس تیزی سے چلتی ہین، کہ اس خاص قسم کی ایثری موجین انچ بھر کی جگہ مین چونتیس ہزار سما جاتی ہین، یہ ظاہر ہے کہ جو شے ایسا سریع السیر سلسلہ موجون کا پیدا کر رہی ہے، وہ خواہ کچھ ہی کیون نہ ہو اتنا ضرور ہے کہ وہ (ہیجان انگیز شے) خود بھی عظیم الشان رفتار سے مرتعش ہوتی ہوگی، جب ہم نے اس کا تصور کیا تھا کہ غوطہ زن ساکن حوض مین موجین پیدا کر دیتا ہے، تو یہ بھی دیکھا تھا کہ جتنی تیزی سے غوطہ زن اوپر نیچے حرکت کرتا تھا اتنے ہی زیادہ موجین کسی معین فاصلے یا کسی معین وقت مین پیدا ہوتی تھین، ان ایثری موجون کی شرح اور فی انچ موجون کی تعداد چونکہ معلوم ہے، اس لئے بآسانی حساب لگایا جا سکتا ہے، کہ جس شرح سے برقیے کو سرخ روشنی پیدا کرنے کے لئے مرتعش ہونا چاہئے، وہ چالیس[ہہ] میل فی ثانیہ ہے، اس مین شک نہین کہ یہ عدد تخیل مین نہین آتا لیکن ہم یہ تصور کر سکتے ہین کہ ایک برقیہ مادہ کے جوہر کے گرداگرد گھوم رہا ہے، جیسے کسی سیارے کے گرد اس کا تابع گردش کرے لیکن ہر ثانیہ کی مدت مین وہ بے انتہا چکر کرتا ہے، یہ کہنا کہ ایک برقیہ فی ثانیہ چالیس[ہہ] میل لگاتا ہے اور دوسرا ساٹھ میل فی ثانیہ صرف اسی کام آسکتا ہے، کہ ایک رفتار کو دوسری رفتار سے مقابلہ کیا جائے،

یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ مادے کے تمام جوہر متعدد برقیون پر مشتمل ہوتے ہین، جو منتظم مدارون مین گردش کرتے رہتے ہین، اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہم ان ترتیبون مین خلل نہین پیدا کر سکتے، لیکن وہ آزاد برقیے جو جوہرون کے گرد مثل توابع کے گردش کرتا ہے، وہ خارجی قوتون سے متاثر ہوجاتے ہین، ہم کسی جسم کو حرارت پہنچاتے ہین، تو ان گردش کار برقیون کی رفتار تیز ہوجاتی ہے، کسی جسم کے سرد کرتے وقت معنی یہ ہوئے کہ ان آزاد برقیون کو آہستہ تر

گردش کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے معمولی تپش پر لوہے کے ایک ڈھیلے مین سالمی تصادم کی وجہ سے ان برقیون کی حرکت مین خلل واقع ہوتا ہے، اس نئے انجام کار گردش کی جو شرح پیدا ہوتی ہے، اس سے اثیر مین بہت طویل موجین وجود مین آتی ہین، ہم ان کو حرارتی موجین کہتے ہین، اور ہر موجود شے کسی نہ کسی حد تک حرارت کا اشعاع کرتی ہے، لوہے کے ٹکڑے کو گھن سے کوٹ کر دیکھین تو ہم کو معلوم ہوگا کہ پے در پے ضربون سے ہم سالمون کو سریع الارتعاش بنا سکتے ہین اس سے گردش کنندہ برقیون کو اپنی رفتار تیز کرنے کا موقع مل جاتا ہے، ان مین سے بعض بہت جلد وہ رفتار حاصل کر سکتے ہین جن پر وہ ایسی سریع التواتر اثیری موجین پیدا کرتے ہین، جو ہماری آنکھون کو متاثر کرتی ہین، اور جن کو ہم مرئی روشنی کہتے ہین، تپش پیمائی کے نازک آلات کے ذریعہ سے ہم دکھلا سکتے ہین، کہ بعض برقیے کمتر رفتارون سے بھی گردش کرتے رہتے ہین، ان سے جو اثیری موجین حاصل ہوتی ہین، ان کو ہم تاریک حرارت کہتے ہین، جب لوہے کا ٹکڑا سفید حرارت کو پہنچ جاتا ہے، تو ہم طیف نما کے ذریعے سے دکھلا سکتے ہین، کہ اسکے برقیے وہ تمام اثیری موجین پیدا کر رہے ہین جن سے مرئی طیف بنتا ہے، اور علاوہ تاریک حراتی موجون کے جو طیف کے سُرخ حصہ کے ماورا ہوتی ہین، ہم یہ بھی دکھا سکتے ہین کہ ورا بنفشئی روشنی کی اثیری موجین بھی تابناک دھات سے خارج ہورہی ہین، پس اس سے ظاہر ہے، کہ سفید گرم دھات مین جوہرون کے گرد برقیے ایسی رفتارون سے چکر لگاتے ہین، جو چالیس سے اسی میل فی ثانیہ تک کی ہوتی ہین، لیکن ان مین سے بعض بہت بطی ہین، اور بعض بہت سریع،

ہم دیکھ چکے ہین کہ مادے اور اثیر کے مابین، گردش کار برقیے ہی درمیانی کڑی ہین، یہ کسقدر حیرت انگیز امر ہے کہ برقیے جیسی بے انتہا ننھی چیزین جو ہم سے نو کروڑ تیس لاکھ میل دور سورج مین موجود ہین، اس پیارے پر ہمین متاثر کرتی ہین ہم اس سے بھی آگے بڑھکر ان گردش کار برقیون کا خیال کر سکتے ہین، جو دور دراز ستارون کے جوہرون سے ملحق ہین، اور جو بیلون میل کی مسافت طے کر کے ہم کو متاثر کرتے ہین،

تمام اثیری تموجات متحرک برقیون سے پیدا ہوتے ہین، اگرچہ نور اور اشعاعی حرارت گردش کار برقیون سے پیدا ہوتے ہین، تاہم ایسی طویل ترین موجین جیسی کہ لاسلکی تلغرافی مین استعمال ہوتی ہین، چھوٹے مدارون مین گردش کرنے والے

برقیون سے نہین پیدا ہوسکتین، وہ ایسے برقیون سے پیدا ہوتی ہین، جو برقی دورہ مین ادھر ادھر لہرین مارتے ہین، بہرحال ہم کو اس امر کے باور کرنے مین کوئی دقت نہ ہونا چاہیے، کہ تمام مختلف اثیری تموجات نوعیت مین ایک ہین، صرف اُن کے طول مختلف ہین،

لیکن یہان یہ اعتراض ہوسکتا ہے، کہ اثیر برقاطیسی تموج کی حیثیت سے نور کے متعلق جو کچھ کہا گیا وہ سب خیال آرائی ہے، اگر کسی شخص کا جی چاہے، تو وہ کہہ سکتا ہے کہ چاند سبز پنیر سے بنا ہے، لیکن کوئی اس پر یقین نہ کریگا، کیونکہ وہ اپنے دعوی کے ثبوت مین کوئی مشاہدات نہین پیش کر سکتا، پس نور کے برقاطیسی نظریہ کی تائید مین ہمارے پاس کیا شواہد ہین،؟

سب سے پہلے ہم یہ کہین گے، کہ ہم قطعی طور سے ثابت کر سکتے ہین کہ نور کی بھی وہی رفتار ہے جو برقاطیسی موجون کی، اور فی الحقیقت سائنس دانون کو تجرباتی ثبوت سے پہلے ہی اس امر کا یقین تھا، عرصہ ہوا کہ انسان نے مشاہدہ کر کے معلوم کر لیا کہ نور ۱۸۶۰۰۰ میل فی ثانیہ کی رفتار سے چلتا ہے، یہ مشاہدہ کس طرح کیا گیا، آگے چل کر بتلایا جائے گا،

لیکن ۱۸۸۸ء تک ہم برقاطیسی موجون کی رفتار پیمایش نہ کر سکتے تھے، ہم صرف اتنا ہی بیان کر سکتے تھے، کہ ایسی چیزون کا وجود ہونا چاہیے، بایں ہمہ اس وقت ریاضی دان برقی پیمایشات سے یہ حساب لگا چکے تھے کہ اگر ایسی موجین پائی گئین تو ان کی رفتار کیا ہوگی، ان حسابات کا نتیجہ ایک ایسی رفتار تھی، جو بعینہٖ رفتار نور تھی، اکثر لوگ جو سائنس سے بہرہ ور نہین ہین، وہ ریاضیاتی ثبوت کے مفہوم پر سر ہلائین گے، لیکن اگر وہ اس موضوع کا گہرا مطالعہ کرین تو ایسا نہ کرین گے،

۱۸۸۸ء مین جرمن جامعات مین سے ایک جامعہ کے ہونہار اور نوجوان معلم نے اثیر مین برقاطیسی موجون کی شناخت اور پیمایش کا ایک طریقہ نکالا، اس وقت یہ معلوم ہو چکا تھا، کہ برقی اخراج، مثلاً دو برقائے ہوئے کرون کے درمیان شرارہ، پس پیش یا اہتزازی نوعیت کا ہوتا ہے، یہ اہتزازات اثیر مین موجین پیدا کر دیتے ہین، لیکن ان کے وجود کو معلوم کرنے کا ذریعہ کسی کے ذہن مین نہ آتا تھا، کون ایسا ہوسکتا تھا، جو ایسا نازک اور حساس آلہ ایجاد کرے

جس سے یہ بظاہر بعید از گرفت موجین شناخت کی جا سکین،

ڈاکٹر ہرینخ ہرٹز[۱] نے جن کا ذکر خیر اوپر آچکا ہے، اس سوال کا جواب دیا، کسی پیچیدہ آلے کی ضرورت نہ تھی، صرف تار کے ایک حلقے کی ضرورت تھی جسمین چھوٹا سا توڑ ہو، اپنے کمرے کے ایک کنارے پر ہرٹز نے اعالی پھیکنے والی ترتیب سے برقی شرارے پیدا کئے، اس نے ریاضیین کے نظریون کے بموجب اثیر محیط مین برقاطیسی موجین پیدا کین، ہرٹز نے اس حلقہ کو ہاتھ مین لیکر جو چوڑی سے زیادہ بڑا نہ تھا، سارا کمرہ چھان ڈالا، اس کو معلوم ہوا کہ تار کے حلقے مین چھوٹے سے توڑ پر شرارے پیدا ہوئے، دوسرے تجربہ کرنے والون کے ساتھ انصاف مد نظر رکھا جائے، تو یہ کہنا پڑے گا کہ اب تک ہرٹز نے کوئی نئی بات نہ دریافت کی تھی، دوسرے سائنس دان بھی بہت کچھ ایسے ہی تجربے انجام دے چکے تھے، خصوصًا لندن کے پروفیسر سلوے نس طامسن نے جیسا کہ ستمبر ۱۸۷۶ء کے فلاسفیکل میگزین دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے،

اس زمانے مین ہرٹز کے تجربون سے کوئی بارہ برس پہلے پروفیسر طامسن نے یہ ثابت کیا تھا کہ اگر کسی اعالی پھیکنے والے آلے سے کچھ فاصلے پر ایک دوسرے سے قریب دو دروازون کی کنجیان رکھی جائین، تو ان مین برقی شرارے پیدا ہوتے ہین لیکن جب ہرٹز کے کارنامے کا بیان آتا ہے، تو پروفیسر طامسن یون رقمطراز ہوتے ہین "یہ میرے وہم وگمان مین بھی نہ تھا کہ یہ شرارے اس امر کی شہادت ہین، کہ برقی موجین فضا مین گذر رہی ہین، یہ ہرٹز کا انکشاف تھا" وہ محض تفریحًا کمرے مین شرارون کو دیکھ نہین رہے تھے، بلکہ اونھون نے وہ وضعین دریافت کین، جہان شرارے پیدا ہوتے تھے، اور پھر اپنے آلے (حلقہ تار) کو صحیح وضع مین رکھ کر اُن کی شناخت کی:

فی الحال جس چیز سے ہم کو دلچسپی ہے، وہ ان موجون کی پیمایش ہے، جب ہرٹز کو معلوم ہوا کہ یہ غیر مرئی برقی موجین شناخت کی جا سکتی ہین، تو اوس نے اُن کی پیمایش کا بھی جلد انتظام کر لیا، اوس نے اپنے کمرے کی دیوار مین دھات کی

---

[۱] (Dr HEINRICH HERTZ) (۱۸۵۷ء - ۱۸۹۴ء) مشہور و معروف جرمن پروفیسر لاسلکی کی بنیاد اسی کے تجربون نے ڈالی، (مترجم)

ایک بڑی چادر چڑھائی اور بھیجر اس پر برقی موجین ڈالین، تاکہ وہ ویسی کی ویسی ہی منعکس ہون، یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جب کسی قسم کی موجی حرکت اپنے رستے پر منعکس ہوتی ہے، تو منعکسہ موجین اصل موجون سے متداخل ہوتی ہین، اور وہ موجین پیدا کرتی ہین جن کو قائم موجین کہتے ہین تفصیلات کے بغیر ہم اسی پر اکتفا کرین گے، کہ تداخل مین ایسے نقاط پیدا ہوجاتے ہین، جہان ایک موج دوسری موج کی بالکل تعدیل کردیتی ہے، یہ عقودی نقطے یا عقدہ کہلاتے ہین، اور یہ دکھلایا جاسکتا ہے، کہ ہر دو عقودی نقطون کا درمیانی فاصلہ طول موج کا ٹھیک نصف ہوتا ہے، پس اب ہم سمجھ سکتے ہین، کہ جب ہرٹز نے یہ دیکھا کہ کمرے مین دو واضح مقام ایسے ہین، جہان اس کا آلہ شناخت برقی شرارہ انگیز یا موج آفرین کا جواب نہین دیتا، تو گویا اس نے ایسے دو عقودی نقطے معلوم کرلئے، جیسے کہ اوپر بیان کئے گئے ہین بنابرین اس کو یہ معلوم ہوگیا کہ ایسے دو مقامون کے درمیان فاصلہ اُن برقی موجون کا ٹھیک نصف تھا، جو دھاتی چادر پر واقع ہوکر منعکس ہورہی تھین، اس طریقے سے ہرٹز نے برقی موجون کے طول کی پیمایش کی،

ہرٹز کو یہ معلوم تھا کہ موج آفرین آلے مین برقی اہتزازات کی شرح کیا ہے، اس لئے موجون کے طول معلوم ہوجانے کی صورت مین یہ دریافت کرنا بالکل آسان تھا کہ یہ موجین کس رفتار سے روان ہوتی ہین، مطلب کو واضح کرنے کے لئے ہم تھوڑی دیر کے لئے پھر تالاب والی تمثیل لیتے ہین، غوطہ زن کے ذریعہ سے مین دو موج فی ثانیہ کے حساب سے موجون کا ایک سلسلہ پیدا کرسکتا ہون، اس لئے مجھ کو یہ معلوم رہے گا کہ ایک ثانیہ مین موجی حرکت جتنا فاصلہ طے کریگی، وہ ٹھیک ٹھیک دو موجون کے طول کے مساوی ہوگا، اب کوئی شخص اُن موجون کی پیمایش کرلیتا ہے، جن کو مین پیدا کررہا ہون، اور مجھ کو اطلاع دیتا ہے، کہ ہر موج ٹھیک ٹھیک ایک انچ ہے، پس مین یہ کہہ سکتا ہون کہ موجی حرکت ایک ثانیہ مین دو انچ کا فاصلہ طے کررہی ہے، بلاشبہہ یہ ایک خیالی مثال ہے، لیکن اسی سے یہ واضح ہوجائے گا، کہ ہرٹز نے فی ثانیہ پیداشدہ موجون کی تعداد ایک موج طول ہوجانے پر کیونکر شرح مسافت کا حساب لگایا ہوگا اس کے حساب سے رفتار ۱۸۶۰۰۰ میل فی ثانیہ ٹھہری، اس طرح ریاضیین نے جو اس سے پہلے حسابات لگائے تھے، ان کی تصدیق ہوگئی، اس طرح پر ہرٹز نے یہ ثابت کردکھایا کہ برقی موجون کی وہی رفتار

مسافت ہوتی ہے، جو مرئی روشنی کی موجون کی،

ہرٹز کے برقی موجون کی رفتار دریافت کرنے سے کوئی دو سو برس پہلے رفتار نور دریافت کی جا چکی تھی بغیر ریاضی کی مدد کے صحیح طریقہ کی تشریح مشکل ہوگئی لیکن ممکن ہے، کہ ذیل کی تقریر سے کوئی مفہوم پیدا ہو سکے کوئی ڈھائی سو برس گذرے کہ فلکیون نے مشتری کے توابع مین سے ایک تابع کی حرکات مین بظاہر بے ضابطگی دیکھی فلکیون نے تقویم تیار کی، جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ تابع فلان وقت کہان ہوگا لیکن توقع کے بموجب وہ تابع نہ چلتا تھا، سال بھر مین ایک وقت تو وہ اپنے تقویمی وقت سے کوئی پاؤ گھنٹہ پیچھے رہا، حالانکہ چھ ماہ پیشتر وہ اسی وقت پر قائم تھا، اب یہ مسئلہ فلکیون کے لیے چیستان بن گیا کسی کے خیال مین یہ نہ آتا تھا۔ کہ اس تابع کی رفتار مین سال مین ایک دفعہ کمی ہو جاتی تھی، اور پھر چھ ماہ بعد وہ اپنی اصلی رفتار پر عود کرتا تھا، بایں ہمہ یہ تابع، اپنے سیارے کے گرد گردش کرنے مین ششماہی کے اختتام پر ہمیشہ سولہ دقیقہ اور چھتیس ثانیہ دیر کر کے غروب ہوتا۔ یہ بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ مشتری ہم سے بہت دور ہے، یعنی کوئی پچاس کرور میل، مشتری سے زمین تک آنے مین روشنی خواہ کتنا ہی وقت کیون نہ لے، وہ مدت ہمیشہ ایک ہی رہنا چاہیے، یہ اس صورت مین صحیح ہوگا جبکہ مشتری اور زمین کے درمیان فاصلہ ایک ہی رہے، سترھوین صدی کے ان فلکیون کو یہ معلوم تھا کہ یہ فاصلہ ایک نہین رہتا، اگر مشتری سورج کے گرد اپنے دور دراز مدار مین ایک زبردست چکر لگاتا ہے، تو ہماری زمین اسی دوران مین اپنے قصیر تر مدار کے کوئی بارہ چکر لگا ڈالتی ہے، پس سال مین ایک وقت ہم کو مشتری سے نزدیک ہونا چاہیے اور چھ ماہ بعد دور جب ہم اپنے مدار کے اس پار مشتری سے دور ہون گے تو اس کی روشنی کو ہم تک آنے کیلئے ہمارے مدار کا زائد قطری فاصلہ بھی طے کرنا پڑیگا، یہ صورت اس وقت نہ ہوگی جب کہ ہم اپنے مدار مین مشتری سے نزدیک ترین مقام پر ہون گے، ہم سب جانتے ہین کہ سورج سے ہمارا فاصلہ کوئی ۹ کرور ۳۰ لاکھ میل ہے، اس لئے ہمارے مدار کا قطر اس کا دونا یعنی ۱۸ کرور ۶۰ لاکھ میل ہوگا، ہم دیکھ چکے ہین، کہ ان فلکیون نے مشاہدہ سے دریافت کر لیا تھا کہ مشتری کا تابع بظاہر سولہ دقیقہ چھتیس ثانیہ پیچھے رہتا ہے، پس اُن پر یہ واضح ہوگیا کہ مشتری کی روشنی زمین کا مدار طے کرنے مین یہ مدت لیتی ہے، یہ مدت تقریباً ۱۰۰۰ ثانیون کے مساوی ہے، اس درمیان مین

روشنی ۱۸ کرور ۶۰ لاکھ میل طے کر چکی ہے، اس لئے اب ایک ثانیہ مین نور کا طے کردہ فاصلہ دریافت کرنے کے لئے، ہم کو پنسل کاغذ کی ضرورت نہین، ہم کو صرف ۱۸۶۰۰۰۰۰۰ میل مین سے آخری تین صفر کاٹ دینا ہین پس معلوم ہوا کہ روشنی کی رفتار ۱۸۶۰۰۰ میل فی ثانیہ ہے، یہ ایسی عظیم الشان رفتار ہے کہ ہمارے سیارے پر ایک مقام سے دوسرے بعید مقام تک روشنی آناً فاناً جاتی معلوم ہوتی ہے،

یہ امر دلچسپی سے خالی نہین ہے، کہ گیلیلو نے ایک فاصلے پر چراغ کو بند اور کھول کر روشنی کی رفتار دریافت کرنا چاہی تھی، لیکن جیسا کہ ہم کو توقع ہونی چاہئے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا، باہنمہ ایسے طریقے بھی ممکن ہین جن سے روشنی کی رفتار براہ راست دریافت کیجا سکے تفصیلات مین گئے بغیر اس قسم کے ایک تجربے کا اصول بیان کرنا باعث دلچسپی ہوگا، ایک ثقبہ کو نہایت تیزی سے بند کرتے اور کھولتے ہین، تاکہ روشنی کی ایک شعاع ثقبہ مین سے نکل کر ایک مقررہ فاصلہ پر رکھے ہوئے آئینے پر پڑے، اور منعکس ہو کر پھر ثقبہ پر آئے، جہان وہ داخل ہو کر چشمہ کے ذریعے سے دیکھی جا سکتی ہے، اگر روشنی کی اشاعت آناً فاناً ہوا کرتی، تو منعکس شعاع ہر صورت مین ثقبہ مین داخل ہو جاتی، خواہ تیزی سے گھما کر سوراخ بند کیا جاتا، ثقبہ کو کھولنے اور بند کرنے کی ایک بہت سادہ ترکیب ایجاد کی گئی، یہ تصور کرو کہ ایک قرص ہے جس کے کنارے کنارے چھوٹے چھوٹے سوراخون کی ایک قطار ہے، جو اس مین کٹے ہوتے ہین، فی الحقیقت ایک دندانہ دار پہیہ استعمال کیا جاتا ہے، یہ قرص کچھ اس طرح ترتیب دی جاتی ہے، کہ سوراخ بالترتیب ثقبہ کے سامنے سے گذرتے ہین، اگر قرص کو تیز رفتار سے گردش دی جائے تو ثقبہ نہایت تیزی سے کھلے گا، اور بند ہوگا، اگر ثقبہ سے آئینے تک جانے اور آنے مین روشنی کو کچھ وقت صرف ہوتا ہی ہے، تو قرص کی ایک معین رفتار گردش پر نوری موجین ثقبہ پر اس وقت لوٹین گی جب کہ وہ بند ہوگا، جب ایسی صورت ہوگی تو چشمہ مین کوئی روشنی نہ دکھائی دیگی، بعدہٗ اگر گردش کی رفتار اتنی بڑھا دی جائے کہ منعکس روشنی واضح روشنی کے سوراخ کے برابر والے سوراخ مین سے ہو کر ثقبہ مین داخل ہو جائے، تو ظاہر ہے کہ جتنی دیر مین روشنی ثقبہ سے آئینہ تک گئی، اور آئی اتنی دیر مین قرص کا کنارہ ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ تک کی مسافت طے کر گیا، قرص کی اس خفیف حرکت کی مدت کا حساب قرص کی گردش رفتار سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے پس ہم کو وہ مدت معلوم ہوگئی،

جو روشنی نے نقبہ سے آئینہ تک کی مسافت طے کرنے مین صرف کی، اس سے بھی رفتار ٹھیک ٹھیک ۱۸۶۰۰۰ میل فی ثانیہ نکلتی ہے، دیگر تجربہ کرنے والون نے رفتار نور کی پیمایش کے اور طریقے بھی نکالے ہین، لیکن جملہ نتائج ۱۸۵ ہزار اور ۱۸۶ ہزار میل فی ثانیہ کے درمیان حاصل ہوتے ہین،

جب ہم کو یہ اطمینان ہو گیا کہ بیان کردہ رفتار نور مین قیاس کو دخل نہین ہے، تو یہ دیکھنا باعث دلچسپی ہوگا کہ ان موجون کا طول کیونکر پیمایش کیا جاتا ہے، جو انچ کا تیس ہزاروان حصہ طول مین تبلائی جاتی ہین، ممکن ہے کہ کسی کو خیال ہو کہ یہ ان لوگون کا کام ہے، جو خالص ریاضی میں درخور رکھتے ہین، لیکن خوش قسمتی سے ایسا نہین ہے، یاد ہوگا کہ ڈاکٹر طامس ینگ، جو لندن کے معہد شاہی مین فلسفہ طبعی کے پہلے پروفیسر تھے، وہی نور کے اثیری موجی نظریہ کے بانیون مین سے تھے، ان کا ایک مشہور تجربہ یہ تھا کہ دو نوری موجون کو اس طرح متداخل کر سکتے ہین، کہ تاریکی پیدا ہو جائے، ینگ نے یکرنگ روشنی مثلاً سرخ روشنی کی ایک باریک شعاع لی تاکہ تمام اثیری موجین ایک ہی طول کی ہون، اس سرخ شعاع کے راستے مین اونھون نے ایک پردہ حائل کر دیا، اور پردے مین دو بہت باریک باریک اور پاس پاس سوراخ کر کے روشنی کو صرف ان ہی سوراخون مین سے گذرنے دیا، اس لئے پردہ کی دوسری جانب سے سرخ روشنی کی دو پتلی پتلی شعاعین بہت ہی قریب کے دو سوراخون سے نکلنے لگین، ان سوراخون کی روشنی کو ایک سفید پردے پر لیا گیا، اب توقع تو یہی ہوگی کہ پردے پر سرخ روشنی کی دو شعاعون سے مرکب ایک داغ نظر آئے، لیکن ینگ نے اس کے علاوہ کچھ اور بھی دیکھا، پردے پر جو خیال تھا، اس مین باری باری سے سرخ اور سیاہ پتیان تھین، یا بالفاظ دیگر تاریکی کی پٹیان تھین، جب دونون مین سے ایک سوراخ بند کر دیا جاتا تو پردے پر صرف سرخ رنگ کا ایک دھبہ ہوتا، لیکن جب تک روشنی ان دونون سوراخون مین سے بیک وقت گذرتی رہی، یہ تاریک پٹیان نظر آتی رہین، ینگ نے اس تجربے کے نتیجہ کو نور کے موجی نظریہ کے ثبوت کے طور پر استعمال کیا، اگر نیوٹن کا جیسی نظریہ صحیح ہو تو منور ذرون کی دو شعاعون کو ملکر متزائد نورانیت پیدا کرنی چاہیئے، بالفاظ دیگر اگر تم شے کو شے مین جمع کر دو، تو وہ لاشے نہین ہو سکتی، لیکن اگر روشنی کی دونون شعاعین مادی ذرون سے مرکب نہ ہون، بلکہ کسی واسطے مین صرف موجی حرکت ہون تو یہ سمجھ مین آجانے کی بات ہے،

کہ ایک موج دوسری موج سے اس طریقہ پر متداخل ہو کر نقطہ تداخل پر تاریک پٹیان پیدا کردے،

اسی سادے سے تجربے کی بدولت ینگ نے نارنجی روشنی کے طول موج کی پیمایش کرلی، یہ تصور کرو کہ موجون کا ایک منفرد سلسلہ سوراخ نمبر ۱ سے گذر رہا ہے، اور پردے پر جاکر ایسے نقطے پر پہنچتا ہے، جو سوراخ کے عین محاذ مین ہے، اور ایک دوسرا سلسلہ سوراخ نمبر ۲ سے گذرتا ہے، اور پردے کے اوسی نقطے پر جا پہنچتا ہے، ظاہر ہے کہ وہ نقطہ دوسرے سوراخ کے عین محاذ مین نہین ہو سکتا، پس معلوم ہوا کہ جو موجین سوراخ نمبر ۲ سے گذرین گی، اون کو پہلے سوراخ مین سے گذرنے والی موجون کے مقابلے مین قدرے طویل تر مسافت طے کرنا پڑے گی، اگر یہ دونون موجین پہلی تاریک پٹی پر ملین تو گویا وہ ایک دوسرے سے متداخل ہین، پس ایک موج دوسری موج سے ٹھیک نصف طول موج پیچھے ہونی چاہئے، پس ان موجی سلسلون کے طولون مین فرق ٹھیک ایک نصف طول موج ہوگا، ینگ نے ان ہر دو فاصلون مین اس قلیل فرق کی پیمایش کر ہی ڈالی تو معلوم ہوا کہ یہ فرق انچ کا اسی ہزاروان حصہ ہے، پس سُرخ روشنی کے نصف طول موج کی یہ پیمایش ٹھہری، بنابرین سُرخ روشنی کی موجین طول مین انچ کا چالیس ہزاروان ہوئین، اسی طرح طیف کے دیگر رنگون کی پیمایش ممکن ہے، ان طولون کی مفصل فہرست ضمیمہ نمبر ۳ مین ملے گی،

ہم نے مرئی روشنی کا یہ تصور قائم کیا ہے کہ وہ اثیری موجین ہین، جو مادہ کے جوہرون کے گرد گردش کرنیوالے برقیون سے پیدا ہوتی ہین، ان قصیر اثیری موجون کے پیدا کرنے کا خاص طریقہ ہمارے پاس یہ ہے، کہ کسی شے کو اعلیٰ تپش تک گرم کردین، لیکن باوجود اس امر کے ہم مصنوعی روشنی کے کفایت شعارانہ طریقون کا ذکر سنتے ہین، واقعہ یہ ہے تمام طریقے مضحک طور پر اسراف آمیز ہین، خیال کرو کہ ایک شخص کوئی مفید شے تیار کرنا چاہے، اور شے زیر تیاری کے ہر دس پونڈ کے لئے اس کو بے کار ذیلی حاصلون کے یا ایسی اشیا کے جن سے کچھ بھی حاصل ہونا نہین ہے نوے پونڈ پیدا کرنا پڑین، کسی نے اب تک ایسا اسراف آمیز صنعتی عمل نہ سنا ہوگا، باینہمہ جب ہم مصنوعی روشنی تیار کرتے ہین تو یہی تمثیل صادق آتی ہے، غالباً اس سے بہتر تمثیل یہ ہوگی، کہ ہم کسی مزدورون کے آجر کا خیال کرین، جو

کوئی مفید کام لینا چاہتا ہے، تجربہ سے اس کو معلوم ہے، کہ کام کو پورا کرنے کے لئے سو آدمیون کی ضرورت ہے، لیکن اس کو اس سے بھی آگہی ہے، کہ جو کام وہ لینا چاہتا ہے، وہ دس آدمی بھی انجام دے سکتے ہین، بشرطیکہ اون کو طریقۂ کار معلوم ہو، ہم مصنوعی روشنی پیدا کرنے کے لئے گیس جلاتے ہین، ہم ایک خاص طول کی اثیری موجین پیدا کرنا چاہتے ہین، لیکن ایسا کرنے سے ہم صرف تین فی صدی موجین حاصل کر سکتے ہین، بقیہ ستانوے فی صدی موجین ہمارے مطلب کی نہین، اور ہم بغیر اُن کے بھی کام چلا سکتے ہین کیونکہ وہ صرف تاریک حرارت کی موجین ہین، اثیری موجین پیدا کرنے والا کوئی جسم جتنا زیادہ گرم ہوگا، مفید موجون کا تناسب بھی اُتنا ہی زیادہ ہوگا، لیکن برقی قوسی لیمپون سے بھی ہم دس یا پندرہ فی صدی سے زیادہ استعداد حاصل نہین کر سکتے۔

مصنوعی روشنی کے طریقون مین ہم ایک حد تک سورج کی نقل کرتے ہین، کیونکہ سورج بھی صرف تیس فی صدی مرئی نوری موجین پیدا کرتا ہے، باہمہ فطرت مین کوئی چیز رائگان نہین جاتی، بقیہ ستر فی صدی اس سیارے پر زندگی قائم رکھنے اور کیمیاوی تغیرات پیدا کرنے کے لئے ہم کو درکار ہین، اگر ہم فطرت کی نقل کر سکین جیسا کہ وہ جگنو مین روشنی پیدا کرتی ہے، کہ تقریباً تمام اثیری تموج مرئی روشنی کی صورت مین ہوتا ہے، اور کوئی موجین تاریک حرارت کی پیدا نہین ہوتین، تو ہم بڑے پیمانے پر تنویر پیدا کر سکتے، جگنو کی نورانیت کے ذکر کے سلسلے مین سر اولیور لاج کا قول ہے، کہ اگر ہم فطرت سے اس راز کو حاصل کر سکین، تو ایک بچہ ایک پہیہ کو گھما کر اتنی توانائی پیدا کر سکتا ہی، کہ سارے برقی دورہ کو روشن کر دے۔"

ہم دیکھ چکے ہین کہ ہرٹز نے صرف برقی ذرائع سے اثیری موجین پیدا کر کے کیونکر ان کی شناخت اور پیمایش کی، لاسلکی تلغرافی مین یہ معمول ہو گیا ہی کہ برقیون کو کسی برقی دورہ مین ادھر اُدھر حرکت دیکر یہ اثیری موجین پیدا کرتے ہین، ہم یہ بھی اندازہ کر چکے ہین کہ یہ موجین مرئی روشنی سے صرف اس امر مین مختلف ہین، کہ یہ طویل تر ہین، بس اگر ہم کو مرئی روشنی کی قصیر تر موجین پیدا کرنا ہی تو ہمین ان برقیون کی حرکت مین سرعت پیدا کر دینا چاہئے لیکن ہماری دقت اسی مین ہی، برقی اہتزازون سے جو قصیر ترین اثیری موجین ہم پیدا کر سکے ہین، وہ طول مین ایک انچ کا تقریباً چھٹا حصہ ہی، حالانکہ ایک انچ مین ہم کو کوئی تیس ہزار موجین

جمع کردینا چاہیئے تاکہ ہمارے آلات بصارت کو وہ متاثر کرسکین، فطرت یہ کرتب کرتی ہے لیکن اس کیلئے وہ برقیون کی سادہ سی پس وپیش حرکت کام مین نہین لاتی، وہ برقیون کو اپنے جوہرون کے گرد کروڑون اربون مرتبہ فی ثانیہ گردش دیتی ہے، اس سے ظاہر ہوا کہ ہم کو برقیون مین یہ شدید گردشی حرکت پیدا کرنا چاہئے، تاکہ ہم مصنوعی روشنی بغیر اس زبردست ضیاع کے پیدا کرسکین، جو آجکل ہمین انگیز کرنا پڑتا ہے،

ممکن ہے کہ بہتون پر یہ امر روشن نہ ہوا ہو کہ جسم کو گرم کرکے مصنوعی روشنی کی پیدایش مین اس قدر زبردست ضیاع کیونکر واقع ہوتا ہے، جب ہم کسی جسم کو گرم کرتے ہین، تو ہم اس کے سالمون مین ایک تموج پیدا کردیتے ہین، سالمون کے درمیان لگاتار تصادم جوہرون کے گرد برقیون کو آزادانہ گردش کرنے سے باز رکھتے ہین، اسلئے ہر رفتار سے حرکت کرنے والے برقیے موجود ہوجاتے ہین، اُن کا ایک بڑا تناسب صرف ایسی رفتار حاصل کرتا ہے جس پر تاریک حرارت والی موجین پیدا ہوتی ہین، اور صرف ایک بہت ہی قلیل تناسب وہ رفتار حاصل کرتا ہے جس پر مرئی روشنی پیدا ہوتی ہے، ہم جو چاہتے ہین وہ یہ ہے کہ تمام کے تمام برقیے اعلیٰ رفتار سے گردش کرین،

تابع برقیون کی رفتار مین تغیر ماننے کی ضرورت نہین، کیونکہ ہم یہ تصور کرسکتے ہین، کہ گردش کرنے والے برقیون کے حلقہ پر ایک اہتزازی حرکت داخل کردی گئی، لیکن اول الذکر مفہوم سادہ تر ہے، اور مظاہر نور کی توجیہ کرتا ہے،

تعلیق:۔ نور کے برقاطیسی نظریے کی بحث مین مین نے مضمون پر تاریخی نقطۂ نظر سے بحث نہین کی ہے، لیکن چونکہ یہ دلچسپی سے خالی نہین، اس لئے ضمیمہ نمبر ۲ مین مین نے ایک مختصر تاریخی تذکرہ درج کردیا ہے،

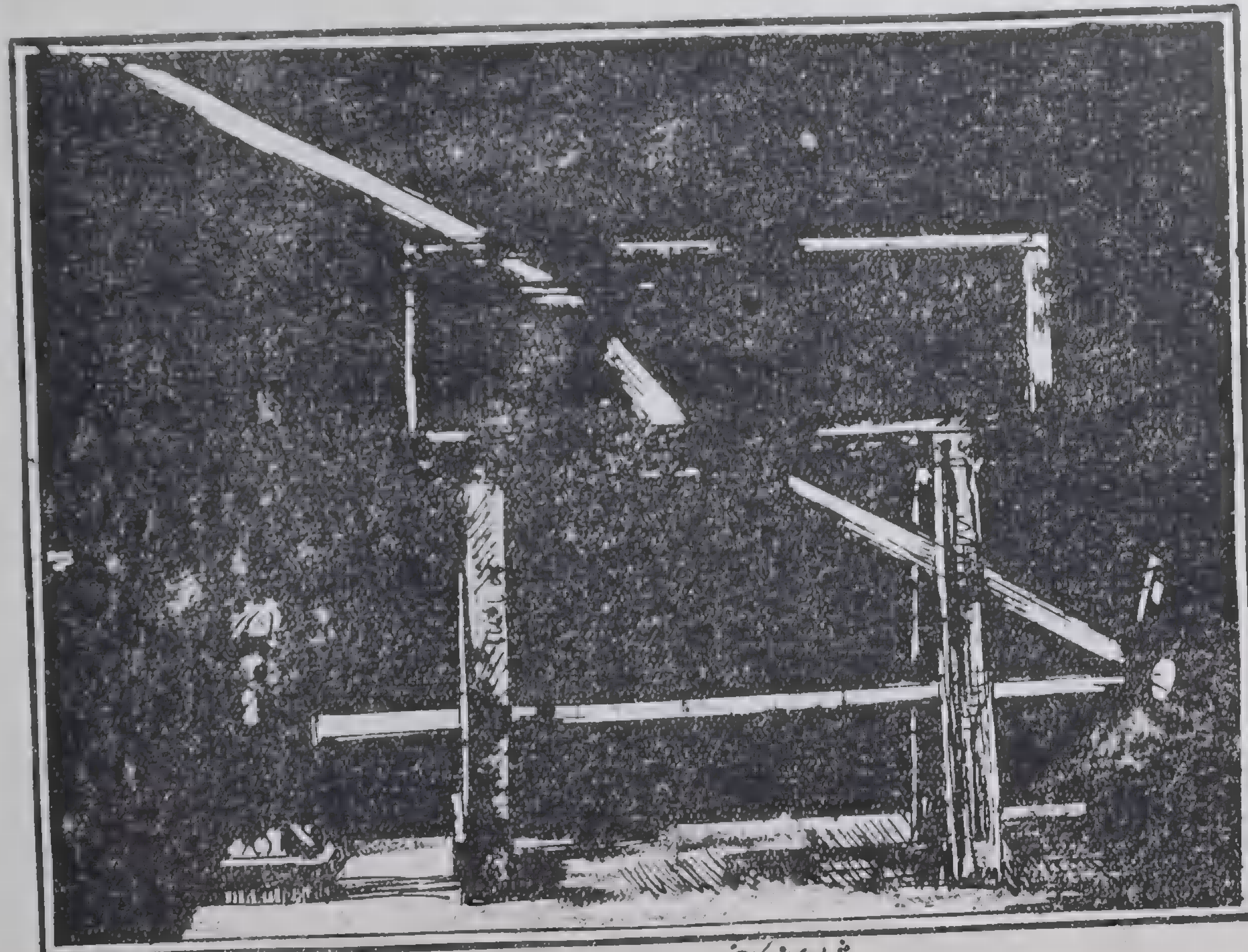
بارہوان باب

نور کا مزید بیان

گذشتہ باب مین یہ بتایا جا چکا ہے کہ اس بیان مین مطلق شبہہ نہین کہ تاریک حرارت کی موجین اور برقی موجین دراصل غیرمرئی نوری موجین ہین، اور ان کا فرق صرف اون کے موجی طول مین ہی، یا بالفاظ دیگر متواتر موجون کے درمیانی فاصلے مین،

ہم معمولی نور کے بعض خواص کے اس قدر عادی ہو گئے ہین، کہ ہم اُن سے بغیر غور کئے گذر جاتے ہین، ہم دیکھتے ہین کہ روشنی ہماری چارون طرف کی چیزون پر پڑتی ہے، لیکن ہم کبھی اس امر پر غور نہین کرتے کہ یہ چیزین ہم کو اس وجہ سے دکھائی دیتی ہین، کہ وہ واقع ہونے والی چند موجون کو منعکس کر دیتی ہین، اور یہی منعکس اثیری موجین ہماری آنکھ مین داخل ہوتی ہین، ہر شخص اس امر سے بخوبی آگاہ ہے، کہ روشنی منعکس ہو سکتی ہے، روشنی کی ایک دوسری خاصیت جس کو ہم مین سے غافل ترین نے بھی ضرور ہی دیکھا ہو گا، یہ ہے کہ وہ اپنے طبعی مستقیم راستے سے ہٹائی بھی جا سکتی ہے ایک سیدھا قلم ترچھا کر کے تھوڑا سا پانی مین رکھا جائے اور تھوڑا سا باہر رہے، تو بالکل خمیدہ معلوم ہوتا ہے، روشنی کی اس خمیدگی یا انعطاف کو صفحہ مقابل کی تصویر بہت صاف طور پر دکھاتی ہے،

ایک تیسری خاصیت نور کی اس کا مقطب ہونا ہے، اگرچہ اس خاصیت کا نام کسی قدر پر اسرار معلوم ہوتا ہے، اور ممکن ہے کہ اس سے کسی کو یہ گمان ہو کہ یہ مضمون بہت ادق ہو گا، تاہم فی الحقیقت وہ بہت سادہ ہے،



شعاع نور کا خم

سمندر کی موجین صرف زیر وزبر یا انتصابی سمت مین مرتعش ہو سکتی ہین، کیونکہ وہ ایک چپٹی افقی سطح مین واقع ہوتی ہین، لیکن اثیری موجین کسی سطح پر واقع نہین ہوتین، بلکہ ٹھیک اثیری سمندر کے قلب مین، اسلئے "زیر وزبر" کے ان کے لئے کوئی معنی نہین، اثیری موجین جیسے ایک زاویہ پر مرتعش ہوتی ہین، ویسے ہی وہ کسی دوسرے زاویہ پر بھی مرتعش ہو سکتی ہین،

بعض اغراض کے لئے اثیر کو ایک عظیم الجثہ جیلی تصور کرنے مین سہولت ہوتی ہے، ایک ایسی معمولی جیلی کا تصور کرو، جو دسترخوان پر پیش کی جاتی ہے، اس مین یہ اور فرض کرلو کہ تجربہ کے اغراض کیلئے باورچی نے ایک بہت بڑی اور مضبوط جیلی تیار کی ہے، اگر ہم دو لمبی سلائیان جیلی مین گھونس دین، اور ایک کو دوسرے سے کچھ فاصلے پر رکھین، تو جب کسی سلائی مین ارتعاشی حرکت پیدا کی جاتی ہے، تو دوسری سلائی بھی وہی حرکت قبول کر لیتی ہے، جیلی ایک سلائی سے دوسری سلائی تک توانائی لیجاتی ہے، ہم نے خود جیلی کے اندر موجی حرکت پیدا کر دی ہے، اب حرکت خواہ زیر زبری یا پس پیشی ہو، دونون مساوی ہین، اور فی الحقیقت حرکت ہر زاویہ پر ممکن ہے،

جب معمولی نوری موجین کسی گرم شدہ جسم سے خارج ہوتی ہین، تو ہم یہ تصور کرتے ہین کہ ہیجان ان برقیون سے پیدا ہوتا ہے، جو جوہرن کے گرد گردش کرتے رہتے ہین، اور یہ سب کی سب ہر قیمت کے زاویہ پر واقع ہون گی، اس لئے تمام اثیری موجون کو کسی ایک خاص سمت مین مرتعش تصور کرنا مشکل ہوگا، نور کی تقطیب کے یہی معنی ہین کہ تمام موجون کو مقید کر لیا گیا ہے، صرف ان موجون کو چھوڑ دیا گیا ہے، جو کسی خاص سمت مین مرتعش ہون ذیل کی تمثیل سے غالباً یہ موضوع بالکل واضح ہو جائیگا،

فرض کرو کہ ایک وحشی جانور کسی ایسی اونچی دیوار کے قریب آرہا ہے جسمین آمد و رفت کا راستہ صرف ایک طویل انتصابی شگاف ہے، وہ اتنا چوڑا ہے کہ وہ جانور اس مین سے سیدھا جا سکتا ہے، اگر یہ خیالی جانور ادھر ادھر بل کھا رہا ہو اور اپنی اس پہلو بہ پہلو حرکت کو روکنے پر قادر نہ ہو، تو ظاہر ہے، کہ جب وہ تنگ دروازہ پر پہنچے گا، تو اس کی مزید گام زنی قطعاً رک جائے گی، لیکن اگر اس وحشی مین یہ خبط پیدا ہو جائے کہ برابر اوپر نیچے اچھلتا کودتا، آگے کی طرف بڑھنے لگے



تو وہ تنگ انتصابی دروازہ اس کے راستے مین کوئی رکاوٹ نہ پیدا کریگا، اگر ایسے وحشیون کا ایک گلہ ایسی دیوار کی طرف ہنکایا جائے جسمین متعدد اونچے تنگ دروازے ہون تو ظاہر ہے کہ صرف وہی جانور اس مین سے نکل سکین گے جن مین انتصاباً جست خیزی کی قابلیت موجود ہے، اس لئے دیوار کی دوسری جانب جانورون کا چھوٹا ہی گلہ پہنچیگا لیکن سب کے سب انتصاباً حرکت کرتے ہون گے،

اس تمثیل وحشت مین جانور نور کی موجی حرکتون کی تعبیر ہین، دیوار حائل مع اپنے انتصابی دروازون کے ایک قسم کی اشیاء کی تعبیر ہے، جس مین سے سب سے زیادہ معروف قلمی جوہر "ٹورملین"[1] ہے، اس قیمتی جوہر کی ایک قاش نور کے لئے وہی حکم رکھتی ہے، جو ہماری تمثیل مین انتصابی دروازون والی دیوار ان خبطی جانورون کے لئے رکھتی ہے، ہم صرف اُن ہی موجون کو ٹورملین مین سے گذرتا تصور کرتے ہین، جنمین انتصابی حرکت ہے پس جو روشنی گذر کر نکلتی ہے، وہ صرف ایک معین سمت مین مرتعش ہے، ہم یہ کہتے ہین کہ جو روشنی ٹورملین مین سے گذرہی ہے، وہ متقطب ہو گئی ہے،

تقطیب نور کے متعلق یہ تمام بیانات بادر ہوا معلوم ہوتے ہین، اب یہ کیونکر کہین کہ دراصل ایسا ہی وقوع مین آیا ہے، ہم تو کوئی فرق نہین پاتے،

تھوڑی دیر کے لئے ہم پھر مذکورۂ بالا تمثیل کو لیتے ہین، اب ہم یہ تصور کرتے ہین کہ دیوار پہلو پر گھمادی گئی ہے، جس سے دروازے افقی وضع مین آگئے ہین، یا ہم تمثیل کو زیادہ مکمل کرسکتے ہین، اگر ہم یہ تصور کرین کہ ایک اونچی دیوار ہے، جسمین دروازے متعدد افقی شگافون کی صورت مین ہین، ان حالات مین انتصابی جست خیزی حرکت والے جانور نہ گزرنے پائین گے، ان کا راستہ قطعاً مسدود ہو جائے گا، لیکن جو جانور بل کھاتے جارہے ہین، وہ بل کھاتے ہوئے ان وسیع افقی شگافون یا دروازون سے گذر جائین گے، اب دونون قسم کے خبطی جانورون کے راستہ روکنے کی تدبیر ہمارے ہاتھ آگئی،

---

[1] (TAUR MALINE) اس سنگ لامع کو کہتے ہین، جو عینک فروش عینکون کے پتھر یا شیشے کی کابخ کی جانچ کے لئے استعمال کرتے ہین، (مترجم)

اگر اوسکو ہم گلے کو حسب سابق انتصابی دروازون مین سے ہنکائین تو صرف وہی جانور گذر پائین گے جنہین انتصابی حرکت ہو، اب ان اچھلتے کودتے جانورون کو ہم دوسری دیوار کی طرف ہنکاتے ہین جسمین افقی دروازے ہین، ان مین سے اب کوئی نہ گذر سکے گا، نتیجہ یہ ہوگا، کہ دوسری دیوار کی وجہ سے کوئی جانور بھی نکلنے نہ پائے گا، ٹورملین اور نور مین بھی یہی کیفیت ہوتی ہے، ہم انتصابانہ مقطب روشنی پیدا کر سکتے ہین، اور اوس کو ٹورملین کی ایسی قاش سے گذار کر جو اپنے پہلو پر گھومی ہوئی ہو، یا بالفاظ دیگر ربع گردش طے کر چکی ہو، ہم ان انتصابی موجون کے راستہ کو مسدود کر سکتے ہین اور کامل تاریکی پیدا کر سکتے ہین، رواج یہ ہے کہ ٹورملین کے پہلے ٹکڑے کو مقطب کہتے ہین، اور دوسرے ٹکڑے کو مشرح لیکن وہ بعینہ ایک ہوتے ہین، اور ان کو مختلف نام دئے جانے کی وجہ صرف یہ ہے، کہ ان مین امتیاز کیا جا سکے، روشنی کو مقطب کرنے کے اور طریقے بھی ہین لیکن ہمارا مقصود یہان صرف یہ بتلانا ہے، کہ نور کی یہ ایک امتیازی خاصیت ہے،

برسبیل تذکرہ یہان یہ بتا دینا مناسب ہے، کہ مناظری قندیل کے پردے پر مقطب روشنی کے ذریعہ سے نہایت دلکش لونی اثرات پیدا کئے جا سکتے ہین، اگر مقطب اور مشرح اس انداز پر رکھے ہون کہ تمام روشنی کو منقطع کر دین، تو پردہ تاریک ہوگا، اس وقت اگر ہم مشہور و معروف ابرک کی ایک پتلی قاش ہر دو مقطب کے درمیان رکھدین، تو ہم کو کچھ دکھائی دینے کی توقع نہ ہونا چاہئے، لیکن اپنی دبازت کے لحاظ سے ابرک مقطب روشنی کے بعض موجی طولون کو گذرنے دیگا، بنا برین تقطیب نما سے دیکھنے پر یا قندیل کے پردے پر ایک مناظر لونی احساس پیدا ہوگا جب مشرح گھمایا جاتا ہے، تو یہ رنگ بدل کر اپنا متمم رنگ[1] بن جاتا ہے، جب مشرح ایک وضع مین ہوتا ہے، تو بعض موجی طولون کو گذرنے دیتا ہے، اور بعض کو روک دیتا ہے، لیکن اگر مشرح ۹۰ درجے مین گھما دیا جائے، تو جو موجین پہلے گذر جاتی تھین، وہ مقطوع ہو جائین گی، اور جو مقطوع تھین، وہ گذر جائین گی، دیگر اشیا بھی مثل ابرک کے عمل کرتی ہین، اور جو رنگ گذر جاتے ہین اُن کا انحصار شے کی نوعیت پر ہے، نیز اوس قاش کی دبازت پر جس مین سے مقطب روشنی گذرتی ہے،

---

[1] دو رنگ متمم اسوقت کہلاتے ہین جب کہ دونون مل کر سفیدی پیدا کرین، مثلاً سبزی مائل زرد رنگ اور بنفشئی رنگ ملکر سفید رنگ پیدا کرین گے، لہٰذا وہ ایک دوسرے کے متمم ہین، (مترجم)

منقطب روشنی کی مدد سے کامل طور پر بے رنگ قندیلی تختیون سے مین نے نہایت عجیب و غریب رنگ پیدا ہوتے دیکھے ہین، تختیون پر جو تصویرین ہوتی ہین، وہ مختلف بے رنگ اشیاء کی متعدد قاشون سے مرکب ہوتی ہین، سب کی سب فرض کرو کہ مختلف اللون طوطے کی شکل مین مترتب ہین، تختی خود بے رنگ ہوتی ہے، لیکن جب پردے پر خیال بنتا ہے، تو یہ تصور کرنا مشکل ہوتا ہے، کہ یہ کسی رنگین یا زنگدار تختی سے پیدا شدہ نہین ہے، مشرح اگر گھمایا جائے، تو مزید دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے، تمام رنگ یک قلم بدل جاتے ہین، طوطے کی سُرخ دم اب سبزی مائل نیلی ہو جاتی ہے، جب مشرح گھمایا جاتا ہے، تو تمام رنگ اپنے اپنے متممون مین بدل جاتے ہین، زرد نیلا ہو جاتا ہے، ارغوانی سبز ہو جاتا ہے، اور سبزی مائل نیلا سُرخ ہو جاتا ہے،

تقریر بالا نے ہمین اس امر سے مانوس کر دیا کہ روشنی منقطب کیجا سکتی ہے، نور کی یہ خاصیت ہماری روزمرہ کی زندگی مین مشاہدہ مین نہین آتی، لیکن نور کی ایک اور نمایان خاصیت ہے، جو آتی ہے، ہم نے یہ ضرور مشاہدہ کیا ہوگا کہ مختلف قسم کی چیزون پر جب روشنی پڑتی ہے، تو سب کی سب منعکس نہین ہوتی، ہم مین سے سب سے کم غور کرنے والے شخص نے بھی دیکھا ہوگا، کہ سیاہ شے کے مقابلے مین سفید شے بہت زیادہ روشنی منعکس کرتی ہے، جو روشنی منعکس نہین ہوتی، اس کا کیا حشر ہوتا ہے؟ وہ اس شے مین جذب ہونی چاہئے، جس پر وہ واقع ہوئی ہے، یہ انجذاب نور کی ایک معین خاصیت ہے، اور ایسی ہے کہ برابر ہمارے مشاہدے مین آتی رہتی ہے،

اب ہم نور کی مختلف خاصیتون کو ان عنوانات سے بیان کر سکتے ہین،۔ انعکاس، انجذاب، انعطاف اور تقطیب کیا تمام اثیری موجین فی الحقیقت یہ خاصیتین رکھتی ہین، ان کو یہ تمام مظاہرے دکھلانے چاہئین اگر یہ دعوی صحیح ہے، کہ نور، اشعاعی حرارت اور برقی موجین سوائے اپنے طول موج کے بعینہٖ ایک ہین ہم اس دعوی کا تجرباتی ثبوت دیکھنا چاہتے ہین،

اگر ہم اشعاعی حرارت کے انعکاس کا تجرباتی ثبوت چاہتے ہین، تو اس کے لئے بہت سے تجربے ہین، اگر ہم عالم تصور مین انیسوین صدی کے اوائل کی "مجلس شاہی" پر نظر ڈالین، تو ہم سر ہمفری[1] ڈیوی کو یہی اثبات کرتا دیکھین گے،

---

[1] (Sir Humphrey Davy) مشہور انگریز سائنس دان ابتدائی تعلیم طب کی حاصل کی لیکن شوق سائنس کا تھا،

ان کے پاس دو بڑے چاندی چڑھے مقعر آئینے ہین، ایک آئینہ درس گاہ کی میز کے اوپر آویزان ہے، اور اس کا رُخ نیچے کی جانب ہے، اور دوسرا آئینہ میز پر ہے، جس کا رُخ اوپر کی جانب ہے، بالائی آئینہ چھت کی بلندی پر ہے، اور اس طرح ترتیب دیا گیا ہے، کہ وہ بآسانی میز تک نیچا کیا جا سکتا ہے، اور پھر اوٹھایا جا سکتا ہے، تو ہے کا ایک بڑا گولا سُرخ گرم کیا جاتا ہے، اور کانٹے کے ذریعے سے اس منحنی آئینہ مین لٹکا دیا جاتا ہے، یہ آئینہ پھر اوٹھا دیا جاتا ہے، حرارتی موجین اب منعکس ہو کر میز پر کے دوسرے آئینہ پر واقع ہوتی ہین، بعد وقوع وہ ایک ماسکہ مین آجاتی ہین یعنی ایک نقطے پر ملتی ہین، اگر سر ہمفری ڈیوی اس نقطے پر اپنا ہاتھ رکھتے ہین، تو تا دیر قائم نہین رکھ سکتے، درحقیقت اگر وہان کوئی شعلہ پذیر شے رکھی جائے تو فوراً جل اٹھتی ہے، یہ تو اشعاعی حرارت کا انعکاس ہوا، پس ہم اس امر پر متفق ہین، کہ جہانتک اس خاصیت کا تعلق ہے، ایثر مین نوری اور حرارتی موجین ایک ہی نوعیت کی ہین،

دوسری خاصیت جس سے ہم بحث کرین گے انجذاب ہے، اشعاعی حرارت کا انجذاب اس قدر کثیر الوقوع ہے، کہ کسی دلچسپ تجربے کا خیال کرنا ہی مشکل ہے، فرض کرو کہ کسی گڑھے کا پانی برف بن گیا ہے، اور سورج چمک رہا ہے، اب ہم سوتی کپڑے کے دو ٹکڑے ہر طرح سے برابر کے لیتے ہین، ایک کو دھو کر سفید کر لیا ہے، اور دوسرے کو سیاہ رنگ دیا ہے، اگر برف کی سطح پر ان دونون سوتی ٹکڑون کو رکھین، کہ سورج کی حرارت دونون پر یکسان پڑے تو دیکھنے پر معلوم ہوگا کہ سیاہ کپڑے کے نیچے کا برف سفید کے نیچے کے برف سے بہت پہلے پگھل جائے گا، اس سے عیان ہے کہ سیاہ کپڑے نے حرارتی شعاعین جذب کر لی ہین، اور سفید کپڑے نے اون کو منعکس کر دیا ہے، اور اس طرح برف کو بچا لیا ہے، پس ہم اس امر پر اتفاق کرتے ہین کہ جہانتک اس دوسری خاصیت کا تعلق ہے، نور اور اشعاعی حرارت دونون کا برتاؤ یکسان ہے، وہ دونون بعض اشیا مین جذب ہو جاتی ہین،

اب رہ گئی تیسری خاصیت یعنی انعطاف، اس کے ثبوت کے لئے ہم کو تجربہ خانہ مین ایک تجربہ انجام دینا پڑیگا، ہم جانتے ہین کہ شیشے کا منشور روشنی کو اپنی طبعی مستقیم راستے سے منحرف کر دے گا، لیکن شیشے کا منشور اشعاعی حرارت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۲) اسلئے اپنی خداداد ذہانت اور قابلیت سے اس میدان مین شہرت حاصل کی اور مفید ایجادین کین، (مترجم)

کی موجون کے لئے غیر شفاف ہوتا ہے، مگر ہم بلور کا منشور استعمال کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ اشعاعی حرارت کی موجون کو اپنے مین سے گذرنے دیتا ہے، ہم پہلے ایک مبدء حرارت کو اس طرح ترتیب دین گے کہ وہ اشعاعی حرارت کی شعاع کو ایک حساس تپش پیما پر ڈالے، اشعاعی حرارت کی ان موجون کی شناخت کے لئے حرانبار[1] یا حربرقی جفت بہت موزون تپش پیما ہوتا ہے، اگر ہم تپش پیما کو تھوڑا سا ایک طرف ہٹا دین، تو حرارتی موجین اس تک نہ پہنچین گی، اور وہ کمرے کی طبعی تپش بتلائے گا، اگر حرارتی موجون کے راستے مین ہم بلور کا منشور رکھدین، تو موجین منحرف ہو جائین گی، اور اب تپش پیما پر پڑنے لگین گی، ہم موجون کو نہین دیکھ سکتے، لیکن ہم تپش پیما کی تپش کو چڑھتا دیکھ سکتے ہین پس اس دعوی کے قبول کرنے مین ہم کو کوئی عذر نہ رہا، کہ جہانتک انعطاف کی اس تیسری خاصیت کا تعلق ہے، نور اور اشعاعی حرارت دونون کی نوعیت ایک ہی ہے، غالباً ہر مدرسہ جانے والا لڑکا جانتا ہے، کہ عدسہ حرارتی موجون کو منعطف کر دیتا ہے اور ایک ماسکہ پر جمع کر دیتا ہے، فی الحقیقت ہم آتشی شیشون کا ذکر کیا کرتے تھے، روزانہ اخبارون سے معلوم ہوا کہ ایک لڑکے نے ایک دوکان کے اندر آگ لگا کر بہت نام پیدا کیا ہے، لڑکا باہر کھڑا رہا، اور سورج کی حرارتی موجون کو مکبر (کلان نما) شیشہ کے ذریعہ سے کھڑکی کے پردے پر مرتکز کرتا رہا، خوش قسمتی سے آگ جلد قابو مین آگئی، اور نقصان زیادہ نہ ہونے پایا، لیکن بہت ممکن تھا کہ صورت دوسری ہوتی،

اب صرف تقطیب کی خاصیت رہ گئی، اس کا مظاہرہ بہت کچھ اسی طریقے پر ہو سکتا ہے، جو مرئی روشنی کی تقطیب مین استعمال کیا گیا ہے، حرارتی موجون کی شناخت کیلئے حرانبار استعمال کیا جائے،

اب رہین برقی موجین جیسی کہ لاسلکی تلغرافی مین استعمال ہوتی ہین، کیا ان مین بھی انعکاس، انعطاف اور تقطیب کی وہی خاصیتین موجود ہین؟ ان برقی موجون کی شناخت کا ہمارے پاس ایک بہت سہل طریقہ ہے، ہم اس طرح ترتیب دے سکتے ہین کہ جس وقت وہ کسی لاسلکی شناسندہ پر پڑین تو ایک برقی گھنٹی بجنے لگے، جب ہم برقی شرارون کا

---

[1] اس آلہ کا اصول حسب ذیل ہے:- اگر دھات کے تارون کے سرون کو ایک طرف ملا دیا جائے اور بقیہ دوسرون کو کسی رو پیما سے ملا دیا جائے پھر تارون کے جوڑ کو گرم کیا جائے، تو محض تپش کے اس فرق سے رو پیما مین ایک رو دوڑ جائیگی، اشعاعی حرارت کی شناخت کیلئے یہ آلہ بہت مفید اور حساس ہوتا ہے (مترجم)

ایک سلسلہ پیدا کرتے ہین، تو ہم اثیر محیط مین برقی موجین پیدا کرتے ہین، اور یہ چارون طرف پھیل جاتی ہین، اگر ہم اس فرستندہ یا شرارہ خیز آلے کو کسی تانبے کے برتن مین بند کر دین، تو موجین مقید ہو جائینگی لیکن اگر ہم کسی پہلو مین کوئی منفذ چھوڑ دین گے، تو موجین نکل بھاگین گی، یہ باہر کی جانب خط مستقیم مین چلین گی لیکن بتدریج پھیلتی جائین گی جس طرح کہ روشنی پھیلتی رہے، اگر لاسلکی شناسندہ "خط آتش" کے اندر ہے، تو گھنٹی بجے گی، لیکن ہم شناسندہ کو دوسرے تانبے کے بکس مین رکھتے ہین، اس مین بھی ایک منفذ ہوتا ہے، اب ہم اس بکس کو اس طرح رکھتے ہین، کہ اس کا دہانہ برقی موجون کی زد سے باہر ہو، جو اس مین داخل ہوئے بغیر اسی کے پاس سے نکل جاتی ہین، اگر موجون کے راستے مین ہم کسی دھات کی ایک چادر رکھدین تو چادر کو ایک خاص زاویے پر مائل کر دینے سے برقی موجین منعکس ہو جاتی ہین، پس وہ شناسندہ والے بکس مین داخل ہو کر گھنٹی کو بجا دیتی ہین، پس اس مین کوئی شبہہ نہین کہ برقی موجون مین منعکس ہونے کی یہ خاصیت موجود ہے،

برقی موجون کو منعکس کرنے کے لئے دھاتی چادر استعمال کرنے کے بجائے ہم ان کے راستہ مین منشور رکھ سکتے ہین، منشور مین سے گذرتے وقت موجین منعطف ہو جائین گی، یا خم کھا کر شناسندہ والے بکس مین داخل ہو جائین گی، اس مقصد کیلئے ہم پیرافین موم کا منشور استعمال کرتے ہین، کہ وہ برقی موجون کیلئے زیادہ شفاف ہی،

متعدد تجربہ کرنے والون نے مختلف طریقے اس امر کے دکھلانے کے لئے ایجاد کئے ہین، کہ یہ برقی موجین مقطب ہوتی ہین، وہ سب کی سب ایک ہی مستوی مین مرتعش ہوتی ہین، اس کا سادہ ترین تجرباتی ثبوت یہ ہے، کہ وہ ایک خاص تار کی جھری مین سے گذر جاتی ہین جب کہ وہ ایک وضع مین رکھی جائے، لیکن جب اُس کو گھما کر پہلی وضع کے علی القوائم کر دیا جائے تو موجین مسدود ہو جاتی ہین، تقطب روشنی کے متعلق جو تقریر اوپر گذر چکی ہی اُس سے اس کا سبب بخوبی عیان ہو جائے گا، موجودہ صورت مین موجین پہلے ہی سے مقطب ہین، پس جھری نور بین کے دوسرے ٹکڑے یعنی مشرح کی جگہ لیتی ہی،

اب ہمارے ذہن مین اس دعوی مین کوئی شبہہ نہ رہنا چاہئے، کہ نور، اشعاعی حرارت اور برقی موجین

ایک ہی نوعیت کی ہین، اب ہم کو قطعی تجرباتی ثبوت اس امر کا مل گیا کہ اُن کے خواص ایک ہی ہین، عام دستور یہ ہے کہ ان تمام امور کو نور کے عنوان کے ماتحت بیان کرتے ہین، لیکن اس کی وجہ سے ہم کو مرئی اور غیر مرئی روشنی کی تقسیم کرنا پڑتی ہے، جو اجتماعِ ضدین معلوم ہوتا ہے، ہم نے لفظ نور کو احساس نور کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے اسلئے تاریک روشنی کا ذکر ہمارے نزدیک مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے، اگر ہم تینون قسمون کو "برقی موجون" کے عنوان کے تحت رکھین، تو ہم بالکل حق بجانب ہون گے، لیکن دقت یہ ہے کہ یہ اصطلاح ان موجون کے لئے وضع کی گئی ہے، جو لاسلکی فرستیدہ پیدا کرتا ہے، ہمارے لئے بہترین تدبیر یہ ہوگی، کہ ہم ان سب کو اثیری موجین کہین، جن مین سے بعض اُن چیزون مین گرمی پیدا کرتی ہین جنہین وہ واقع ہوتی ہین، اور بعض ہمارے حس بصارت کو متاثر کرتی ہین، اور بعض برقی اثرات پیدا کرتی ہین، جب ہم رنگ کے بیان پر آئین گے، تو ہم کو اثیری موجون کو نور نہ کہنے کا نفع معلوم ہوگا،

ہم اسکو باور کرتے ہین کہ تمام اثیری موجین منعکس، منجذب، منعطف، اور مقطب ہوتی ہین لیکن یہ سب کیونکر وقوع مین آتا ہے، تجرباتی ثبوت ہم کو ان مختلف مظاہر کی علت نہین بتاتے،

ہمارے خیالات قدرةً برقیون کی طرف جاتے ہین، جو مع اثیر کے بسیط سے بسیط شے ہین جن کا ہمین علم ہے، ظاہر ہے، کہ منفی برق کے ان ننھے بارون پر بڑا بھاری بوجھ پڑتا ہے، ہم دیکھ چکے ہین، کہ جوہر ان ہی سے مرکب ہین برقی رو اور برقی اخراج ان ہی ننھے برقیون کی حرکت کا دوسرا نام ہے، ہم دیکھ چکے ہین، کہ کیونکر ان برقیون کی حرکت سے مقناطیسی میدان، برقی موجین اشعاعی حرارت مرئی روشنی اور ہر قسم کی اثیری موج پیدا ہوتی ہے،

جب برقیے کسی تار کے دور پر اِدھر اُدھر جھومتے ہین، تو وہ محیط اثیر مین بڑی لمبی لمبی موجین پیدا کرتے ہین،

جب کسی تار پر برقیے اِدھر اُدھر جھومتے ہون، تو ہم کہتے ہین، کہ تار مین برق کی ایک متبادل رو جاری ہے، یہ نام ہم اسلئے دیتے ہین، کہ مستقیم یا مسلسل رو سے تمیز ہو سکے، موخر الذکر صورت مین برقیے ادھر اُدھر جھومتے ہین، بلکہ مستقلاً ایک ہی سمت مین حرکت کرتے رہتے ہین، ہم نے ان کو جوہر بجوہر تمام خط پر منتقل ہوتے تصوّر کیا تھا جب کسی تار مین متبادل رو ہوتی ہے، تو ہم برقیون کی ایک سریع پس پیشی حرکت تصوّر کرتے ہین، اور ہم کہتے ہین کہ ہم نے

تار مین برقی اہتزازات پیدا کردے، برقی اہتزاز کی سریع ترین شرح جو حاصل ہو سکی ہے، وہ ہے، جو امالی لچھون سے پیدا ہوتی ہے، اور حساب لگایا گیا ہے، کہ وہ ستر ہزار ملین (۷۰، ارب) ارتعاش فی ثانیہ ہے، یہ بہت زبردست شرح ہے، لیکن مرئی روشنی کے پیدا کرنے کے لئے جو چار سو ملین (یعنی چالیس نیل) ارتعاش فی ثانیہ کی ضرورت ہے، اس سے بہت کم ہے، برقیے جو ہماری بصارت کو متاثر کرنے والی اثیری موجین پیدا کرتے ہین، وہ ادھر ادھر چھوٹے نہین، بلکہ مادہ کے جوہرون کے گرد گردش کرتے ہین، وہ برقیے جو سرخ روشنی کے نام کی اثیری موجین پیدا کرتے ہین، وہ اپنے اپنے جوہرون کے گرد ہر ثانیہ مین چار سو ملین (۴۰ نیل) مرتبہ گردش کرتے ہین،

برقیون کے محیط کل اثیر کو متہیج کرنے اور اس طرح اثیر اور مادے مین ایک معین ربط پیدا کرنیکے مفہوم سے ہم مانوس ہو چکے ہین، اس لئے یہ دیکھنا بہت دلچسپ ہوگا کہ یہ اثیری موجین کیونکر مادے پر عمل کرتی ہین، اب اس مین کسی طرح کا کلام نہین کہ جب اثیری موجین مادے پر واقع ہوتی ہین تو مادے کے اندر کے برقیے ہی اس سے متاثر ہون گے، ان ننھے برقیون نے ہم کو ایک بڑی مشکل سے بچا لیا ہے، جب تک ہم ان سے واقف نہ ہوئے اس وقت تک ہماری سمجھ مین نہ آتا تھا کہ اثیری موجین مادے پر واقع ہو کر اس کو کیونکر متاثر کرتی ہین، جب ہم نے ان ننھے ننھے برقیون کے وجود کا پتہ لگا لیا تو سب کچھ صاف ہو گیا، کیونکہ ایک برقاطیسی موج ان چھوٹے بارون یا برقی جوہرون کو ضرور متاثر کریگی،

دہکتے سورج مین ہم برقیون کو مادے کے لاکھون کرورون جوہرون کے گرد صد ہا رفتارون پر گردش کرتے تصور کرتے ہین، اب اس کا سبب کہ کیون برقیے بعض قسم کے جوہرون کے گرد صد ہا رفتارون کی نسبت سے تیز تر گردش کرتے ہین، ہم آیندہ چل کر بیان کرین گے، دور دراز سورج کے برقیے اثیر مین مختلف طولی موجون کا ایک بڑا تنوع پیدا کرتے ہین،

سب سے پہلے آؤ ان طویل موجون کو دیکھین جن کو ہم اشعاعی حرارت کہتے ہین، جب اس سیارے پر

مادے کے کسی ٹکڑے پر واقع ہوتی ہین، تو مادے کے اندر کے برقیون کو ہیجان مین لے آتی ہین. فرض کرو کہ مادہ دھات کا ایک ٹکڑا ہے، اثیری موجون کے پڑنے سے پہلے ہی دھات کے اندر کے برقیے حالت ہیجان مین ہین، لیکن یہ حرکت بے ضابطہ ہوتی ہے، بعض برقیے برابر ایک جوہر سے دوسرے جوہر تک حرکت کرتے رہتے ہین، اسکی مثال بہت کچھ ایسی ہے، کہ لوگ مربع کی شکل مین ناچ رہے ہون، اور چھوٹے چھوٹے بچے بیچ مین گھس کر دخل در معقولات دین، ایک برقیہ کسی جوہر کے گرد چکر لگاتا ہے، کہ دفعتہً کسی دوسرے جوہر سے متصادم ہوتا ہے، اس کے گرد گردش کرتا ہے، اور اسی طرح جوہر بہ جوہر دوڑتا پھرتا ہے، کوئی باقاعدہ دوری حرکت نہین ہوتی محض ایک ہیجان ہے، باینہمہ جب اثیری موجون کا ایک سلسلہ پہنچتا ہے، تو اس سے ایک معین تموج پیدا ہوجاتا ہے، اور ہم کو ان طویل اثیری موجون کی تمام توانائی بہت جلد ان بھگوڑے برقیون کی حرکتون کے روکنے اور ان کو جوہر بہ جوہر دھکا دینے مین صرف ہوتی نظر آنے لگتی ہے، اس عام ہیجان مین جوہر اور سالمے تیز تر ارتعاش کی حالت مین آجاتے ہین، اور ہم کہتے ہین کہ دھات کا ٹکڑا گرم ہوگیا ہے ہم دیکھتے ہین کہ سورج سے آئی ہوئی اشعاعی حرارت بحر اثیر مین لکھوکھا میل طے کرنے کے بعد اس سیارے پر سالمی حرارت مین متحیل ہوجاتی ہی،

اب جن اثیری موجون کو ہم مرئی روشنی کہتے ہین ان کا کیا حال ہے، ؟ سورج ان کو بھی پیدا کر رہا ہے، اور جب وہ اس سیارے پر پہنچتی ہین، تو مختلف قسم کے مادے اُن کو مختلف طریقون پر قبول کرتے ہین، ہر صورت مین شے کے اندر برقیون کی حرکت آنے والی موجون کی حرکت کے مخالف ہوتی ہے، برقیون کا اقتضاء صدمہ موج کی مخالف سمت مین حرکت کرنے کا ہوتا ہے، ہم کو اس اختلاف کے سبب کیلئے کسی زحمت کی ضرورت نہین، اگر کوئی قاری اس کی لم دریافت کرنا چاہے، تو ؎ کو دیکھے، جہان ہم دیکھ چکے ہین کہ ایک تار مین ادھر ادھر چھوٹنے والے برقیے کسی بعید تار کے برقیون کو کیونکر متاثر کرتے ہین،

اگرچہ ہم نے تمام برقیون کی طرف سے حملہ آور اثیری موجون کی ایک عام مخالفت کا نقشہ کھینچا ہے، تاہم اس کا محاظ رکھنا چاہیے کہ فی الحقیقت زبردست مخالف وہی برقیے ہوتے ہین، جو آنے والی موجون کی مادی رفتار

سے مرتعش ہونے کی قابلیت رکھتے ہین، آیندہ باب مین ہم اس امر کا سبب دریافت کرین گے، فی الحال ہم اس امر پر اکتفا کرتے ہین، کہ یہ برقیے آنے والی موجون کے روکنے مین کامیاب ہوجاتے ہین، لیکن برقیون کا کیا حشر ہوتا ہے، ؟ اس کا انحصار اس امر پر ہے کہ برقیے مین اپنا مقام قائم رکھنے کی قابلیت کہان تک ہے، اگر برقیہ جوہر سے ڈھیلا بندھا ہوا ہے، تو وہ برقیہ نکال دیاجائے گا، اور جوہر بہ جوہر ٹھوکرین کھاتا پھریگا، یہانتک کہ تمام توانائی حرارت مین صرف ہوجائے، جب ایسا وقوع مین آتا ہے، تو ہم کہتے ہین کہ نور اُس شے مین جذب ہوگیا جس پر وہ واقع ہوا، شے کو پھر ہم سیاہ کہتے ہین،

کسی چیز کے باب مین ہم دیکھ چکے ہین، کہ اثیری موجون مین برقیون کو اپنے جوہرون سے جدا کر دینے کی طاقت موجود ہے، ہم نے دیکھا کہ جب ورا بنفشئی روشنی پاشِ شدہ جست کی کسی ایسی چادر پر پڑی جس مین برقیون کی زیادتی تھی، یا بالفاظ دیگر جو منفیانہ برقائی ہوئی تھی، تو بعض برقیے جست سے جدا ہو کر ہوا مین نکل گئے،

ہم پھر اس صورت کی طرف رجوع کرتے ہین کہ معمولی روشنی مادے پر پڑ رہی ہے جسمین برقیے اثیری موجون کے روکنے کی صلاحیت رکھتے ہین، ہم نے وہ نتیجہ دیکھ لیا جب کہ یہ برقیے بآسانی جدا ہوجاتے ہین لیکن فرض کرو، کہ برقیے اپنے جوہرون سے بہت مضبوطی سے ملحق ہین، وہ اپنا مقام قائم رکھ سکتے ہین، وہ صرف باقاعدہ ارتعاش کی حالت مین آجاتے ہین، اُن کی شرح بالکل وہی ہوتی ہے، جو آنیوالی موجون کی لیکن اُن کے مخالف، بالفاظ دیگر برقیے آنے والی موجون سے بقدر نصف طول موج کے پیچھے ہون گے لیکن یہان زیادہ تفصیل مین جانے کی ضرورت نہین ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہوگا کہ جب برقیے اپنے جوہرون سے ملحق ہی رہتے ہین، تو وہ ادن کے گرد اسی رفتار سے گردش کرتے ہین، جو آنے والی موجون کی ہوتی ہے، جنکو روکنے مین وہ کامیاب ہوجاتے ہین لیکن ایسا کرنے مین برقیے خود اپنی طرف سے نئی اثیری موجین پیدا کردیتے ہین، یہ نئی اثیری موجین، لازمًا اسی طول موج کی ہون گی جو آنیوالی موجون کا ہوگا، اس لئے ہم یون کہتے ہین کہ ایسی اشیا روشنی کو منعکس یا واپس کردیتی ہین، اور جب

وہ سرخ سے لیکر بنفشی تک تمام طولوں کی موجوں کو منعکس کرتی ہیں، تو ہم انکو سفید کہتے ہیں،

ہم دیکھتے ہیں کہ جو کچھ ہم پہلے سمجھتے تھے، انعکاس کے معنی اس سے بہت مختلف نکلے، ہم اس خیال کے عادی رہے ہیں کہ کسی سطح سے روشنی اسی طرح منعکس ہوتی ہے جس طرح ربڑ کا گیند کسی دیوار سے پلٹ کر آتا ہے، آج ہمارے خیالات بالکل مختلف ہیں، ہم آنے والی موج کو رکتا دیکھتے ہیں، اور جو برقیے اُن کو روکنے میں کامیاب ہوئے، اُن نئی موجیں پیدا ہوتی دیکھتے ہیں، جس لمحہ حملہ آور موجیں رک جاتی ہیں، اس لمحہ برقیے بھی اس مقررہ رفتار سے گردش کرنا چھوڑ دیتے ہیں، جو ان باقاعدہ ارتعاشوں کے لئے ضروری ہے جن سے مرئی روشنی ظہور میں آتی ہے، اس کلیہ کے چند مستثنیات بھی ہیں، بعض صورتوں میں برقیے کچھ مزید عرصہ تک گردش کرتے رہتے ہیں، اور اس لئے حملہ آور موجوں کے ختم ہو جانے کے بعد بھی روشنی دیتے رہتے ہیں، ایسی صورت میں ہم کہتے ہیں کہ شے متنور ہے، چمکدار پینٹ کچھ دیر تک روشنی میں رکھے جانے کے بعد کسی بالکل تاریک کمرے میں رکھنے پر بھی معتدبہ مدت تک روشنی کو منعکس کرتے رہتے ہیں،

ممکن ہے کہ بعض قاری یہ سمجھیں کہ انعکاس کا یہ نیا مفہوم بالکل غیر ضروری ہے، اُن کے نزدیک یہی خیال کفایت کریگا کہ روشنی کسی سطح سے محض پلٹ کر منعکس ہوتی ہے، لیکن تزہرکی تو اس بنیاد پر توجیہ ہو سکیگی اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ وہ کسی معقول طریقہ سے مظہر رنگ کی توجیہ نہ کر سکیں گے، جیسا کہ ہم دیکھیں گے جب اس دلچسپ موضوع کا بیان آئے گا،

ایسی کوئی شے نہیں، جو ان تمام نوری موجوں کو جذب کرلے، جو اس پر واقع ہوتی ہیں، ہمیشہ چند برقیے ایسے ضرور رہ جاتے ہیں، جو حملہ آور موجوں کے مقابلہ میں کم از کم اپنا مورچہ قائم رکھتے ہیں، اور ایسا کرنے میں کچھ روشنی واپس یا منعکس کر دیتے ہیں، بدیں وجہ ایسی کوئی شے نہیں، خواہ ہم اس پر کتنی ہی سیاہی کیوں نہ پھیر دیں، جو روشنی پڑنے پر نظر نہ آئے، مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک دل خوش کن، مگر مہمل قصہ پڑھا ہے، جس میں ایک سائنس دان نے ایسا لک ایجاد کیا ہے، جو ہر واقع ہونے والی نوری موج کو جذب کر سکے، اس موجد نے اپنے ہم پیشہ سائنس دان کے ساتھ ایک علمی مذاق کر کے اس کو پریشان کیا، موجد نے اپنے دوست کے کتے کو اس لک

سے رنگ دیا، جس کی وجہ سے کتا غیر مرئی ہو گیا، صرف اس کا پیتلی کالر ادھر ادھر حرکت کرتا نظر آتا تھا۔ قصہ میں آگے یون لکھا تھا کہ دوسرے سائنسدان نے جب اس کا راز معلوم کر لیا، تو اوس نے موجد کے مکان کو اس کی غیر حاضری مین اسی لک سے رنگ دیا، جب وہ اپنے گھر واپس آیا، تو اپنی غیبت مین مکان کے غائب ہو جانے سے وہ بہت پریشان ہوا، بلاشبہہ قصہ مہمل ہے، اور اگر وہ خیالی لک اس قابل بھی ہوتا کہ ہر واقع ہونیوالی اثیری موج کو جذب کر لیتا، تو بھی شے کی احاطہ کردہ جگہ تاریک داغ سا نظر آتی،

مذکورۂ بالا قصہ پر غور کرنے سے ممکن ہے، کہ بعض پہلوون کو واضح کرنے مین مدد ملے۔ فرض کرو کہ قصہ کا مصنف اس سے زیادہ سائنس دان ہوتا، جتنا کہ قصہ سے ظاہر ہوتا ہے، اس نے اس کے خلاف کی انتہا اختیار کی ہوتی، اُس نے یہ لکھا ہوتا کہ مذاق کرنے والے نے کتے کے جسم کو ایسا بنا دیا تھا، کہ وہ اثیری موجون کے لئے کوئی رکاوٹ نہ پیدا کرتا تھا اس طرح روشنی کتے کے جسم سے بآسانی گذر جاتی، بالفاظ دیگر اوس نے کتے کے جسم کو کامل طور سے شفاف بنانے مین کامیابی حاصل کی ہوتی، اور اس صورت مین وہ بالکل غیر مرئی ہو جاتا، اب مصنف کے لئے اشکال یہ ہوتا کہ مذاق کرنے والے کے لئے اس مقصد کی کون سی ترکیب نکالے، ظاہر ہے کہ مقصد کے لئے وہ لک نہین استعمال کر سکتا تھا، اس نے جو ترکیب بتائی وہ سادہ تھی، کیونکہ سیاہ لک سطح ہی پر اثیری موجون کو جذب یا مسدود کر سکتا ہے، کامل طور سے شفاف لک سے کچھ نہ حاصل ہوگا، روشنی اس مین سے گذر جائے گی، اور حسب سابق کتے کے جسم سے منعکس ہو جائے گی، اسکو کوئی ایسی تدبیر نکالنی پڑتی جس سے کتے کے جسم کے مادّے پر اثر پڑتا،

اکثر اشیا مین نوری موجین سطح کی ایک بہت ہی پتلی تہ تک پہنچ پاتی ہین، اور وہان پہنچکر یا تو جذب ہو جاتی ہین، یا منعکس ہو جاتی ہین، جب ان دونون مین سے کوئی بات واقع نہین ہوتی، تو اثیری موجین شے مین سے گذر جاتی ہین، اور ہم کہتے ہین، کہ وہ روشنی کے لئے شفاف ہے، کوئی شے کامل طور سے شفاف نہین، ہمیشہ چند برقیے ایسے ضرور باقی رہتے ہین، جو کم از کم اثیری موجون کو واپس بھیجنے کے لئے مطلوبہ گردشی

حرکت اختیار کرنے کے قابل ہوتے ہین، ہم جانتے ہین کہ بعض اشیا تعجب انگیز طور پر شفاف ہوتی ہین، شیشہ کے استعمال کے اوائل ہین میرے دادا نے اپنے وطن مالوف سے کچھ فاصلہ پر ایک مکان بنایا، اس نواح مین اُن ہی کا مکان پہلا مکان تھا جسکی کھڑکیون مین شیشے لگے ہوئے تھے، جب مکان تیار ہوگیا، تو اونھون نے ایک پیرا مرد کو دعوت دی، اُن کو ایک نشست خانے مین بٹھلایا گیا جب تھوڑی دیر بعد میرے داداصاحب تشریف لائے، تو دیکھا کہ اُن پیر مرد کا کالر چڑھا ہوا ہے، اور گلوبند گلے مین لپٹا ہے، اُن کو یہ خیال تھا، کہ کھڑکیون مین شیشے نہین، اور چونکہ سردیون کا موسم تھا، اس لئے اُنھین سردی لگ جانے کا اندیشہ تھا، متعدد بار ایسا ہوا ہے کہ میرے اور کسی شے کے درمیان کوئی شیشہ ہوا، تو مجھے پتہ نہ لگ سکا، لیکن ایسی صورتون مین روشنی مدھم رہی، ہوا تک بھی کامل طور سے شفاف نہین،

اس باب کو ختم کرنے سے پہلے یہ مناسب ہوگا کہ کسی مادے کے ٹکڑے پر واقع ہونے پر اثیری موجون کے متعلق خیالات یکجا کردئے جائین، اگرچہ ہم بالخصوص اُن ہی اثیری موجون کا ذکر کرتے رہے ہین، جو ہماری بصارت کو متاثر کرتی ہین، تاہم جو کچھ کہا گیا، وہ اشعاعی حرارت اور برقی موجون کے لئے بھی صحیح ہے،

اکثر اشیا مین اثیری موجین سطح پر کے برقیون سے رُک جاتی ہین، اگرچہ موجون کے رد کنے کے دوران مین برقیے اپنے جوہرون سے جدا ہو جائین، تو موجین جذب ہو جاتی ہین - اور اگر برقیے اپنے جوہرون سے ملی رہین! تو موجین منعکس ہو جاتی ہین، ہر دو صورتون مین کامگار برقیے وہی ہوتے ہین، جو آنے والی اثیری موجون کی شرح رفتار سے مرتعش ہوتے ہین اگر شے مین عملاً کوئی برقیہ ایسا نہین ہے، جو آنے والی اثیری موجون کو پورا پورا جواب دے سکے تو موجین رکتی نہین، وہ شے مین گذر جاتی ہین، باینہمہ موجون کو کچھ رکاوٹ پیش آتی ہے، اور ہم جانتے ہین کہ اُن مین ابطا پیدا ہوجاتا ہے، شیشے جیسے واسطے مین اصلی رفتار کی ایک تہائی کم ہوجاتی ہے،

مذکورۂ بالا تین قسمون کے علاوہ بلاشبہ ایسی اشیا بھی ہون گی، جو کچھ تو ایک قسم کے مطابق عمل کرین گی، اور کچھ دوسری قسم کے مطابق بعض اشیا نیم شفاف ہوتی ہین، ہم ان کو نیم کثیف بھی کہہ سکتے ہین، ہم لفظ کثیف کو اُن

تمام اشیا، کے لئے استعمال کرین گے جو اپنے مین سے موجون کو گذرنے نہین دیتین، خواہ وہ موجون کو جذب کرین، یا منعکس، ہر شخص جانتا ہے کہ بعض اشیا، اپنے پر واقع ہونے والی اثیری موجون کے ایک حصہ کو جذب کرتی ہین بقیہ کو منعکس

تقطیب کا سبب بھی اب عیان ہو جائے گا، ٹورملین جیسی اشیا مین ایسے برقیے ہوتے ہین، جو صرف ایک معین سمت مین مرتعش ہوتے ہین، پس جو موجین ایسی شے مین سے گذرتی ہین، وہ صرف ایک خاص سمت مین مرتعش ہوتی ہین جس طرح سطح سمندر پر کی زیر و زبر موجین،

ان تمام مظاہر سے بڑھ کر جو دلچسپی کی چیز ہے، وہ یہ امر ہے، کہ بعض اشیا، صرف معین موجی طولون ہی کو منعکس کر سکتی ہین، اس طرح مظہر رنگ نمودار ہوتا ہے، یہ موضوع اسقدر دلچسپ ہے، کہ اس کے لئے ایک علٰحدہ باب درکار ہے۔

تیرہوان باب

رنگ کی توجیہہ

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ بہت سے لوگ رنگ کے صحیح معنی سمجھنے سے قاصر رہتے ہین، ابتک ہمارے پاس صرف یک رُخی توجیہ تھی، ہم جانتے تھے کہ بعض اشیا بعض اثیری موجون کو جذب کرتی ہین، اور بعض کو منعکس، اس طرح چیزین رنگین نظر آنے لگتی ہین لیکن اشیار کی اس انتخابی خاصیت کی کوئی توجیہ نہ تھی، ایسا کیون ہے کہ ایک خاص شے ہمیشہ چند معین موجی طولون کو جذب کرتی ہے، اور دوسری کو نہین، برقیون کے ساتھ رنگ کی بھی ایک معقول توجیہ ہوگئی،

معمولی شخص کے لئے رنگ کا موضوع ہمیشہ دقت طلب معلوم ہوتا ہے، واقعی اس مین تعجب کی بھی کوئی بات نہین، کیونکہ جو لوگ اس سے واقف ہین، وہ بھی نہایت مبہم طریقہ سے اس کا ذکر کرتے ہین، ہم رنگ اور نور مین مناسب تمیز کرنے مین کوتاہی کرتے ہین، ہم کہتے ہین کہ سترہوین صدی کے اختتام پر سر اسحاق نیوٹن نے یہ انکشاف کیا تھا کہ معمولی سفید روشنی قوس قزح کے تمام رنگون کا آمیزہ ہے، اس لئے ہم سفید روشنی کو رنگین شعاعون کا مجموعہ کہتے ہین، ہم یہ سمجھتے ہین، کہ ایک شے بعض رنگین شعاعون کو جذب کرتی ہے، اور دوسرون کو منعکس،

اس قسم کی تقریر بالکل مستند سمجھی جاتی ہے، لیکن مجھے یقین ہے، کہ رنگ کے موضوع کے ساتھ جو

دقتین پیدا ہوتی ہین، اُن مین سے بیشتر کا سبب یہی طرز بیان ہے، ہم کو فی الحقیقت کوئی حق نہین کہ ہم سفید روشنی کو رنگین شعاعون کا آمیزہ یا مجموعہ کہین، وہ مختلف طولون کی اثیری موجون کا ایک دھارا ہے، اور بس، غالباً ایک تمثیل سے یہ نکتہ واضح ہو جائیگا، میدان جنگ مین ایک اڑتی گولی کسی سپاہی کے لگتی ہے، اور اس مین درد کا احساس پیدا کر دیتی ہے، اڑتی گولی اور درد دو بالکل مختلف چیزین ہین، کوئی اڑتی گولی کو درد کہنے کا خیال تک بھی نہ کریگا، با ایں ہمہ نور کے سلسلے مین ہم بہت کچھ ایسا ہی کرتے ہین، معمولی سورج کی روشنی مین مختلف طولونکی اثیری موجون کے سوا کچھ نہین اور جب یہ ہماری آنکھون پر پڑتی ہین، تو رنگ کے چند احساسات پیدا کر دیتی ہین، اگر وہ سب کی سب آنکھ مین داخل ہون تو وہ ایک خاص احساس پیدا کرتی ہین، جس کو ہم "سفید" کہتے ہین، اگر ہم چند موجون کو پردے سے روک دین، اور صرف چند معین طول کی موجون کو آنکھون مین جانے دین، تو داخل شدہ موجون کے طولون کے لحاظ سے ہم کو ایک معین "لونی احساس" ہوگا، ہم کو درحقیقت کوئی حق نہین کہ ان اثیری موجون کو ہم رنگ یا رنگین شعاعین کہین، اثیری موجین اڑتی گولی کی طرح کسی چیز سے متصادم ہوتی ہین، اور ایک احساس پیدا کرتی ہین، ہم کو واضح طور سے احساس اور سبب احساس مین تمیز کرنا چاہئے، ہمارا یہ کہنا کہ جسم منشور رنگین شعاعین خارج کر رہا ہے، ایسا ہی ہے، جیسے کوئی شاعر کہے کہ دشمن کی توپین درد اور موت برسا رہی ہین، رنگ کے مسئلہ سے ہم کو اسی وقت بحث کرنا چاہئے، جبکہ ہم حواس کا مطالعہ کر رہے ہون، جو کچھ خارج مین ہوتا ہے، اس سے بحث کرتے وقت ہم کو صرف اثیری موجون سے سروکار ہوتا ہے،

نیوٹن کے زمانے سے پہلے لوگون کا یہ اعتقاد تھا کہ تمام روشنی طبعاً سفید ہے، جب وہ سرخ شیشے مین سے گذاری جاتی ہے تو اُن کا خیال تھا کہ شیشہ اُن کو سرخ رنگ دیتا ہے، جب سفید روشنی کسی سبز چیز پر پڑتی ہے، تو اُن کے خیال کے مطابق وہ چیز روشنی کو سبز کر دیتی تھی، اور اسی طرح اس مین شک نہین کہ خود نیوٹن روشنی کو مادی چیز سمجھتا تھا، جو نہایت چھوٹے چھوٹے ذرون یا جسیمون پر مشتمل تھی، نیوٹن کے نظریہ جسیمہ، اور اس خیال مین کہ نور اثیر مین محض موجی حرکت ہے، مدت تک جنگ برپا رہی،

لیکن نیوٹن نے اپنے زمانہ کے خیالات مین جو نور کو ایک سادہ سی چیز تبلاتے تھے، تلاطم پیدا کردیا، معمولی روشنی کی ایک شعاع کو شیشے کے منشور مین سے گذارنے پر اُس نے قوس قزح کے تمام رنگ پیدا کر دکھائے، منشور کی دوسری طرف سے معمولی روشنی کی شعاع خارج ہونے کے بجائے فیتے کی شکل مین پھیلے ہوئے واضح رنگ نمودار ہوئے، یہ خیال نہ کیا جاتا تھا کہ شیشے نے روشنی کو رنگ دیا، کیونکہ شیشہ بے رنگ تھا، اس مین شک نہ رہا، کہ شیشے کے منشور نے روشنی کے مختلف اجزا علٰحدہ علٰحدہ کر دئے ہین، بلاشبہہ یہ ایک بہت بڑا انکشاف تھا ہم اس کی اہمیت کو نظر انداز کر جاتے ہین، روشنی کو اس طرح تحلیل کرنے سے جو معلومات حاصل ہوتی ہین، اُن کا اندازہ اس وقت ہوگا، جب ہم یہ تبلائین گے، کہ طیف نما نے کہان تک ہمارے علمی خیالات کو ترقی دی ہے۔

یہ واضح ہوگیا ہوگا کہ رنگ کی مکمل توجیہ کے لئے ہم کو دو مختلف امور سے بحث کرنا ہے، ہم کو خود اثیری موجون سے بحث کرنا ہے، اور پھر ان احساسات سے جو ہماری آنکھ کے شبکیہ پر ان موجون کے تصادم سے پیدا ہوتے ہین،

سب سے پہلے ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہین، کہ کیونکر اشیار مین بعض موجی طولون کے جذب کرنے کی انتخابی خاصیت پیدا ہوجاتی ہے، گذشتہ باب مین ہم سرسری طور پر دیکھ چکے ہین کہ اثیری موجون سے تصادم پر برقیون کا برتاؤ کیا رہتا ہے، ایک عام ردعمل ہوتا ہے، شے کے اندر تمام گردش کرنے والے برقیائی توابع آنیوالی موجون کا مقابلہ کرتے ہین، لیکن فی الحقیقت زوردار مخالف وہی برقیے ہوتے ہین، جو آنیوالی موجون کی شرح رفتار سے ارتعاش کرنے کے قابل ہوتے ہین لیکن اس کا سبب کیا ہے، کہ ایک برقیہ دوسرے کے مقابلہ مین کسی خاص رفتار سے زیادہ آسانی سے ارتعاش یا گردش کرے، چونکہ تمام برقیے بعینہٖ ایک ہین، خواہ ہم کسی ہی طریقے سے کیون نہ حاصل کرین، اس لئے یہ ظاہر ہے، کہ امر فیصلہ کن خود اس کے اندر موجود نہین ہے لیکن مختلف عناصر کے جوہر ایک دوسرے سے بہت مختلف ہوتے ہین، مثلاً ہم جانتے ہین کہ یورنیم[۱]

[۱]) Uranium ایک دھات کا نام۔

کا جوہر ہائڈروجن کے جوہر سے تقریباً دو سو چالیس گنا بھاری ہے اور اگرچہ تجاذب کو جوہر اور برقیے کے جذب سے کوئی تعلق نہیں ہے تاہم جو کچھ اس سے پیشتر کے بابوں مین گذر چکا ہے، اس سے ہم اندازہ کر سکتے ہین، کہ جوہرون کی نوع نوع کی ساختین جوہر اور اس کے تابع کے درمیانی فاصلے مین امر فیصل ہون گی، جوہر کے اندر جذبی اور دفاعی قوتون کے علاوہ برقیے پر اور بھی قوتین عمل کرتی ہین، ماحول کے جوہرون کا بھی اثر ہوتا ہے، فی الحقیقت گردش کرنے والے برقیے کے طبعی یا دوری مدار کی وضع معین کرنے مین جو قوتین دخل رکھتی ہین، وہ بہت پیچیدہ ہوتی ہین، ہمارے موجودہ اغراض کے لئے اتنا ہی جاننا کافی ہے، کہ ہر قسم کے یا بالفاظ دیگر ہر عنصری جوہر مین ایک معین مدار ہوتا ہے جسکو اس کا برقیہ حرکت مین آنے پر اگر آزاد ہو تو طے کرتا ہے،

ہم بعض برقیون کو اپنے جوہرون سے بہت قریب گردش کرتا تصور کرتے ہین، اور بعض اپنے جوہرون سے نسبتہً دور گردش کرتے ہین، تمام صورتون مین صحیح فاصلہ کی پیمائش انچ کے لاکھوین حصون مین ہوتی ہے لیکن ہم ان برقیائی توابع کو اپنے جوہرون کے گرد مختلف فاصلون پر گردش کرتا تصور کرتے ہین جس طرح کہ آسمان پر بڑے پیمانے پر سیارے گردش کرتے ہین سیارہ عطارد سورج کے گرد تین کرور ساٹھ لاکھ میل کے فاصلہ سے گردش کرتا ہے، اور نیپچون اس سے بھی عظیم الشان مدار سورج سے کوئی تیس ارب سے کچھ ہی کم فاصلے پر طے کرتا ہے، بقیہ دیگر معلومہ سیارون کے مدار ان ہی دونون حدود کے درمیان ہوتے ہین،

لیکن برقیے نے جوہر کے گرد چھوٹا مدار طے کیا تو کیا ہوا، اور اگر بڑا مدار طے کیا تو کیا نتیجہ، ؟ اس کا نتیجہ بہت بڑا ہوگا، کیونکہ مدار کی جسامت یا بالفاظ دیگر اپنے جوہر سے اس کا فاصلہ اس رفتار کو معین کرتا ہے جس سے وہ حرکت کرتا ہے اگر ہم سورج کے گرد سیارون کی گردش پر ایک نظر اور ڈالین تو شاید اس کے سمجھنے مین سہولت ہو،

سیارون کی حرکت کے متعلق ایک امر ایسا ہے، جس کو مین سمجھتا ہون کہ اکثر لوگ نظر انداز کر جاتے ہین، سورج سے کوئی سیارہ جتنا دور تر ہوگا، سیارہ اتنا ہی سست تر حرکت کرے گا، بلا شبہہ سیارہ جتنا دور تر ہوگا، اس کو اتنا ہی بڑا دارہ طے کرنا پڑیگا، نیپچون کو سورج کے گرد اپنے سفر مین ایک سو چونسٹھ برس درکار ہوتے ہین، اور ہماری

زمین ایک ہی برس مین یہ سفر طے کر لیتی ہے لیکن یہان میرا مدعا یہ نہین ہے، ہماری زمین فضا مین کچھ اوپر اٹھارہ میل فی ثانیہ کی شرح سے حرکت کرتی ہے، اور نپچون کی رفتار صرف تین میل فی ثانیہ ہے، بالفاظ دیگر ہماری زمین سب سے بیرونی سیارہ نپچون سے چھ گنا تیز جا رہی ہے، برخلاف اس کے سورج کا قریب ترین ہمسایہ عطارد ہمارے اٹھارہ کے مقابلہ مین کوئی انتیس میل فی ثانیہ کی رفتار سے جا رہا ہے، واضح رہے کہ مین محض تمثیلاً سیارون کی ان حرکات کا ذکر کر رہا ہون، جو تو تین سیارون کی رفتارون مین دخل رکھتی ہین، وہ اُن سے مختلف ہین، جو برقیون کی رفتارون پر عامل ہین،

تقریر بالا سے یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ جو برقیے چھوٹے مدار مین تیز حرکت کرتے ہین، وہ اثیر مین بڑے تعداد کی قصیر موجین پیدا کرین گے، ایسی موجین جیسے کہ ورا نفنشی روشنی دیگر برقیے جو بڑے مدارون مین سست تر گردش کرتے ہین، وہ کمتر تعداد کی طویل موجین پیدا کرین گے، ایسی جیسی کہ وہ جن کو ہم اشعاعی حرارت کہتے ہین، ان دونون حدود کے درمیان جو مدار ہون گے، اُن مین برقیے ایسی رفتارون سے گردش کرین گے، جن سے وہ تمام موجین حاصل ہو سکینگی، جو مرئی روشنی کو پیدا کرتی ہین، اس مین وہ طویل تر موجین بھی ہونگی، جو سرخ کا احساس پیدا کرتی ہین، اور وہ قصیر تر موجین بھی ہون گی، جو بنفشی کا احساس پیدا کرتی ہین،

اب ہم اس قابل ہو گئے کہ بعض اشیاء کے بعض معین موجی طولون کو جذب کرنے کی کیفیت سمجھ سکین، ہم نے دیکھا کہ برقیے جس قسم کے جوہرون کے تابع ہوتے ہین، اس کے لحاظ سے برقیون مین طبعی دوری حرکت ہوتی ہے، ہم اس کو تسلیم کئے لیتے ہین، کہ برقیہ آنے والی اثیری موج کی طرف توجہ کرتا ہی نہین، جب تک موج خود اس شرح سے ادھر اودھر حرکت نہ کر رہی ہو، جس شرح سے کہ برقیہ طبعاً حرکت کرتا ہے، تمثیل کے طور پر اگر ہم ایک مشہور و معروف تجربہ پر غور کرین، تو مناسب ہوگا،

اگر ہمارے پاس سُر پیدا کرنے کے دو شاخون[1] کے دو سیٹ مختلف امتداد کے لول کبسون پر چڑھے ہوئے ہون،

---

[1] دو شاخہ سے مراد ایک آلہ ہے، جس کو بجانے سے سُر پیدا ہوتا ہے، اس کی شکل دشاخ سے ___) ہوتی ہے، اس کی ذندگی

اور اگر دونون سٹون کو ہم کچھ فاصلے سے دیکھین، تو ذیل کے نتائج حاصل ہون گے، جب پہلے سٹ کے کسی دوشاخے کو ہم مرتعش کرین (بالون کی ایک کمان سے رگڑ کے) اور اگر دوسرے سٹ مین بھی اس جیسا کوئی دوشاخہ ہو تو وُہ دوشاخہ بھی ارتعاش کرنا شروع کر دیگا، دوسرے دوشاخے جو آنے والی ہوائی موجون کے ساتھ ہمدردانہ ارتعاش نہین کرتے، وہ عملاً خاموش رہین گے، اس تجربہ کے انجام دیتے وقت پہلے دوشاخے کے ارتعاش روک دینا مناسب ہوتا ہے، اس کے بعد دوسرا دوشاخہ اپنی طرف سے وہی سر پیدا کرتا رہتا ہے، ایک دوشاخہ جو ایک ثانیہ مین معین تعداد مین ارتعاش کر رہا ہو، وہ ہوا مین اسی تعداد کی موجین پیدا کر دیتا ہے، لیکن یہ دوسرے دوشاخے کو اسی وقت متاثر کرتی ہین جب کہ وہ بھی اسی شرح سے مرتعش ہو سکتا ہو، اسی طرح ہم دیکھتے ہین، کہ ایک منور جسم مین گردش کرنے والا برقیہ بھی معین اثیری موجین پیدا کرتا ہے، اور یہ موجین دور کے برقیون کو اسی وقت متاثر کرتی ہین، جب کہ وہ بھی اسی شرح سے مرتعش ہو سکین، برقیون کی صورت مین ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہین کہ حرکتین ایک دوسرے کے خلاف ہوتی ہین، اور آنے والی موج کی توانائی صرف ہو جاتی ہے لیکن اگر مخالفت کرنے والا برقیہ اپنے جوہر سے ملحق رہ سکے، تو وہ برقیہ ہماری تمثیل کے دوشاخہ کی طرح عمل کریگا، اور اپنی طرف سے اثیری موجین پیدا کریگا، اور اس طرح روشنی کا اشعاع کریگا، یہ ہے ہمارا موجودہ خیال انعکاسی نور کے متعلق،

برقیے کی اثیری موج کے روکنے اور اس جیسی دوسری موج پیدا کرنے کے مذکورۂ بالا خیال مین کوئی پراسرار بات نہین ہے، دوشاخہ بالکل اسی طرح ہوائی موجون کے ساتھ پیش آتا ہے، جب کوئی ہوائی موج کسی خاموش دوشاخے سے ٹکراتی ہے، تو موج کی توانائی دوشاخے کو حرکت مین لانے مین صرف ہو جاتی ہے، آنے والی ہوائی موج رُک جاتی ہے لیکن چونکہ دوشاخہ حرکت مین آچکا ہے، اس لئے اپنی طرف سے اسی طرح کی ہوائی موجین پیدا کرتا رہتا ہے، ہم کو یہ تمثیل بہت دور تک نہ لیجانی چاہیئے، کیونکہ دوشاخہ کی صورت مین ہم کو ایسی موجون سے واسطہ پڑتا ہے، جو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۸ کو پکڑ کر کسی چیز پر اس کی شاخ مارین تو سر پیدا ہوتا ہے، آواز کو زوردار بنانے کیلئے اسکو لکڑی کے ایک ڈبہ پر چڑھا دیتے ہین، یہ ڈبہ "بول بکس" کہلاتا ہے، آواز کے امتداد سے مراد وہ خاصیت ہے، جس سے سر کے اونچے یا نیچے ہونے کا پتہ لگتا ہے، (مترجم)

ایسے اسطے رہوا رہین ہوتی ہین جس کے خواص ایثر سے بالکل مختلف ہین،

رنگ کے موضوع سے بحث کرتے وقت ہم کو ایثری موجون کی صرف اس سعت سے بحث ہے، جو مرئی طیف پیدا کرتا ہے، اس اندازہ مین مدد دینے کے لئے کہ یہ سعت ایثری موجون کی پوری سعت کا کون سا حصہ ہے، ایک پیانو تصور کرو، جس کے پردون کا تختہ معمولی پیانو سے چار گنا زیادہ بڑا ہے، معمولی پردے کے تختے مین سات سرگم ہوتے ہین لیکن ہمارے خیالی تختے مین ستائیس سرگم ہین، جو ایثری موجون کے معلومہ طیف کو ظاہر کرتے ہین، طیف کا مرئی حصہ سب کا سب ایک سرگم کے اندر آجاتا ہے، بقیہ چھبیس[۲۶] ہمارے حس بصارت پر کوئی اثر نہین رکھتے۔ مرئی طیف کو ظاہر کرنے والا یہ سرگم تختے کے ترگم (تیسرے سرگم) مین جاکر کہین واقع ہوا ہے، فی الحقیقت صرف دو سرگم اونچے ہین، اور اون کو ہم ورا بنفشئی موجین کہتے ہین، پیمانہ پر نیچے کی جانب مرئی طیف کے بعد ہی تاریک حرارت کی موجون کے کوئی سات سے کم سرگم نہین آتے، اس کے ایثری موجون کے پانچ سرگم ہین، جن کو ہم اب تک شناخت نہین کر سکے ہین، بالفاظ دیگر موجی طولون کے ان پانچ سرگمون سے ہم ناواقف ہین، اس کے بعد برقی موجون یا برقی اشعاعات کے بارہ سرگم ہین، ہمارے تختے کی عام کیفیت یہ ہے، کہ نیچے کے سر تمام کے تمام ایثر مین برقی موجون کو ظاہر کرتے ہین، اور یہ تختہ کا تقریباً نصف ہے، پھر مرکز پر چند مجہول سرگم ہین، اور بقیہ تختے کا بیشتر حصہ تاریک حرارت کی موجون سے گھرا ہوا ہے، ختم پر ایک سرگم رویت زا موجون کا ہے اور دو ورا بنفشئی روشنی کے جسمین عاملانہ کیمیاوی خواص ہوتے ہین،

عود الی المقصود ہم کو مرئی طیف کے ظاہر کرنے والے صرف ایک ہی سرگم سے سروکار ہے، اس سرگم کے سات سُر اُن سات موجی طولون کی تعبیر ہین، جو طیف کے رنگ پیدا کرتی ہین، سُرخ، آرنجی، زرد، سبز، کبودی، نیلا، بنفشئی، سہولت کے لئے ہم موجون کو اُن کے پیدا کردہ رنگون کے پہلے حرف سے تعبیر کرین گے، س، ا، ز، س، ک، ن، ب، (بن کس زاس)

ہم سورج جیسے منور جسم کو مختلف عناصر کے لاکھون جوہرون کا مجموعہ سمجھتے ہین، اور ہر جوہر کے گرد برقیے

گردش کرتے رہتے ہین، ان گردش کرنے والے برقیون مین وہ بھی ہین، جو ان سات طولی موجون کو پیدا کرتے ہین جن سے ہمکو سروکار ہے، یہ موجین اس سیارے کی کسی شے کے ٹکڑے پر پڑتی ہین اگر اس ٹکڑے مین اسی جیسا برقیون کا ایک سلسلہ ہے، تو وہ اپنی طرف سے اثیری موجین بھیجنا شروع کردین گے، اور ہم کہتے ہین، کہ شے سفید روشنی منعکس کرتی ہے، لیکن اگر شے مین صرف وہ برقیے ہین، جو س موجون کو جواب دے سکتے ہین، تو اس سے صرف س موجین ہی نکلین گی "جواب دینے" سے میری مراد یہ ہے، کہ برقیے آنے والی موج کی شرح رفتار گردش کرسکتے ہین، اور اپنے جوہرون سے ملحق رہ سکتے ہین، اگر کسی شے پر س سے ب تک موجون کا پورا سلسلہ واقع ہو، اور اس مین سے وہ صرف س موجین خارج کرے تو ہمارے آلۂ بصارت کا وہ حصہ جو س موجون کے لئے حساس ہے، وہی متاثر ہوگا، اور ہم کو سرخ یا لال کا احساس ہوگا، سہولت کے لئے ہم یہ کہتے ہین کہ شے لال ہے، لیکن یہ ہم اچھی طرح سے جانتے ہین کہ رنگ شے کے اندر نہین ہے، اسی طرح دیگر موجی طول یا تو منعکس ہوتے ہین یا جذب۔

ہم یہ توقع نہین رکھ سکتے کہ کوئی شے ایسا موجی طول منعکس کرے، جو اس پر واقع نہ ہو، اس کتاب کی جلد کی سطح (جو مثلاً سرخ ہی) مین ایسے برقیے ہین، جو س موجون کو جواب دے سکتے ہین، جب سفید روشنی اس پر پڑتی ہی، تو س موجین ہماری آنکھون تک منعکس ہوتی ہین، اور ہم کہتے ہین کہ جلد سرخ ہے، اگر ہم کتاب کو سیمابی بخارے کے لیمپ[1] مین دیکھین، تو ہم کو وہ سرخ نہین دکھائی دیتے، کیونکہ اس خاص روشنی مین ان برقیون کو متہیج کرنے کے لئے کوئی

---

[1] اس کی تشریح یہ ہے کہ یہ ایک خلائی نلی پر مشتمل ہوتا ہی جس کے دونون سرون پر پارہ تھوڑا تھوڑا بھرا ہوتا ہے، برقی رو لانے والے تار جو شیشے مین وصل ہوتے ہین، ہر دو سرون پر پارے مین ڈوبے رہتے ہین، برقی اخراج کو ایک سرے کے پارے سے دوسرے سرے کے پارے تک جانا پڑتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے، کہ تھوڑا سا پارہ بخار بن جاتا ہے، اور جب برقی اخراج پارے کے اس بخارے سے گذرتا ہے، تو زبردست روشنی کردیتا ہے، لیکن اس کا رنگ خوشگوار نہین ہوتا، اس مین سے سرخی پیدا کرنے والی شعاعین نہین ہوتین،

س موجین نہین ہین، ہم کو جلد عملاً سیاہ یا سیاہی مائل بھوری نظر آئے گی، کیونکہ اس کی سطح مین جو بر قیے ہین، وہ اپنے پر واقع ہونے والی موجون کا جواب نہین دے سکتے، یہ ایک انتہائی صورت ہے، لیکن روزمرہ کی زندگی مین ہم ایسا ہی پاتے ہین،

ہم فرض کرین گے کہ شام کو ایک خاتون نے اپنی ٹوپی سے میل کھانے کے لئے ایک فیتہ خریدا، خریدتے وقت اوس کو رنگ کا یہ جوڑ بہت پسند آیا ہے، لیکن صبح ہوتے اوسکو اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے، اب اوسکو یاد آتا ہے کہ اوس نے مصنوعی روشنی مین فیتہ خریدا تھا، یہ دقت اس وجہ سے پیدا ہوئی، کہ مصنوعی روشنی مین موجی طولون کا وہ تنوع نہین ہے، جو سورج کی روشنی مین ہے، شام کو فیتہ اور ٹوپی دونون کی آزمایش مصنوعی روشنی مین ہوئی، اور ان دونون چیزون پر کچھ اور موجی طول بھی واقع ہوئے، جن کو ایک چیز کے برقیون سے جواب ملا اور دوسرے سے نہ ملا، بنا برین دونون چیزین ایک دوسرے سے مختلف رنگ کی نظر آنے لگین،

اپنی رویت رنگ کے متعلق چند امور بیان کرنا مفید اور کار آمد ہوگا، اب تک عام خیال یہی تھا کہ انسانی آنکھ مین تین عصبی سرے ہوتے ہین جن مین سے ایک ان موجون کے لئے حساس ہے، جنکو ہم س موجین کہتے آئے ہین، اور جب وہ ہیجان مین آتے ہین، تو وہ احساس پیدا ہوتا ہے، جس کو ہم سرخ کہتے ہین، دوسرا عصبی سرا س موجون کے لئے حساس مانا جاتا تھا جس سے سبز کا احساس پیدا ہوتا ہے، اور تیسرا ب موجون کے لئے حساس تھا جس سے بنفشی رنگ کا احساس پیدا ہوتا ہے، یہ عجیب بات ہے، کہ اگرچہ شمسی طیف مین سات طول یا رنگ ہوتے ہین، تاہم جہان تک ہمارے حواس کا تعلق ہے، ہم صرف تین انفرادی احساسات کے ماننے پر اکتفا کرتے ہین، بقیہ لونی احساسات ان ہی تین اصلی احساسات کے محض امتزاجات ہین، مثلاً س موجین اور س موجین خاص تناسب سے ملائی جائین، تو وہی لونی احساس پیدا ہوتا ہے، جو طیف کی ز موجون سے ہوتا ہے، بالفاظ دیگر جب دونون سرخ اور سبز احساسات بہ یک وقت ہیجان مین آتے ہین، تو وہ احساس پیدا ہوتا ہے جس کو ہم زرد کہتے ہین، اگر مذکورہ بالا تناسب کے علاوہ ایک دوسرے تناسب سے یہی دو رنگ ملائے جائین تو نارنجی رنگ کا احساس

پیدا ہوتا ہے، اور اگر سبز اور بنفشی احساسات بیک وقت متہیج ہوں تو آسمانی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ بقیہ دیگر لونی احساسات محض ان ہی کے مختلف امتزاجات ہیں۔

رویت رنگ کا یہ نظریہ جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں، ڈاکٹر طامس ینگ (لندن) اور پروفیسر ہیلمولٹس (برلن)[1] کا تجویز کردہ تھا، اور ان ہی کے نام سے نظریہ ینگ و ہلمولٹس کہلاتا ہے۔ اگرچہ یہ نظریہ بہت کار آمد تھا، اور اب بھی ہے، تاہم یہ ظاہر ہے کہ عضویاتی امور کی توجیہ اس سے نہیں ہوتی۔ کوئی یہ کیونکر یقین کرے، کہ کسی سفید شے سے منعکس شدہ روشنی سے پیدا شدہ احساس ان علٰحدہ علٰحدہ احساسات کا مجموعی اثر ہے، جن کو ہم سُرخ، سبز اور بنفشی کہتے ہیں۔ بالفاظ دیگر سفید روشنی ہم میں ایک خاص احساس پیدا کرتی ہے۔ اور اگرچہ ہم وہی احساس (س + س + ب) موجوں کے مجموعی تصادم باہم سے پیدا کر سکتے ہیں لیکن اس کے تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں، کہ حاصل احساس ان انفرادی احساسات کا مجموعی اثر ہے۔ لونی احساس کی معقول توجیہ کی تحقیق میں میں نے ذیل کی تجاویز ایک مضمون میں پیش کی تھیں، جو شاہی انجمن فلسفہ (۵ دسمبر ۱۹۱۷ء) میں پڑھا گیا تھا، اور جو گلاسگو کے طبی جرنل میں (جلد ۸۹ جنوری ۱۹۱۸ء) شائع کیا گیا تھا۔

اکثر قارئین اس سے بخوبی واقف ہوں گے، کہ شبکیہ (یا آنکھ کے اندر بصری عصبہ کی توسیع)[2] میں بعض اعصابی معلقات (Appendages) ایسی ہیں جنکو ہم عصا[3] اور مخروط کہتے ہیں، جو کسی نہ کسی طرح پر روشنی کے لئے حساس ہیں۔ اب یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے، کہ رویت رنگ میں ان مخروطوں کا بڑا حصہ ہے۔ شبکیہ کے مرکز کے قریب ایک چھوٹا سا جوف ہوتا ہے، اس کو جوف مرکزی کہتے ہیں۔ اس حصے میں بہت سے مخروط یکجا ہوتے ہیں، لیکن عصا نہیں ہوتے۔ شبکیہ کے دیگر حصوں میں مخروط اور عصا دونوں ہوتے ہیں۔

---

[1] (Hermann Ludwig von Helmholtz) (۱۸۲۱ء ۔ ۱۸۹۴ء) ابتدا میں فوج میں ڈاکٹر تھا، لیکن اپنے شوق اور قابلیت کی بدولت رفتہ رفتہ ۱۸۷۱ء میں برلن میں مسلم طبیعیات ہو گیا، اور آخر تک (مترجم)

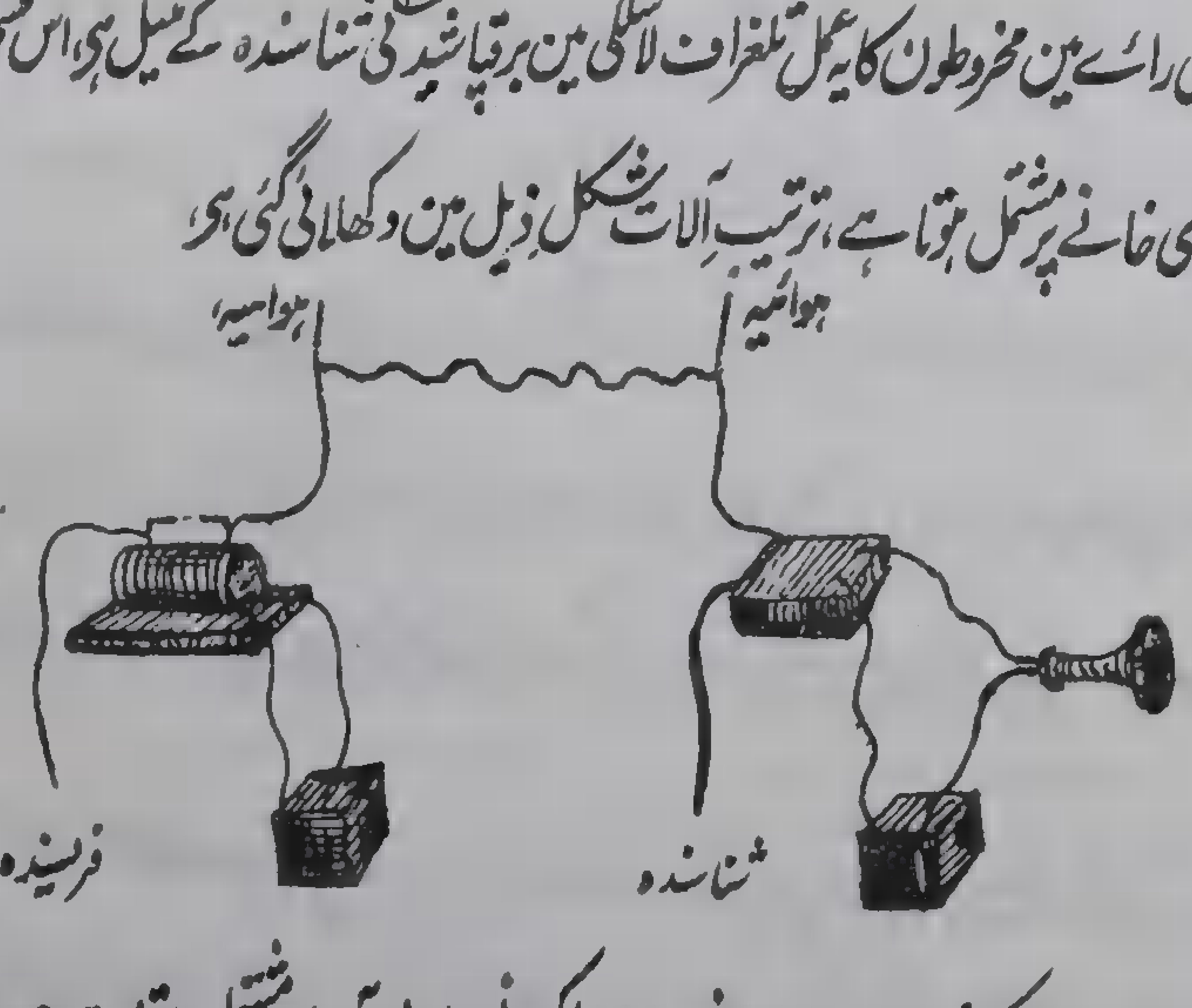
[2] آنکھ کے پردہ

[3] شبکیہ کے وہ حصے جو عصا یا مخروط کی شکل کے ہوتے ہیں۔ (مترجم)

لیکن حصۂ غالب عصاون کا ہوتا ہے، ان حصون مین مخروطنہ تو اتنے بڑے ہوتے ہین، اور نہ اتنے اہم جتنے کہ جوف مرکزی ہین،

ہم یہان ایک تجربہ بیان کرتے ہین جس سے رویت رنگ مین جوفِ مرکز والے مخروطون کا جو اہم حصہ ہوتا ہے، وہ واضح ہو جائے گا، ٹھیک اپنے محاذ مین کسی شے پر اپنی نگاہین جما دو، اور کسی دوست سے کہو، کہ کوئی چھوٹی اور شوخ رنگ شے تمھارے سر سے ایک طرف کوئی ۱ فٹ کے اندر رکھے، اور اس طرح ترتیب دے کہ جب تم ٹھیک اپنے محاذ مین دیکھو تو وہ تم کو نظر آتی رہے، جس شے کو تمھارا دوست لئے ہوئے ہے، اس پر براہِ راست نگاہ ڈالے بغیر تم اُس کی شکل تو بیان کر سکو گے لیکن اس کا رنگ نہ بتلا سکو گے، تم خود شے کو ہاتھ مین لے سکتے ہو، لیکن بہتر یہ ہے، کہ تم کو شے کے رنگ کا علم نہ ہو، اسی لئے مین نے ایک دوست کی خدمات تجویز کی ہین، اگر وہ شے بتدریج آگے کی طرف بڑھائی جائے، تاکہ وہ اس چیز سے نزدیک تر ہو جائے، جس پر تم نظرین جمائے ہوئے ہو، تو تم کو معلوم ہوگا کہ چھوٹی شے کا رنگ تم پر واضح نہین ہے جبتک کہ اس کا خیال براہِ راست جوفِ مرکز کے مخروطون پر واقع نہ ہو،

میری رائے مین مخروطون کا یہ عمل تلغراف لاسلکی مین برقپاشیدگی[1] شناسندہ کے مثیل ہے، اس قسم کا شناسندہ ایک چھوٹے کیمیاوی خانے پر مشتمل ہوتا ہے، ترتیبِ آلات شکل ذیل مین دکھائی گئی ہے،



بائین جانب لاسلکی فرسیندہ ہے، جو شرارہ پیدا کرنے والے آلے پر مشتمل ہوتا ہے جب اس میں سے

[1] برقپاشیدگی سے مراد وہ مائع یا رقیق شے ہے جس مین سے برق گذرے، تو اس کی تحلیل ہو جائے، (مترجم)

اخراج ہوتا ہی تو ہوائی تار مین (ہوائی) برقیے ادھر اودھر جھومنے لگتے یا بالفاظ دیگر ارتعاش کرنے لگتے ہین، یہ مرتعش برقیے جو اثیری موجین پیدا کرتے ہین، وہ بالکل اُن اثیری موجون کے مشابہ ہوتی ہین جن کو ہم نور کہتے ہین، لیکن اُن کا تعداد اُس سے بہت کم ہوتا ہے، جس کی کہ ہماری آنکھین عادی ہوتی ہین، یہ لاسلکی اثیری موجین شناسندہ والے ہوائی سے متصادم ہوتی ہین، اور اس ہوائی کے برقیون کو فرستندہ والے ہوائی کے برقیون کے ساتھ ہمدردانہ ارتعاش مین لاتی ہین،

شناسندہ والا ہوائی (شکل مین داہنی جانب) ایک ایسے خانے سے ملحق ہے، جسمین کوئی کیمیاوی محلول ہے، جسمین برقیے ہوائی کے برقیون کی حرکت کی وجہ سے ہیجان مین آجاتے ہین، کیمیاوی تغیر کے مقابلہ مین مین اوسکو کیمیاوی ہیجان یا افتراق کہنا زیادہ پسند کرونگا، وہان پہنچکر آنے والی اثیری موجون کا کام ختم ہوجاتا ہے، اُن کی توانائی خانے کے اندر برقیون کو متہیج کرنے مین ضائع ہوجاتی ہے لیکن ایک مقامی مورچہ سے برقپاشی خانے[1] مین سے روگذرتی رہتی ہے، اس دورہ مین ٹیلیفون کا ایک شناسندہ رکھا جاتا ہے، جب تک کہ کوئی مستقل روگذرتی رہتی ہے ٹیلیفون کے شناسندہ مین کوئی ہیجان نہین ہوتا، کوئی آواز نہین سنائی دیتی، لیکن جب خانے مین برقیے متہیج ہوتے ہین، (بذریعۂ ہوائی کے) تو مقامی برقی رو منقطع ہوجاتی ہے، اور ٹیلیفون مین ایک کھٹکا سنائی دیتا ہے، [اس ط]رح مارس[2] کے اشارے بھیجنا ممکن ہے،

عود الی المقصود، میری راے مین نور کی موجین آنکھ کے عصاؤن اور مخروطون پر بالکل اسی انداز سے عمل کرتی ہین جس طرح کہ لاسلکی موجین برقپاشیدی شناسندہ پر عمل کرتی ہین، آنے والی نور کی موجین اعصابی معلقات مین مقید کیمیاوی محلول کے برقیون کو متہیج کردیتی ہین، اور ایک مقامی اعصابی رو کو منقطع کردیتی ہین جس سے ہمارے دماغ کے اس حصہ مین جس کو حس نگاہ کہتے ہین، چند احساسات پیدا ہوجاتے ہین، میری راے مین عصا اُن لاسلکی

---

[1] برقپاشی خانہ سے مراد وہ خانہ جس مین برقپاشیدہ ہو مثلاً توتیہ کے محلول مین اگر تانبے کے دو پتر ڈال دے جائین، تو وہ برقپاشی خانہ بن جائے گا، (مترجم)

[2] SAMUEL FINLAY. B MORSE (۱۷۹۱ء سے ۱۸۷۲ء) باشندۂ امریکہ برقی تلغراف کے ابجد کا موجد، جو اب تک زیر استعمال ہے، (مترجم)

تناسندون سے مشابہ ہوتے ہین، جنکو ملایا نہ گیا ہو، اسی بنا پر وہ اثیری موجون کے ریلے کی ہر موج سے متاثر ہونگے،
اور مخروطات ان تناسندون کے مشابہ ہین، جنکو ملادیا گیا ہو، اس لئے وہ صرف معین موجی طولون سے متاثر ہون گے،

میری راے یہ ہے کہ اگر صرف س موجین مخروط پر واقع ہون تو صرف ہمدردبرقیے ہیجان مین آتے ہین،
اور مخروط کے اندر ایک معین انقطاع واقع ہوتا ہے جس سے مقامی اعصابی رو مین ایک معین تغیر واقع ہوتا ہے،
جو حس گاہ پر پہنچ کر وہ احساس پیدا کرتا ہے، جس کو ہم سُرخ کہتے ہین، اسی نہج پر س موجین، اور ب موجین اپنے اپنے
ہمدردبرقیون کو متہیج کرتی ہین، جن سے سبز اور بنفشی احساسات پیدا ہوتے ہین، اگر س اور س موجین بیک وقت
مخروط پر واقع ہون، تو ایک دوسرا معین ہیجان ہوتا ہے، جو اعصابی رو مین انقطاع پیدا کر دیتا ہے، اس سے
وہ احساس پیدا ہوتا ہے، جسکو ہم زرد کہتے ہین، اور اسی طرح س اور ب موجین ایک ساتھ مل کر ایک معین کیمیاوی
ہیجان پیدا کرتی ہین، اور پھر اعصابی رو مین متناظر انقطاع واقع ہوتا ہے، جس سے وہ احساس پیدا ہوتا ہے، جسکو
ہم سفید کہتے ہین،

میرا مدعا یہ ہے کہ ہر لونی احساس دوسرے سے بالکل جداگانہ ہوتا ہے، بجائے اس کے کہ زرد کا احساس
سُرخ اور سبز کے احساسات کے بہ یک وقت تہیج کا نتیجہ ہو، وہ بذاتہ ایک ممتاز احساس ہے، زرد کا احساس ان
اثیری موجون (پانچسو بلین فی ثانیہ) سے بھی پیدا ہو سکتا ہے، جو طیف کے سُرخ اور سبز کے درمیان واقع ہین لیکن
یہی زرد کا احساس س موجون (چارسو بلین فی ثانیہ) اور س موجین (پانچسو ستر بلین فی ثانیہ) کی متفقہ حملہ آوری سے
بھی پیدا ہو سکتا ہے ینگ ہلمولٹس کے نظریہ کی تین اصلین اب بھی باقی رہتی ہین لیکن مین ان کو نفسیاتی سے عضویاتی
صیغہ مین منتقل کرنے کی تجویز کرتا ہون، اپنے مضمون مین مین نے متعدد لونی مظاہر پیش کئے ہین، جن کی توجیہ میرے
نظریہ کی مدد سے ہو جاتی ہے،

چودھوان باب

طیف سے حاصل شدہ خیالات

گذشتہ بابون مین بار بار شمسی طیف کا ذکر کیا گیا ہے اور ہر شخص کسی نہ کسی حد تک اُس سے واقف ہے جن لوگون کو کبھی طیف نما کے دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا، اونھون نے بھی اپنے مکانون کے فرش اور دیوارون پر کبھی نہ کبھی طیف دیکھا ہوگا، ممکن ہے کہ یہ طیوف کسی شیشے کے فانوس کے مثلثی آویزے مین سے روشنی گذرنے پر بنے ہون، یا سورج کی روشنی کے کسی الماسی تراش کی بوتل سے گذرنے پر یا کسی آئینے کے کنارون پر روشنی پڑنے پر، اگر کسی نے ان اتفاقی طیوف کو نہ بھی دیکھا ہو تو شمسی طیف کو قوسِ قزح کے سے بڑے پیمانے پر ضرور دیکھا ہوگا جبکہ سورج کی کرنین برستے پانی کے قطرون پر پڑتی ہین، ہم مین سے اکثر نے کسی نہ کسی وقت شمسی طیف کا رنگین مرقع دیکھا ہوگا،

اب بازار مین تھوڑے سے دامون پر چھوٹے چھوٹے جیبی طیف نما ملتے ہین، اس لئے اربابِ شوق مختلف عناصر کے طیفون کا بذاتِ خود معائنہ کر سکتے ہین، اگر کوئی اتنی زحمت گوارا کرے کہ کسی تاریک کردہ کمرے مین سورج کی شعاع داخل ہونے دے، اور پھر کمرے کے دروازے مین شگاف سے کچھ فاصلے پر شگاف کے علی القوائم معمولی شیشے کا منشور رکھدے (کسی فانوس کا آویزہ بخوبی کام دیگا،) تو سفید کاغذ کے ایک تختہ پر بہت خوبصورت طیف بن سکتا ہے، ڈھائی سو برس ہوے سر اسحاق نیوٹن نے بھی یہی کیا تھا، اب ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہین، کہ منشور مختلف اثیری موجون کو کیونکر علنحدہ کرتا ہے،

سب سے پہلے ہم کو یہ دیکھنا چاہئے کہ جب اثیری موجین شیشے کے کسی ٹکڑے مثلاً کھڑکی کے شیشے پر پڑتی ہین، تو کیا ظہور مین آتا ہے، ہم اُن اثیری موجون سے بحث کرین گے، جن سے سورج کی روشنی مرکب ہے، اگر یہ اثیری موجین شیشے کی تختی پر سیدھی واقع ہون یا بالفاظ دیگر شیشے کی سطح کے علی القوائم واقع ہون، تو موجین آرپار ہو جاتی ہین، اور خطِ مستقیم مین جاری رہتی ہین، لیکن کسی پیشتر کے باب مین ہم بتا چکے ہین، کہ شیشے مین سے گذرتے وقت اثیری موجون مین ابطا، واقع ہوتا ہے، فی الحقیقت اُن کی رفتار مین کوئی ۶۰،۰۰۰ میل فی ثانیہ کے حساب سے کمی واقع ہو جاتی ہے، جب کبھی اثیری موجین برقیون سے ملتی ہین، تو موجون کی حرکت مین ابطا پیدا ہو جاتا ہے، بین نجمی فضا مین اُن کو عملاً کسی برقیے سے دوچار ہونا نہین پڑتا، اس لئے جب وہ دور دراز ستارون سے ہم تک اربون میل کی مسافت طے کرتی آتی ہین، تو ۱،۸۶،۰۰۰ میل فی ثانیہ کی اپنی رفتار قائم رکھتی ہین،

شیشے مین سے گذرتے وقت اثیری موجون کا یہ ابطا اس وقت کوئی مرئی مظہر نہین پیدا کرتا جب کہ موجین شیشے پر سیدھی پڑین، اور اس کی سطح کے علی القوائم داخل ہون، لیکن اب یہ تصور کرو، کہ روشنی کی ایک شعاع شیشے پر ایک زاویہ بناتی پڑتی ہے، اور پھر دیکھو کہ کیا ظہور پذیر ہوتا ہے، ایک مشہور تمثیل یہ ہے، کہ ناصیہ[۱] موج کو سپاہیون کی ایک قطار مانی جائے، فرض کرو کہ سپاہی باقاعدہ کوچ کر رہے ہین، اور اب ایک ناہموار قطعہ کی طرف جا رہے ہین، وہ اس تک سیدھے نہین جا رہے، بلکہ ایک ترچھی سمت سے اس تک پہنچ رہے ہین، اسطرح کہ اپنی طرف کا آخری سپاہی سب سے پہلے قطعہ پر قدم رکھتا ہے، اس کی رفتار مین رکاوٹ پیدا ہو گی، چنانچہ اگر کھلے میدان مین اس کی رفتار تین میل فی ساعت تھی، اور اب دو میل فی ساعت رہ گئی ہے، جیسے جیسے ہر سپاہی قطعہ مین داخل ہوتا جاتا ہے، اس کی رفتار اسی طرح کم ہوتی جاتی ہے، اور بائین طرف سب سے آخر مین جو سپاہی رہتے ہین، ظاہر ہے کہ وہ دوسرون کے مقابلے مین زیادہ عرصہ تک کھلے میدان مین رہین گے، اس لئے وہ تین میل فی ساعت کی پوری رفتار کوچ قطعہ مین پہلے داخل ہونے والون کے مقابلہ مین زیادہ عرصہ تک قائم رکھین گے، جس وقت کہ انتہائی میسرہ کے سپاہی اس ناہموار

---

[۱] موج کی سطح،

قطعہ مین داخل ہون گے، اس وقت تک قطار کی دوسری جانب کے سپاہی اصلی خط کوچ سے پیچھے رہ جائین گے، بدین وجہ خط کوچ کی سمت اب بدل جائے گی، گویا کہ اب سپاہیون کو "رائٹ ٹرن" کا حکم مل گیا ہے،

جب ایک مرتبہ سب کے سب ناہموار حصے مین پہنچ جائین گے تو پھر ایک ہموار خط مین کوچ کرنے لگین گے لیکن دیکھو کہ اب بھی وہ ایک مائل سمت مین ہے، گو میلان پہلے جیسا نہین (دیکھو شکل ب صفحہ ۱۵۱)

شکل دیکھنے سے یہ بآسانی واضح ہو جائے گا کہ میمنہ کے سپاہی ہی سب سے پہلے سرحد کو عبور کرین گے، وہی کھلے میدان مین سب سے پہلے پہنچین گے، اس طرح دوسرون سے وہ پیش پیش ہون گے، کیونکہ ان کو ناہموار زمین طے کرنے مین دیر لگے گی، اب جو کچھ واقع ہوا ہو وہ اس کا عکس ہوگا، جو ناہموار زمین مین داخل ہوتے وقت وقوع پذیر ہوا تھا، اسلئے خطِ کوچ گھوم کر پھر اسی سمت مین آگیا ہے، جس مین وہ پہلے تھا، یہ شکل ب سے ظاہر ہے، مذکورہ بالا تمثیل کے بموجب اثیری ناصیۂ موج شیشے پر ایک زاویہ بناتی واقع ہوتی ہے، شیشے مین داخل ہوتے وقت اس مین خم آجاتا ہے، اور شیشہ چھوڑتے وقت وہ پھر وہی سمت اختیار کر لیتی ہے،

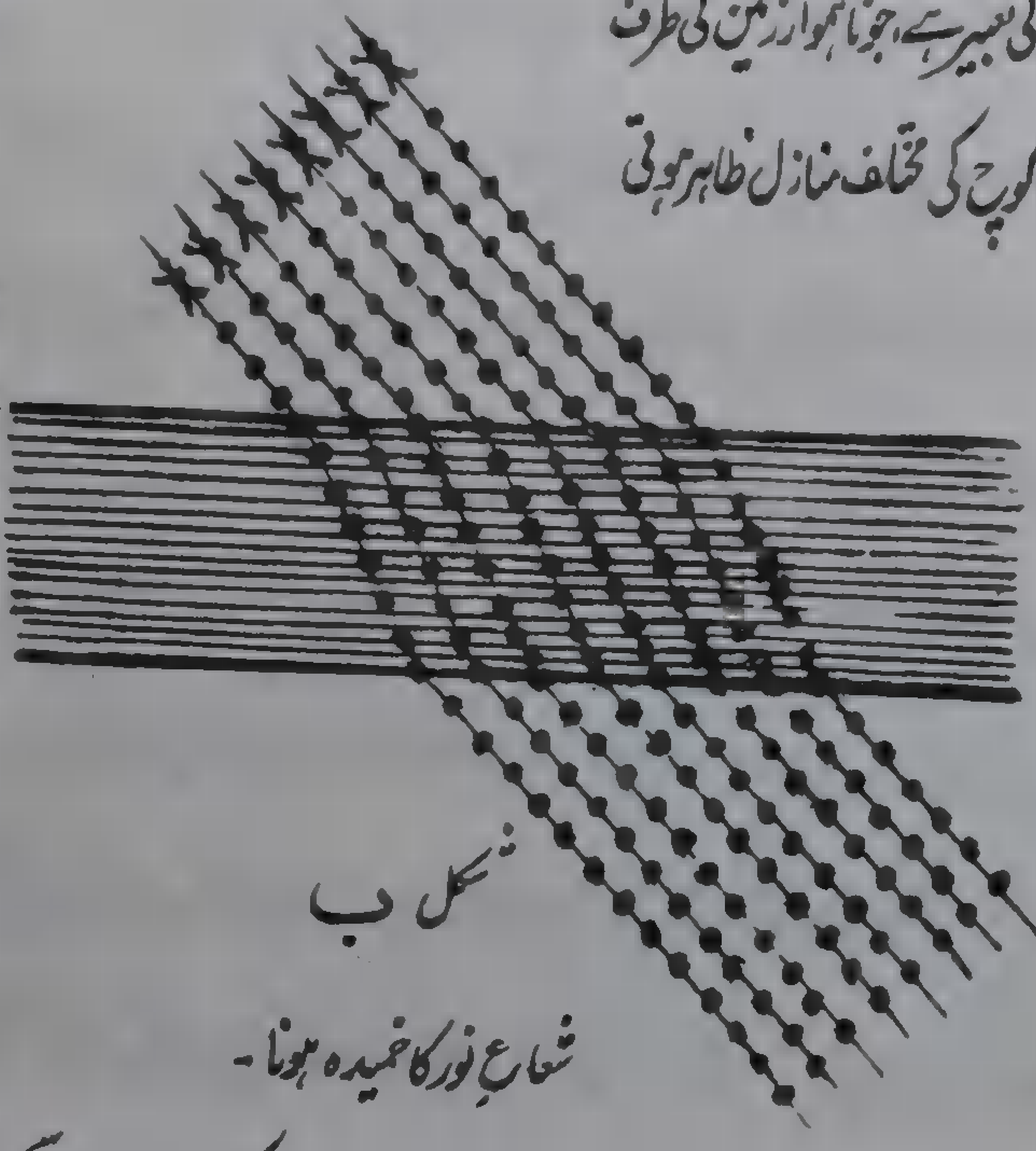
ہم نے ناہموار زمین کا ایک مستقیم قطعہ لیا تھا، جسمین تحدیدی خطوط ایک دوسرے کے متوازی تھے، جیسا کہ پہلی شکل مین ہے، لیکن اب فرض کرو کہ ناہموار زمین کا قطعہ شکل مین بے قاعدہ ہے، مثلاً جیسے شکل ج مین دکھلایا گیا ہے یعنی دوسرا حدود خط پہلے کے متوازی نہین ہے، اب کیا ہوگا؟ ظاہر ہے کہ جو شخص ناہموار زمین مین سب سے پہلے داخل ہوا تھا، وہی سب سے آخر مین اُسے چھوڑے گا، اسی طرح خط کوچ اور بھی خمیدہ ہو جائے گا، یہ صورت ایسی ہے، جیسے کہ "رائٹ ٹرن" کا دوسرا حکم مل گیا ہو، یہ شکل سے واضح ہے، جو نہ صرف سپاہیون کو ناہموار زمین طے کرتا دکھاتی ہے، بلکہ شیشے کے منشور مین سے روشنی کی شعاع کا گذر بھی ٹھیک ٹھیک بتلاتی ہے، شیشے مین داخل ہوتے اور اس سے نکلتے وقت اثیری موج گھوم جاتی ہے،

اگر منشور مین سے گذرنے والی روشنی کی شعاع صرف سرخ موجون پر مشتمل ہو، تو دیکھنے سے پتہ چلے گا، کہ وہ اپنی اصلی سمت سے پہلے زیادہ نہ گھومیگی، فرض کرو کہ ہم پردہ کے اس مقام پر جہان سُرخ موجین واقع ہونی

نہین صرف سن لکھدین اور پھر ان موجون کی ایک شعاع ڈالین، اور پردے اور منشور کو علیحالہ رہنے دین، تو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ یہ موجین اور بھی خمیدہ ہوجاتی ہین، اس لئے سبز روشنی کا داغ پردے پر اور بھی دور جا کرینے گا، اسی طرح بنفشی روشنی سے تجربہ کرین، تو یہ موجین اور بھی خمیدہ ہوجائین گی جس سے بنفشی خیال سبز سے کچھ فاصلے پر بنے گا، اگر نارنجی اور زرد روشنی سے تجربہ کیا ہوتا تو وہ سُرخ اور سبز کے درمیان مین خیال بناتین، اور آسمانی اور نیلی سے تجربے کرنے پر اُن کی جگہ سبز اور بنفشی کے درمیان ہوتی، طیف اسی طرح بنتا ہے،

سپاہیون کی تمثیل کو ہم ذرا اور وسعت دیتے ہین، اب ہم سات مختلف کپنیان تصور کرتے ہین جو ایک ہی خط مین ناہموار زمین کی طرف آرہی ہین، وہ سب کی سب کھلے میدان مین مساویانہ کوچ کرسکتی ہین کپنی نمبر ا کے خط کوچ مین آتنا خم نہین آتا جتنا کپنی نمبر ۲ کے خط مین جب یہ دونون کپنیان دوبارہ کھلے میدان مین آئین گی، تو یہ دونون قدرے مختلف سمتون مین کوچ کرتی ہون گی، کپنی نمبر ۲ کو اور بھی زیادہ گھومنا پڑتا ہے، اور یہی حال دوسرون کا بھی ہوتا ہے،

یہ شکل سپاہیون کی ایک قطار کی تعبیر ہے، جو ناہموار زمین کی طرف آرہی ہے، لفظون سے اُن کے کوچ کی مختلف منازل ظاہر ہوتی ہین، ناہموار زمین سے گذرتے وقت اُن کی رفتار مین معتد بہ کمی واقع ہوتی ہے، واضح رہے، کہ وہ ناہموار زمین کے خطِ حد پر زاویہ بناتے داخل ہوتے ہین،



شکل ب

شعاعِ نور کا خمیدہ ہونا۔

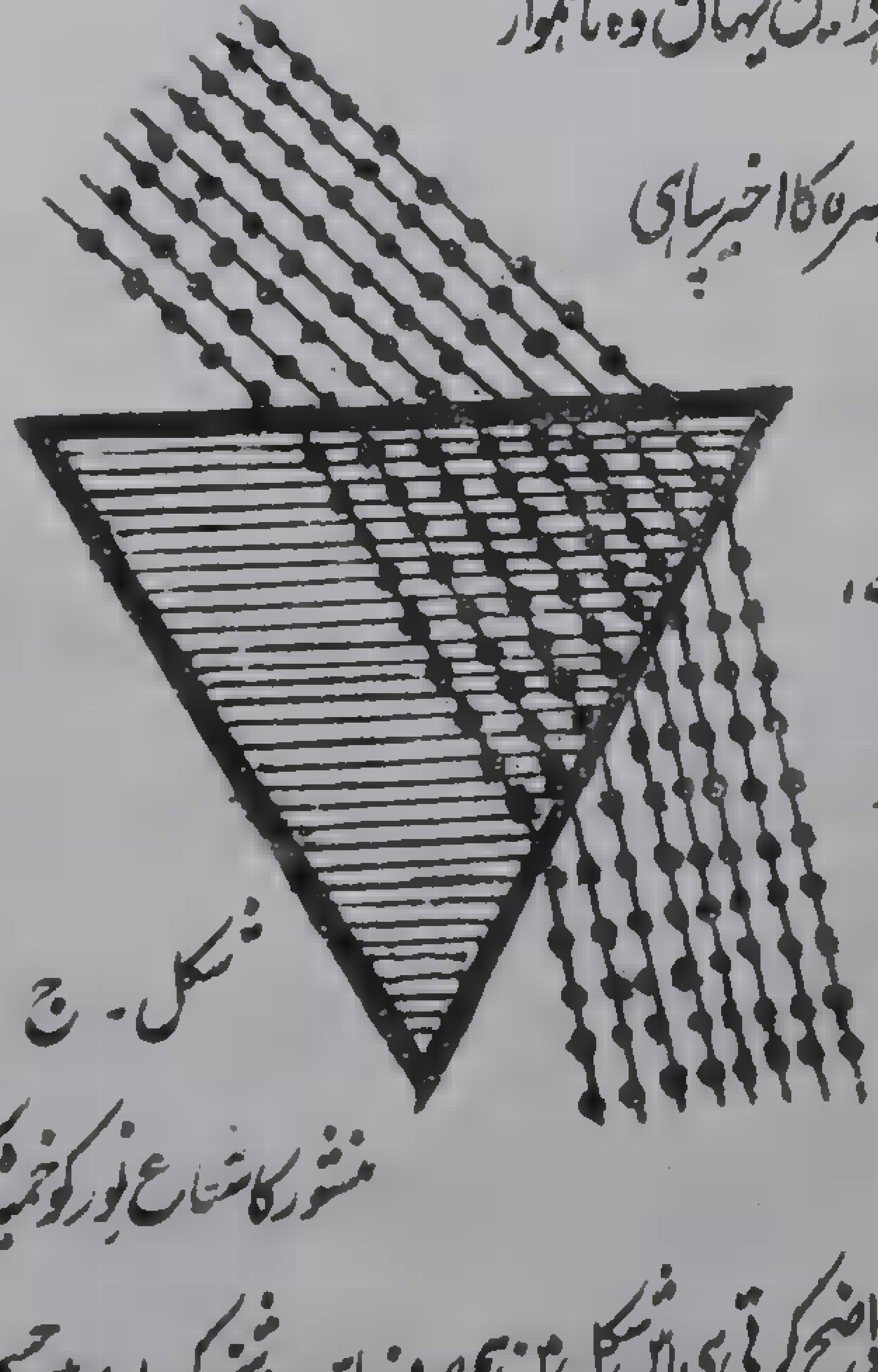
بنابرین صفحہ کے میسرہ کا اخیر سپاہی ہموار زمین مین سب سے پہلے داخل ہوتا ہے، اس کی رفتار دوسرون سے

اگر کھلے میدان مین کمپنیون کے کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد رُکنے کا حکم دیا جائے، تو کمپنیان ایک دوسرے سے جدا اور پھیلی ہون گی، اسی طرح شیشے کے منشور مین سے گذرتے وقت سفید روشنی کے سات موجی طول پھیل جاتے ہین، اور مشہور و معروف شمسی طیف بناتے ہین، پردے پر رنگ کے جو داغ نظر آتے ہین، وہ فی الحقیقت اس

(بقیہ مضمون نمبر ۱۵۰) قبل کم ہوجائیگی، اس سے خط کوچ مین تبدیلی پیدا ہوجائیگی، یہ گویا ایسا ہی ہے، جیسے کہ سپاہیون کو "رائٹ ٹرن" کا حکم مل گیا ہو، پھر جب وہ ناہموار زمین کو طے کر لیتے ہین، تو جو سپاہی سب سے پہلے داخل ہوا تھا، وہی سب سے پہلے نکلے گا بھی، یعنی اوس کی رفتار دوسرون کے مقابلے مین اب جلد تیز ہوجائیگی، یہ خط کوچ گھومکر پھر اپنی پہلی سمت مین آجاتا ہے، یہ گویا سپاہیون کو "لفٹ ٹرن" کا حکم مل گیا،

یہ ایک بہت کارآمد تمثیل ہے، جس سے شیشے یا کسی دوسری شفاف واسطے کے ٹکڑے مین سے شعاع نور کی خمیدگی بآسانی سمجھ مین آجاتی ہے، جیسا کہ متن مین تشریح کی گئی ہے،

اس شکل مین بھی شکل ب والی سپاہیون کی قطار ہے لیکن یہان وہ ناہموار زمین کے ایک مثلثی قطعہ مین سے گذر رہے ہین، صفحہ کے میسرہ کا اخیر سپاہی دوسرون کی نسبت زیادہ دیر تک مبتلا رہتا ہے، جس سے صفحہ کے انتہائی میسرہ کا سپاہی زیادہ ترقی کرتا ہے، خط کوچ بہت کچھ بدل جاتا ہے، اس صورت مین تو ان کو گویا "رائٹ ٹرن" کا حکم ناہموار زمین مین داخل ہوتے اور اس کو چھوڑتے وقت دونون مرتبہ ملتا ہے،



شکل - ج

منشور کا شعاع نور کو خمیدہ کرنا

تمثیل شیشے کے منشور مین سے شعاع نور کے خمیدہ ہونے کو واضح کرتی ہے، اس شکل مین ہم صرف اس روشنی کو لے رہے ہین جس مین صرف ایک ہی طول موج ہے مثلاً وہ موجین جو سُرخی کا احساس پیدا کرتی ہین، دیگر اثیری موجون مین انقلاب زیادہ ہوتا ہے، موج جتنی قصیر ہوگی اتنا ہی وہ اپنی سمت سے زیادہ منحرف ہوجائیگی، اس بنا پر سفید روشنی مین مختلف

شگاف کے لاتعداد خیال ہین جبمین سے روشنی گذر رہی ہے، اگر روشنی گول سوراخ مین سے گذاری جائے، تو خیال رنگ کی گول گول قرصون مین بنے گا، جو ایک دوسرے پر منطبق ہون گی، اگر سوراخ تنگ اور سیدھا شگاف ہو تو خیال مین مستقیم تنگ شگافون یا خطون کی ایک کثیر تعداد ہوگی، جو ایک دوسرے پر منطبق ہون گے،

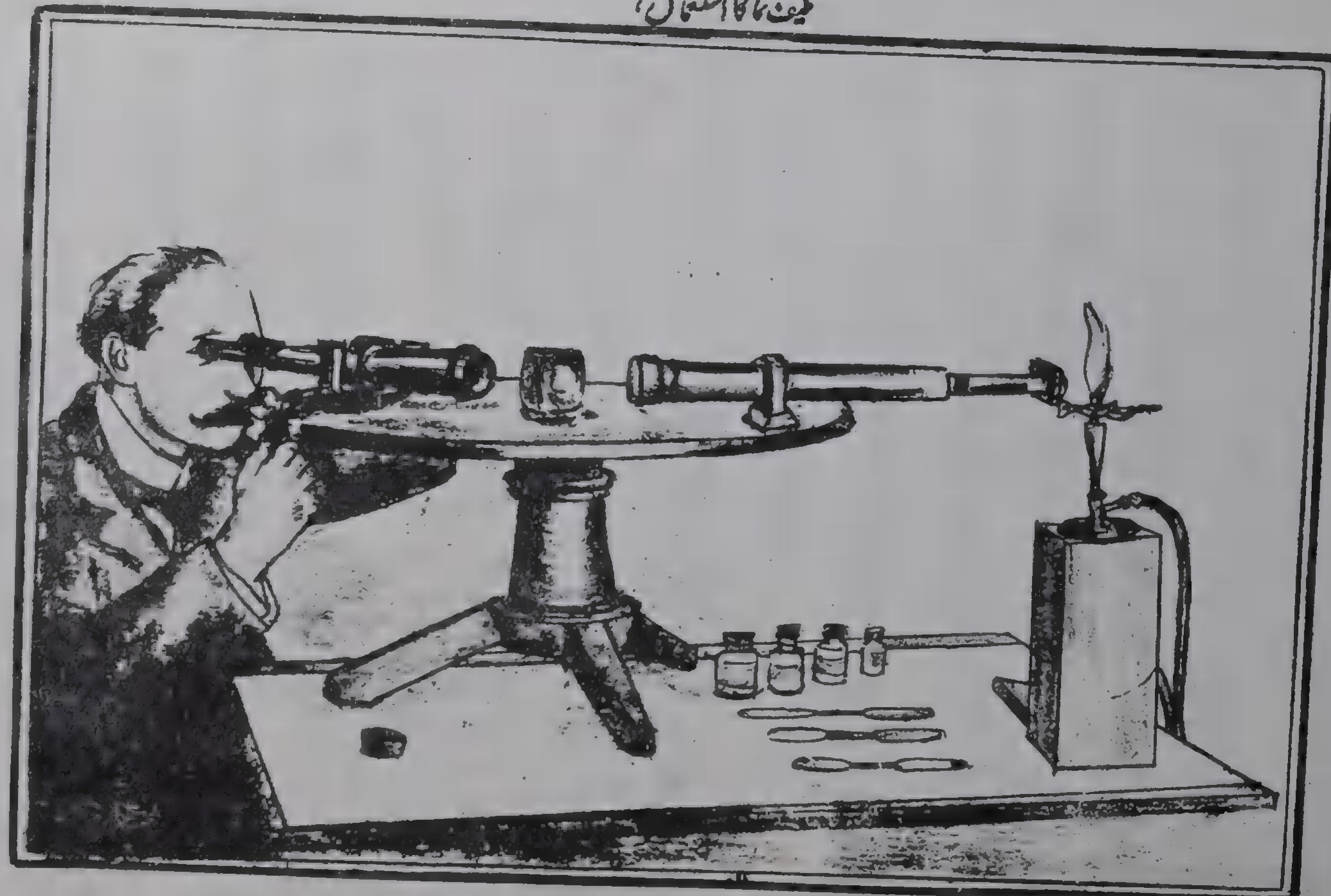
یہ معلوم کرنا دلچسپ ہوگا کہ اثیری موجون کی خمیدگی یا انعطاف کا سبب کیا ہوگا، اور ایسا کیون ہوتا ہے، کہ بعض موجین دوسرون کے مقابل زیادہ منعطف ہوتی ہین، اب تک ہم نے صرف اسی امر پر اکتفا کیا ہے، کہ شیشے مین برقیون کی موجودگی کی وجہ سے اثیری موجون مین ابطاء پیدا ہو جاتا ہے، اور تمثیلاً ہم نے ناہموار زمین سے سپاہیون کے گذرنے کو دکھلایا ہے،

ہم جانتے ہین کہ ایک قسم کی شے کے برقیون کی حالت دوسری شے کے برقیون کی حالت سے جداگانہ ہوتی ہے، اس لئے ہم کو یہ معلوم کر کے تعجب نہین ہوتا کہ بعض شفاف چیزون مین انعطافی طاقت دوسرون کی نسبت زیادہ ہوتی ہے، پھر ہم یہ بھی دیکھ چکے ہین، کہ خمیدگی کی مقدار خود اثیری موج کے طول پر منحصر ہوتی ہے، بن موجین سب سے کم منعطف ہوتی ہین، اور ب موجین سب سے زیادہ،

ہم اس خیال سے مانوس ہو چکے ہین کہ صرف وہی برقیے جو آنے والی موجون کی شرح ارتعاش کا جواب دے سکتے ہین، اثیری موجون کے مقابلہ کرنے مین زبردست حصہ لیتے ہین، ہم یہ بھی دیکھ چکے ہین کہ جہان یہ ہمدرد برقیے موجود ہوتے ہین وہان اثیری موجین سطح کی ایک ہلکی سی سالمی تہ تک پہنچ پاتے ہین، اس کے بعد وہ رک جاتی ہین، وہان اثیری موجین ہونا اس امر پر منحصر ہے کہ برقیے اپنے جوہرون سے جدا ہو جاتے ہین، یا وہ کامیاب مقابلہ کر کے اپنے جوہرون سے ملحق رہتے ہین، ظاہر ہے کہ شیشہ اور دیگر شفاف اشیا مین ان دونون مین سے کوئی بات نہین ہوتی، نہ تو اثیری موجین جذب ہوتی ہین، اور نہ برقیے اپنی طرف سے ایسی موجین بھیجتے ہین، یہ کھلی ہوئی

(بقیہ مضمون متعلق شکل مذکور صـ۱۵۱) موجی طول ہوتے ہین، وہ شیشے کے منشور مین سے گذرتے وقت پھیل جائین گے، اس طرح رنگین طیف پیدا ہوتا ہے، جیسا کہ متن مین بالتفصیل بیان کیا گیا ہے،

طیف نما کا استعمال،



بات ہے کہ اثیری موجین شیشے مین سے پار ہوجاتی ہین موجون کو روکنے کے قابل کوئی سد رہ یا جواب دینے والے برقیے موجود نہین ہوتے لیکن جو برقیے موجود ہوتے ہین، وہ اگرچہ مرتعش موجون کی شرح سے ارتعاش نہین کرسکتے تاہم کچھ نہ کچھ مزاحمت یا مقاومت ضرور کرتے ہین، اور اس طرح موجون کی ترقی مین ابطا پیدا کر دیتے ہین ہم دیکھ چکے ہین، کہ موجین جب زاویہ بناتی ہوئی شیشے پر واقع یا اس سے خارج ہوتی ہین، تو اُن پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے،

گردش کرنے والے برقیون کی یہ تصویر نظر مین رکھکر ہم سمجھ سکتے ہین، کہ کیونکر بعض اشیا چند موجی طولون کے لئے شفاف ہوتی ہین، اور دوسرون کے لئے نہین، یاد ہوگا کہ "مرئی روشنی" کی طرح طویل حرارت والی موجون کے انعطاف کو ظاہر کرنے کے لئے ہم نے شیشہ کی بجاے نمک لاہوری کا منشور استعمال کیا تھا شیشہ کا منشور ان طویل حرارتی موجون کیلئے عملاً غیر شفاف ہے، اور نمک انھین اسی طرح اپنے اندر سے گذرنے دیتا ہے جسطرح کہ شیشہ "مرئی روشنی" کو گذرنے دیتا ہے،

رنگین شیشے والی کھڑکی مین ہم کو شیشے کے ایسے ٹکڑے ملتے ہین، جو بعض موجی طولون کو تو جذب کرلیتے ہین، اور بعض کو گذر جانے دیتے ہین، اگر شیشے کا کوئی ٹکڑا صرف سُرخ موجون کو گذرنے دے، تو ہم عرف عام مین یہی کہتے ہین کہ شیشہ سُرخ رنگ کا ہے، شے کے اندر کے برقیون کی قابلیتون کے لحاظ سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ کون سی اثیری موجین گذر جائین گی،

تعجب ہے کہ بعض لوگون کو انجذاب اور انعکاس کے سے سادہ امور کے اندازہ کرنے مین کسقدر دقت ہوتی ہے، مثلاً مین نے ایک اچھے تعلیم یافتہ شخص کو سفید کاغذ پر بنے ہوئے ایک شمسی طیف کو دکھلایا اور پوچھا کہ اگر یہ کاغذ سُرخ کردیا جائے، تو کیا نتیجہ ہوگا، اُن کا جواب یہ تھا کہ سُرخ رنگ دکھائی نہ دیگا، اور طیف کے دوسرے رنگون مین سُرخ کی آمیزش ہوگی، آسمانی حصہ جو سُرخ سے ملیگا تو ارغوانی پیدا ہوجائیگا وعلی ہذا، ایک دوسرے صاحب نے یہ جواب دیا کہ سُرخ رنگ اچھی طرح نہ دکھائی دیگا لیکن طیف کا بقیہ حصہ علیٰ حالہ ہوگا، اگر ایک شخص ان دونون

ین سے کوئی جواب دے تو ظاہر ہے، کہ انعکاس اور انجذاب کے معنی اس نے ٹھیک طور پر نہین سمجھے،
پردہ "سُرخ" ہے، اس لئے کہ اس کی سطح مین ایسے برقیے موجود ہین، جو تمام اثیری موجون کو جذب کر لیتے ہین
سوائے سُرخی پیدا کرنے والی موجون کے جن کو وہ منعکس کر دیتے ہین، اس لئے تمام کی تمام اثیری موجین
جو طیف مین پھیلی ہوتی ہین، وہ جذب ہو جائین گی، سوائے سُرخی پیدا کرنے والی موجون کے سُرخ پردے پر
کوئی طیف نظر نہ آئیگا صرف سُرخ سُرخ ایک داغ نظر آئے گا،

تقریر مابعد سے واضح ہو جائے گا کہ ہم کو طیف سے بہت دلچسپ مفہومات حاصل ہوئے ہین، مشاہدات
کی آسانی کی غرض سے شیشے کا منشور دو نلیون کے درمیان چڑھا دیا جاتا ہے، جیسا کہ مرقع مقابل صفحہ ۱۵۳ مین دکھلایا
گیا ہے، ایک نلی مین ایک سرے پر ایک شگاف ہوتا ہے، جسمین سے روشنی زیر امتحان گذاری جاتی ہے،
یہ شگاف عموماً ترتیب پذیر ہوتا ہے، اس سے اس کی چوڑائی گھٹائی بڑھائی جاتی ہے، اس نلی کے دوسرے سرے
پر ایک عدسہ ہوتا ہے جس سے شگاف سے آنے والی شعاع نور اس عدسہ مین سے متوازی پنسل بن کر نکلتی
ہے، شگاف اور عدسہ والی یہ نلی توازی گر کہلاتی ہے، لیکن درحقیقت اس کو سیدھ مین لانے والا کہنا چاہیے،
لیکن غلطی سے اس کی نسبت لفظ توازی گر (انگریزی مین) استعمال ہو گیا، اور اب تک باقی ہے، اس نلی
کی ساخت بالکل سادہ ہے، ایک سرے پر شگاف اور ایک سرے پر عدسہ اور بس، جب روشنی کی پنسل اس
نلی مین سے نکلتی ہے، تو منشور سے زاویہ بناتی ہوئی اس پر واقع ہوتی ہے، منشور مین سے گذرتے وقت
روشنی اپنے طیف مین منتشر ہو جاتی ہے، اور گھوم جاتی ہے جس سے وہ ایک دوسری نلی مین داخل ہوتی ہے،
جو طیف کے خیال سے مکبر کرنے کے لئے صرف ایک چھوٹی سی دوربین ہوتی ہے، پورے آلے کو طیف نما
کہتے ہین، اگر شعاعون کے انحراف کی پیمایش کا سامان بھی اضافہ کر دیا جائے، تو آلہ طیف پیما کہلانے
لگتا ہے،

برسبیل تذکرہ یہ بیان کر دینا یہان مناسب ہے، کہ بعض اوقات منشور کی جگہ جالی بھی لگاتے ہین

لغت مین تو جالی کے معنی یہ ہین، کہ متوازی متقاطع خطوط کی قنات ہو، سڑکون پر اور دیگر مقامات کی جالیون سے ہم اچھی طرح واقف ہین، لیکن یہان جالی سے ہماری مراد بہت باریک متوازی خطوط کا ایک سلسلہ ہے، جو شیشے کی کسی لوح پر کھینچ دیا گیا ہو، جب معمولی سفید روشنی ان جالیون مین سے کسی ایک مین سے گذاری جاتی ہے، تو نہایت خوبصورت طیوف بن جاتے ہین، جالی اور منشور کے عمل مین ایک فرق ہے، منشور شعاع نور کو مرتعش کر کے صرف ایک طیف پیدا کرتا ہے، اور جالی سے متعدد طیوف حاصل ہوتے ہین، کچھ روشنی سیدھی خطون کے درمیان مین سے ہو کر پردے پر جا کر مرکز مین ایک روشن خیال بناتی ہے، اس کے دونون طرف گھٹتی ہوئی چمک کے متعدد طیوف ہوتے ہین، اگر باریک خطوط مرائی[1] دھات کے پالش شدہ ٹکڑے پر کھینچے جائین تو روشنی طیف کی شکل مین منعکس ہوگی، اس قسم کی جالی منشور کے مقابلے مین زیادہ خوبیان رکھتی ہے لیکن یہان تفصیلات مین جانے کی ضرورت نہین،

اگر کوئی شخص مرائی جالی کو دیکھے تو خطوط نظر نہ آئین گے، لیکن ساری سطح قوس و قزح جیسی نظر آئیگی، روشنی کے مختلف موجی طولون کو علحدہ علحدہ کرنے کی یہ خاصیت کوئی شیشے کے منشور اور جالیون ہی کی ملکیت نہین ہے، آج کل کے پٹرولی موٹرون کے زمانے مین پیادہ چلنے والون مین سے غائب سے غائب دماغ شخص نے بھی تیل گر جانے پر سڑک کی بھیگی سطح سے نہایت عمدہ رنگ منعکس ہوتے دیکھے ہون گے، اس مین ہم کو رنگون کا ایک مجموعہ نظر آتا ہے، ظاہر ہے کہ روغنی سطح پر پڑنے والی سفید روشنی اپنے مختلف موجی طولون مین علحدہ ہو گئی ہے، اس صورت مین یہ انقسام منعکس اثیری موجون کے تداخل کا نتیجہ ہوتا ہے، اور اس انقسام کی بے ضابطگی کا سبب یہ ہے کہ بھیگی سطح پر روغنی تہ کی دبازت مختلف ہوتی ہے، صابن کے بڑے بلبلون مین بھی یہی مظہر رونما ہوتا ہے، تداخل کے اس اصول کو پروفیسر لپ[2] مان نے اصلی رنگون

---

[1] وہ دھات جس کا آئینہ بناتے ہین (مترجم)

[2] (Gabriel Lippmann) فرانسیسی سائنس دان پیدائش ۱۸۴۵ء رنگین عکاسی، برقی اکائیون وغیرہ پر بہت کام کیا، اور کتابین تصنیف کین، مترجم

مین عکاسی کیلئے استعمال کیا ہے، لیکن انکا طریقہ عملاً تجربہ خانہ تک محدود ہے،

صدف کی سطح پر جو رنگ آمیزی نظر آتی ہے، وہ بھی اُن باریک خطوط کا نتیجہ ہے، جو مُرتی جالی کی طرح اس کی سطح پر ہوتے ہین، یہ بھی عجیب بات ہے، کہ اگر صدف کی سطح کا چربہ لاکھ پر لیا جائے تو وہ باریک خطوط لاکھ پر اس انداز کے آجاتے ہین کہ اُن سے وہی رنگ پیدا ہو سکتے ہین،

تصور مین ایک تاریک کمرے مین جاؤ، اور دیکھو کہ طیف نما کی مدد سے کیا معلومات حاصل ہوتے ہین، لوہے کے ایک ٹکڑے کو گرم کرنے کے لئے ہم نے ایک سہل طریقہ نکالا ہے، مثلاً برقی رو سے گرم کرنے کا اور طیف نما کو ایسی جگہ رکھا ہے، جہان سے وہ گرم شدہ لوہے کی خارج کردہ اثیری موجون کو لے سکتا ہے، تھوڑی دیر تک تو ہم کو کچھ نظر نہین آتا، خواہ ہم آلے مین سے دیکھین یا براہ راست اُس مقام کو دیکھین جہان ہم جانتے ہین کہ لوہا موجود ہے،

لیکن جون ہی کہ لوہا دہکنے لگتا ہے، ہم آلے مین سے اس کو دیکھتے ہین، تو ہم کو طیف کا وہ حصہ نظر آتا ہے، جو سُرخ کا احساس پیدا کرتا ہے، ہم کو صرف سُرخ داغ نظر آتا ہے، اور کچھ نہین، اس سے ہم کو معلوم ہوا کہ لوہے مین ایسے برقیے موجود ہین، جو چار سو بلین (چالیس میل) چکر فی ثانیہ کے حساب سے گردش کر رہے ہین جیسے جیسے تپش بڑھتی ہے، لوہے کا ٹکڑا زیادہ چمک کے ساتھ دہکنے لگتا ہے، اب آلے مین سے دیکھنے پر ہم کو طیف کا نارنجی حصہ نمودار ہوتا معلوم ہوتا ہے، پھر زرد حصہ اور بتدریج سبز، آسمانی، نیلا، اور بنفشی باری باری سے نمودار ہونے لگتے ہین، ہم نے برقیون کے مختلف گردشی رفتارون مین آنے سے کامل طیف کو بنتے دیکھ لیا، ہم کو یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ لوہے کے اندر ایسے برقیے موجود ہین، جن کے جوہر ایک دوسرے سے متصادم نہ ہون، تو وہ سب ان مختلف رفتارون سے گردش کرین گے، اس کا سبب کہ گرم شدہ لوہے سے اس قدر متنوع اثیری موجین کیون نکلتی ہین، یہ ہے کہ جوہر دن مین تیز رفتاری سے جو ہیجان پیدا ہوتا ہے، وہ برقیون کو ان رفتارون کو قبول کرنے پر مجبور کرتا ہے، اور چونکہ جوہر ایک دوسرے کے قریب

قریب ہوتے ہین، اس لئے برقیون کو رکاوٹ پیش آتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہم قسم کی گردشی رفتار پاتے ہین، ہر ٹھوس جسم سفید گرم کئے جانے پر یہی کیفیت دکھلائیگا، وہ کامل طیف پیدا کر دیگا، اس قسم کے کامل طیف سے روشنی خارج کرنے والی شے کی نوعیت کے متعلق کوئی علم حاصل نہین ہوتا، ہم کو جوہرون کو ایک دوسرے سے اتنا آزاد کر دینا چاہئے کہ اُن کے برقیے اپنی طبعی مدتِ دوران مین گردش کر سکین،

اگر ہم لوہے کو گھلا دین تو اس کے جوہر اپنی جامدی گرفت سے آزاد ہو جاتے ہین لیکن اگر ہم گھلے لوہے کی روشنی کا امتحان کرین تو پھر کامل طیف دکھائی دیتا ہے، اگر ہم کسی طریقے سے تپش بڑھا کر ۶۰۰۰ ہزار درجہ فارن ہیٹ (۳۳۰۰ درجہ مئی) کر دین تو پھر لوہے کے بعض جوہر گیسی حالت مین اس طرح ہوا مین مل سکین گے جس طرح اُبلتے پانی سے آبی بخار نکلتا رہتا ہے، اگر ہم طیف نما بخار کی طرف کر دین، اور پھر کسی گرم تر مبدء سے سفید روشنی آہنی بخار مین سے گذرنے دین، تو ہم کو ایک عجیب منظر نظر آئے گا، ہم کو سفید روشنی کا طیف نظر تو آتا ہے، لیکن اب اس مین جگہ جگہ بہت باریک سیاہ خطوط پڑے دکھائی دیتے ہین، اس سے ظاہر ہے، کہ بعض وہ اثیری موجین ضائع ہو گئی ہین، جو سفید روشنی مین شامل تھین، اب وہ مسلسل طیف نہین ہے، جو سفید روشنی کو پیدا کرنا چاہتا تھا اب اس مین جگہ جگہ خلا ہے، ہم طیف کو یہ سمجھتے ہین، کہ وہ شگاف کے بے شمار خیالون کا مجموعہ ہے جو سب کے سب مل کر ایک چوڑا فیتہ بناتے ہین جس طرح کہ قوس قزح کے فیتے مین رنگین تار ہوتے ہین، صورت موجودہ مین متعدد تار جگہ جگہ سے غائب معلوم ہوتے ہین،

طیف نما سے اس روشنی کو دیکھکر جو آہنی بخار مین ہو کر آئی ہے، ہم کو یہ بآسانی معلوم ہو سکتا ہے، کہ غائب شدہ اثیری موجین کہان ہین، صرف ایک ہی استناج ممکن ہے یعنی یہ کہ آہنی بخار نے اُن کو جذب کر لیا ہے، یا بالفاظ دیگر اُن کو اُن برقیون نے جذب کر لیا ہے، جو آہنی جوہرون سے ملحق ہین، جو موجین نکل کر طیف نما تک جا پہنچتی ہین، اُن کو بخار مین کوئی مجیب برقیے نہ ملے،

فرض کرو کہ ہم اس منقطع طیف کا ایک فوٹو لیتے ہین، بلاشبہ یہ فوٹو ہم کو طیف نما کے ذریعہ سے لینا چاہئے

چونکہ فوٹو مین رنگ نہین آتے، اس لئے ہم نہایت احتیاط سے مختلف رنگین حصون کے حدود کی نشان اندازی کرتے ہین، ہم کو سُرخ حصے مین کچھ خطوط نظر آتے ہین، اور کچھ سبز مین وعلیٰ ہذا، ہم کو سارے طیف بھر مین اُن خطوط کی ایک بڑی تعداد ملتی ہے،

مختلف عنصری اشیاء کے بخارون مین سے روشنی گذار کر ہم اور فوٹو لیتے ہین، اور جب ان کا آپس مین مقابلہ کرتے ہین، تو ہم کو بہت بڑا فرق نظر آتا ہے، ایک ہی عنصری شے سے ہمکو ہمیشہ وہی خطوط ملتے ہین، سوڈیم بخار مین آئی ہوئی روشنی کے فوٹو مین ہم کو صرف دو سیاہ خطوط نظر آتے ہین، اور یہ دونون طیف کے زرد حصے مین نظر آتے ہین. یہ خطوط ایک دوسرے سے اس قدر قریب ہین، کہ سادہ طیف نما مین وہ ایک ہی خط نظر آتے ہین، یہ خطوط کیون نمودار ہوتے ہین، ؟ یہ خطوط محض اُس شگاف کے خیالات ہین جس مین سے ہو کر روشنی طیف نما مین آرہی ہے،

تقریر بالا سے یہ واضح ہوگا کہ کسی عنصر کو کیسی حالت مین ہونا چاہئے، تاکہ ہم اس کا خطی طیف حاصل کرسکین، ہم نے دیکھا کہ سوڈیم بخار دو معین موجی طولون کو جذب کرلیتا ہے، جو طیف کے زرد حصے مین واقع ہوتے ہین، ہم جانتے ہین کہ بخار مین ایسے برقیے ہونے چاہئین جو ان خاص موجون کے متناظر رفتارون سے گردش کرنے کی قابلیت رکھتے ہون، اب یہ قرین قیاس ہے کہ اگر یہ برقیے اپنی طبعی دوری گردشون مین لے آئے جائین، تو وہ ایسی موجین خارج کرین گے، جو ارتعاش کی ان شرحون کے متناظر ہون گے، اور یہی ہم بعینہ پاتے بھی ہین، اگر بنسنی شعلہ مین ہم سوڈیم کا ایک ٹکڑا جلائین، اور جلتے سوڈیم کے شعلہ کا امتحان کرین، تو ہم کو دو چمکدار زرد خطوط ٹھیک ان ہی مقامون پر نظر آتے ہین، جہان کہ دو تاریک خطوط دکھائی دئے تھے:

اگر ہم ہائڈروجن گیس کو جلائین، اور طیف نما کے ذریعہ سے شعلہ کا امتحان کرین تو ہم کو تین روشن خطوط نظر آئین گے، ان مین سے ایک سُرخ حصہ مین بہت نمایان خط ہوتا ہے، دوسرا خط آسمانی حصہ مین ہوتا ہے، اور تیسرا خط کسی قدر مدہم ہوتا ہے، اور آسمانی حصہ مین طیف کے بنفشی سرے کی طرف واقع ہوتا ہے، اگر آلات زیادہ

نازک ہوں تو ان سے بھی زیادہ مدھم خطوط شناخت کئے جا سکتے ہیں، چھوٹے جیبی طیف نما سے یہ تینوں خطوط اچھی طرح دکھلائی دیتے ہیں،

گیسوں کے طیوف کے جانچنے کا ہمارے پاس ایک اور سہل طریقہ ہے، اگر ہم شیشے کی کسی نلی میں ہائڈروجن گیس بھر دیں، اور پھر اسی کو ہوا پمپ کی نلی سے ملا دیں، تو ہم گیس کا ایک بڑا حصہ اسمیں سے نکال سکتے ہیں، اور وہاں نام نہاد خلا پیدا ہو جائے گا، اگرچہ ہم ایسی نلیوں کو خلائی نلیاں کہتے ہیں، تاہم ہم جانتے ہیں، کہ ان میں ہوا یا گیس کی ایک قلیل مقدار ضرور ہونی چاہئے، نلی کو ہم یہاں تک خالی کر سکتے ہیں، کہ معمولی جوی دباؤ پر جو مقدار نلی کو بھر سکے، اس کا دس لاکھواں حصہ باقی رہ جائے، موجودہ صورت میں تخلیہ اس اعلیٰ پیمانے پر نہیں پہنچا، ہم صرف اتنا ہی چاہتے ہیں کہ جوہر اس قدر علیحدہ ہو جائیں، کہ ان کے برقیے اپنے جوہروں کے گرد اپنی طبعی یا دوری شرح سے گردش کرنے کے لئے آزاد ہو جائیں، ہماری دوسری ضرورت یہ ہے کہ آزاد جوہروں کے اس مجموعے کو منور بالذات کر دیں، ہم جانتے ہیں کہ کسی خلائی نلی میں سے برقی اخراج گذار کر ہم اس کے اندر کی چیزوں کو متحد کر سکتے ہیں، جب ہم نلی کے سرے کسی امالی لچھے یا برقی مشین سے ملا دیتے ہیں، تو نلی کے اندر بالکل افق جنوبی کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، نلی کے اندر جس قسم کی گیس ہوگی، اسی کے لحاظ سے دمک کا رنگ مختلف ہوگا، بصورت موجودہ ہائڈروجن گیس سے بہت پیلی پیلی لال روشنی نکلیگی، ہم اس روشنی کو طیف نما سے جانچیں، تو ہم کو ہائڈروجنی خطوط بخوبی نظر آئیں گے، یہ خطوط حسب سابق روشن ہیں، گویا کہ گیس جل رہی ہے، ہم کو تاریک خطوط صرف اسی وقت نظر آتے ہیں، جب کہ ہم کسی بخار میں سے آتی ہوئی روشنی کو جانچ کریں، جس سے ظاہر ہوتا ہے، کہ گیس نے ان موجی طولوں کو جذب کر لیا ہے،

گیسی عناصر کے طیوف کے جانچنے کا مذکورۂ بالا طریقہ بہت کارآمد ہے، اس کے ذریعے سے ہم ان نادر گیسوں کے طیوف حاصل کر سکتے ہیں، جن کو بڑی مقدار میں حاصل نہیں کر سکتے نیز اس کے ذریعہ سے آکسیجن اور ان گیسوں کے طیوف بھی حاصل کر سکتے ہیں، جو شعلہ پذیر نہیں،

چونکہ عنصری شے کے طیف مین خطوط کا ایک معین سلسلہ ہوتا ہے، اس لئے طیف دیکھ کر ہم تبلا سکتے ہین، عام اس سے کہ وہ کتنا ہی پیچیدہ کیون نہ ہو، کہ کون سی اشیا اس کو پیدا کر رہی ہین، مثلاً اگر ہم سورج کے طیف کا فوٹو لین، تو ہم کو اس کے طیف مین ہزارون خطوط بکھرے نظر آتے ہین، ہائڈروجن لوہا، اور دیگر اشیا سے پیدا شدہ خطوط کی نہایت احتیاط سے نشان اندازی کر کے ہم صحیح صحیح تبلا سکتے ہین، کہ سورج مین کون کون سے عنصر شامل ہین، اس طرح ہم کو کوئی چالیس ۴۰ سے کم عنصر نہین ملتے جن مین سے چند یہ ہین، ہائڈروجن، سوڈیم، لوہا، تانبا، نکل اور جست، یہ سب کے سب سورج کے بیرونی کرہ یا کرۂ ضیائی مین گیسی صورت مین موجود ہین، یہ بخارات سورج سے پیدا شدہ مسلسل طیف کے بعض موجی طولون کو جذب کر لیتے ہین، اور اسی طرح طیف مین معین سیاہ خطوط پیدا کر دیتے ہین،

ہم اپنے ارد گرد کی اشیا کو ہاتھ مین لے کر اور اُن کو دیکھ بھال کر اُن کے متعلق بہت کچھ معلوم کر سکتے ہین، لیکن ہم ہمیشہ یہ نہین تبلا سکتے کہ وہ کس چیز سے بنی ہین، خیال کرو کہ سورج ہم سے کوئی نو کرور میل سے زیادہ فاصلہ پر ہے، اس پر بھی ہم تبلا سکتے ہین، کہ سورج کس چیز سے بنا ہے، ستارون کی کیمیا تمام تر طیف نما کی مرہون منت ہے،

یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ سر اسحاق نیوٹن نے شمسی طیف مین ان سیاہ خطوط کو نہ دیکھا، معمولی شیشے کے منشور یا کسی فانوس کے آویزے سے پیدا شدہ طیف مین بھی یہ خطوط موجود ہوتے ہین بعضون کا خیال ہے کہ نیوٹن نے طیف دیکھنے کے لئے ایک مددگار رکھ لیا تھا، اب پھر یہی سوال ہے کہ مددگار نے ان خطوط کو کیون نہ دیکھا، یہ ممکن ہے کہ اوس نے ان خطوط کو شیشے کی خرابی کا نتیجہ سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہو، لیکن اسی کی جانچ نہایت آسانی سے یون ہو سکتی تھی، کہ منشور کو ایک پہلو پر گھما دیا جاتا، اور پھر دیکھا جاتا کہ یہ خطوط اپنی جگہ سے ہٹ گئے، یا طیف مین ان کی جگہ مقرر رہی، لیکن ہم کو یاد رکھنا چاہئے کہ ڈھائی سو برس ادھر لوگ استخراجی طریقہ کار مین اس قدر منجھے ہوے نہ تھے، جتنا کہ ہم اس زمانہ مین مانوس ہو گئے ہین،

طیف نما کے سلسلے مین ایک بہت دلچسپ امر یہ ہے کہ یہ نہایت ہی قلیل مقدار شے کی شناخت کر سکتا ہے، اگر بنسنی شعلہ مین ہم نمک کی چند رتیان جلائین، اور حاصل شدہ روشنی کی جانچ کرین، تو سوڈیم خطوط جیبی طیف نما استعمال کرنے پر بھی نہایت واضح طور سے دکھائی دیتے ہین،

یہ ایک معروف بات ہے، کہ خون کا ایک قطرہ ایک پیالی پانی مین ڈالا جائے، اور اس مین سے گذری ہوئی روشنی کا امتحان کیا جائے تو وہ اپنا امتیازی طیف دکھلائے گا۔ اس طرح یہ ممکن ہے کہ شریان اور ورید مین سے حاصل کردہ خون مین تمیز کی جا سکے، اگرچہ مقدار قلیل ہی کیون نہ ہو، اس مین شک نہین کہ شریانی خون قلب سے نکلتے وقت آکسا جاتا ہے[1]، کیونکہ خون مین پھیپھڑون کے ذریعہ سے آکسیجن پہنچ جاتی ہے، وریدون کے ذریعہ جو خون واپس جاتا ہے، اس کی تکسیر[2] ہو جاتی ہے کیونکہ اپنی آکسیجن وہ جسم کو دے چکتا ہے، طیف نما مین آکسیجن کو ظاہر کرنے والے تاریک جذبی خطوط نظر آئین گے، اگر خون شریانی ہوا، اور اگر وریدی ہو، تو یہ خطوط نہ ہون گے، اس ایک واقعہ پر ہم شیرلاک[3] ہومز کا ایک پورا افسانہ تیار کر سکتے ہین، ایک حسینہ پر اسرار حالات مین مردہ پائی جاتی ہے، ڈاکٹر اور پولیس دونون توجیہ سے قاصر ہین، شیرلاک ہومز صاحب آتے ہین، اور شریانون مین سے ایک شریان سے صرف ایک قطرہ خون کا نکال لیتے ہین، طیف پیمائی امتحان سے اُن کو

---

[1] کسی شئی مین آکسیجن کا جز داخل ہو جانا، اُس شئے کا آکسا جانا کہلاتا ہے، (مترجم) [2] کسی شئے سے آکسیجن کے جزو کا نکل جانا، (مترجم) [3] مشہور انگریزی فسانہ نگار اور عامل روحانیات سر آرتھر کانن ڈائل نے سراغ رسانی کے بہت سے قصے لکھے ہین، جن کا ہیرو شیرلاک ہومز ہے، اوس کو اس قدر شہرت حاصل ہوئی، کہ شیرلاک ہومز کا نام ادب مین سراغرسان کے معنی مین استعمال کیا جانے لگا ہے، اردو مین بھی اس کے افسانون کے ترجمہ ہوئے ہین،

(مترجم)

پتہ چلتا ہے، کہ وہ خاتون بلا شبہ جلتے دھوین سے گھُٹ کر مری ہین، کیونکہ ایسی صورتون مین جسم کے تمام خون کی تکسیر ہو جاتی ہی،

تقریر بالا سے یہ معلوم ہوا کہ مادہ کی بہت قلیل مقدار کو طیف پیما شناخت کر سکتا ہے، لیکن یہ کوئی انتہائی صورت نہین ہے، یہ کہنا کہ ایک عمدہ طیف نما ایک ملی[1] گرام کے دس لاکھوین حصہ کی شناخت کر سکتا ہے، اُن لوگون کے لئے بے معنی ہے، جن کو کبھی ملی گرام سے سابقہ نہین پڑا، صـ کے مقابل جو مرقع دیا گیا ہے، اس سے ہم کچھ اندازہ طیف نما کی حساسیت کا کر سکتے ہین، مرقع مین ہم کو ایک بہت حساس کیمیاوی ترازو نظر آتی ہے، جو نہایت آسانی سے پنسل کے لکھے لفظ کا وزن دریافت کر سکتی ہے، پہلے مرقع مین ہم کو کاغذ کے دو ٹکڑے نظر آتے ہین، جو وزن مین بالکل ایک دوسرے کے مساوی ہین، پھر ہم ایک کاغذ لیتے ہین، اور اس پر پنسل سے صرف ایک لفظ لکھ دیتے ہین، اس لکھنے مین پنسل کی نوک کا ایک بہت قلیل حصہ گھس کر کاغذ کی سطح پر آگیا ہے، پنسل کی نوک مین ہم کو کوئی فرق نظر نہین آتا، اس سے اب بھی سینکڑون لفظ لکھ سکتے ہین، لیکن ہماری ترازو اس زیادتی کو بھی بتلا سکتی ہے، جیسا کہ دوسری تصویر سے ظاہر ہے، اس صورت مین ہم نے کوئی ۴ ملی گرام مادہ کا وزن کیا ہے، اور یہ بنہایت حساس کیمیاوی ترازو اس سے بھی کم وزن تبلا سکتی ہے، ہم نے دیکھا کہ ترازو نے مادے کے ایک بہت قلیل جزو کو تبلا دیا، بایں ہمہ طیف نما مادے کی اس مقدار کا چالیس لاکھوان حصہ بھی معلوم ہو سکتا ہے، ذرا سوچو کہ پنسل کی نوک سے سرمہ کی کتنی قلیل مقدار گھسی ہے، اور پھر

[1] فرانسیسی یا عشری نظام پیمایش کی ایک پیمانۂ وزن، ۱ ملی گرام = ۰۱۵۴۳ء۰ گرین (= انگریزی پیمانہ) یعنی ۰ء۰۰۰۰۸۴۴۷ تولہ، یعنی ایک ملی گرام تولہ کے دس ہزارویں حصہ سے بھی کم ہے،

(مترجم)

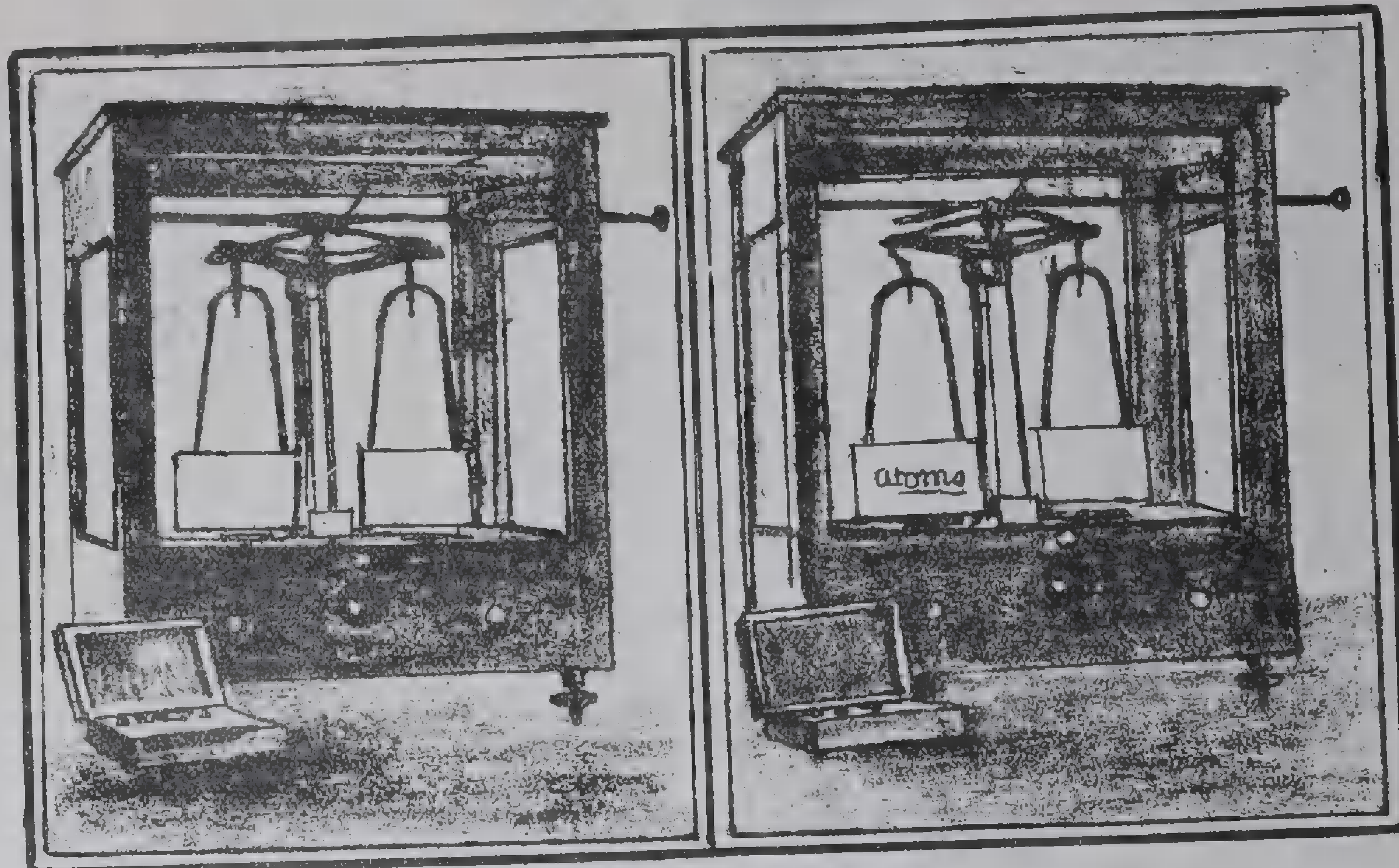
تصور کرو، کہ اس کے چالیس لاکھ حصے کئے گئے ہین، اور پھر دیکھو، کہ طیف نما ان بنہایت قلیل حصون کی خبر دیتا ہے،

طیف نما مین ہماری دلچسپی یہین نہین ختم ہو جاتی، آیندہ باب مین ہم دیکھین گے، کہ اس سادہ سے آلہ نے دور دراز ستارون کے متعلق ہمارے علم مین کیا اضافہ کیا ہے،

پندرھوان باب

ستارے کی پیدایش

جو ستارہ کہ ہم سے کروڑون میل دور ہے، اس کی تپش کا ناپنا ہمارے لئے کیونکر ممکن ہو؟ خواہ ہم نے پہلے یہ کبھی نہ سنا ہو کہ ایسا ممکن ہے، تاہم ہم قیاس کر سکتے ہین، کہ اس کے امکان کی کیا صورت ہے، کم از کم ہم اتنا تو کر سکتے ہین، کہ ایک ستارہ کی تپش کو دوسرے ستارے کی تپش سے مقابلہ کرنے کی کوئی سبیل نکالین، بشرطیکہ ہم یہ اندازہ کر چکے ہون، کہ جب لوہے کا ایک ٹکڑا بتدریج گرم کیا جاتا ہے، اور اس کی روشنی کا امتحان کیا جاتا ہے، تو کیا وقوع مین آتا ہے، طیف نما مین سے دیکھنے پر ہم کو معلوم ہوا کہ سب سے پہلے طیف کا صرف سُرخ حصہ نمودار ہوا، پھر جیسے جیسے لوہے کی تپش بڑھتی گئی، ایک ایک کر کے نارنجی، زرد، سبز کبودی نیلگون اور بنفشئی حصے نمودار ہوتے گئے، پس اس سے ہم یہ معلوم کر سکین گے، کہ جو ستارہ طیف کا صرف سُرخ حصہ دکھاتا ہے، اس کی تپش اُس ستارے کی تپش سے کم ہے، جو سُرخ اور نارنجی دکھاتا ہے، جتنا زیادہ حصہ طیف کا دکھائی دے گا، اتنی ہی زیادہ اس ستارے کی تپش ہوگی، جو اسے پیدا کر رہا ہے، یہ بے عذر تپش پیما طیف کے بنفشئی حصے ہی پر نہین ختم ہو جاتا، اعلیٰ تعدد کی دیگر اثیری موجین بھی پیدا ہوتی ہین، بالا بنفشئی روشنی کی یہ اثیری موجین لوحِ عکاسی کو متاثر کر دین گی، پس عکاسی کے ذریعہ سے ہم اپنے تپش پیما کے پیمانے کو مرئی طیف کی حد سے باہر بھی لے جا سکتے ہین جب دو ستارے طیف کا ایک ہی طول پیدا کرین،



مادے کے ایک قلیل حصہ کی دریافت ،

توہم کو معلوم ہو جاتا ہے، کہ دونون کی ایک ہی تپش ہے،

ہر عنصر کا اپنا امتیازی خطی طیف ہوتا ہے لیکن ہم کو یہ فرض کرنے کی ضرورت نہین کہ کسی معین طیف مین تغیر ناممکن ہے، عرصہ تک یہی خیال کیا جاتا رہا، کہ کسی عنصر کے خطی طیف مین کسی قسم کا تغیر ممکن نہین لیکن کوئی نصف صدی کا عرصہ گذرا کہ دو مشہور آسٹروی سائنس دانون نے ایک مقالہ شائع کیا جس مین یہ تبلایا کہ عناصر سے بالکل مختلف طیف حاصل ہو سکتے ہین، سٹر نارمن لاک یر[1] جنھون نے سائنس کی اس شاخ کے لئے بہت کچھ کام انجام دیا ہے، نہایت واضح طور پر یہ ثابت کر دکھایا کہ بعض عناصر کے طیوف مین جب کہ وہ مختلف تپشون پر ہون، غیر معمولی تغیرات پائے جاتے ہین،

بنسنی شعلہ مین جلتے وقت سوڈیم جو طیف پیدا کرتا ہے وہ اس سے بہت سادہ ہے. جو وہی عنصر برقی قوس مین رکھے جانے پر پیدا کرتا ہے، اور اگر مبدء تنویر برقی شرارہ ہو تو اور بھی تغیر واقع ہوتا ہے. ان تین حالات مین سوڈیم اثیر محیط مین مختلف موجی طول پیدا کرتا ہے، لوہے کے شعلہ دار طیف مین صرف چند خط نظر آتے ہین، لیکن اس کے قوسی طیف مین کوئی دو ہزار خط ہوتے ہین، یہ اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیے، کہ کسی عنصر کا طیف ایک ہی حالات مین ہمیشہ مستقل ہوتا ہے، ہم جانتے ہین کہ شعلہ کی تپش پر سوڈیم خطوط کی ایک خاص ترتیب پیدا کرتا ہے، حالانکہ برقی قوس کی اعلیٰ تر تپش یہی عنصر ایک دوسری ترتیب پیدا کرتا ہے، ہم کو معلوم ہے، کہ نجمی طیوف کی تعبیر کسی طرح بھی سادہ امر نہین ہے خطوط کی ایک معین ترتیب سے نہ صرف عنصر کا پتہ لگتا ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے، کہ وہ عنصر کس تپش پر ہے، اس لئے ہمارے نجمی تپش پیما کی یہ مزید خواندگی ہوئی، تپش کے دوسرے اشارات بھی ہوتے ہین، لیکن جو کچھ کہا گیا، وہ یہ تبلانے کے لئے

---

[1] Sir Norman Lockyer (۱۸۳۶ء - ۱۹۲۰ء) مشہور انگریزی ہیئت دان، رائل کالج آف سائنس لندن مین فلکی طبعیات کے پروفیسر، برٹش ایسوسی ایشن کے صدر ۱۹۰۳ء - ۱۹۰۴ء مین (مترجم)

کافی ہے، کہ دور دراز ستارون کی تپش کے متعلق ہمنے خیالات کیونکر قائم ہوے،

سورج اور ستارون کے طیفی خطوط سنس دانون نے معلومات کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کیا ہے

یہ گویا ایسا ہی ہے، جیسے دور دراز ستارون روشن کرنے والے برقیے اثیری موجون کی صورت مین

لاسلکی پیامات بھیج رہے ہون، ہمارے طیف نما پیامات کو تبلانے والے آلات ہین، عکاسی کی مدد سے

ان نجمی تلغرافی پیامات کو ہم ان ہی سے لکھوا- طیفی خطوط کی مختلف ترتیبین گویا تلغرافی ابجد ہین، اس

تمثیل کو مدنظر رکھکر ہم سر نارمن لاک یر، سر ولیم ہگنس[1] کو ماہر تلغراف سمجھ سکتے ہین،

لاک یر نے ثابت کیا ہے، کہ سورج ورلفافے یا کرہ ضیائی مین لوہے کے طیفی خطوط وہی ہین

جو برقی قوس کی تپش پر لوہا پیدا کرتا ہے، یہ تلغرا م ہم کو تبلاتا ہے، کہ سورج کے کرہ ضیائی کی تپش مئی پیمانے

پر کوئی چھ ہزار درجہ ہے، اس تلغرافی پیام

رکھا تھا، پچاس برس ہوے ہم اس تپش کو کوئی غلط خیال کی تصحیح کردی، جو انسان نے پیشتر قائم کر

طیوف کی تفصیلات مین گئے بغیر درجہ سمجھتے تھے،

کیا پیامات وصول ہوے ہین، ہم ابجدی اشدوم کرنا دلچسپ ہوگا، کہ اجرام فلکی سے اس سیارے پر اور کیا

ان پیامات کی کیا تعبیر کی ہے، ین پڑنا نہین چاہتے لیکن ہم معلوم کرنا چاہتے ہین کہ تلغرافیون نے

ہم کو بتایا جاتا ہے، کہ خورشید

ستارون مین بھی یہی عمل جاری ہے،

فی الواقع گرم تر ہو رہے ہین، اور گرم ترین ستارے کو ہم کوئی تیس ہزار درجہ مئی کی تپش پر

سمجھتے ہین،

۱؎ سر ولیم ہگنس Sir William Huggins (۱۸۲۴ء تا ۱۹۱۰ء) مشہور انگریزی ماہر فلکیات رائل ایسٹرونومیکل

سوسائٹی کے صدر (۱۸۷۶ء - ۱۸۷۸ء) رائل سوسائٹی کے صدر ۱۹۰۰ء مین،

ہمارے ایک خاص تلغرافی نے ہمارے لئے ذیل کی تعبیر کی ہے، اور اگر یہ ہو سکتا ہے، کہ وہ اس تعبیر میں بالکل صواب پر نہ ہوں، تاہم جس پیام کی تعبیر ہے، وہ بہت دلچسپ ہے، کیونکہ اس سے ستارے کی پیدائش کا ایک بہت معقول نظریہ ہاتھ آتا ہے،

سب پہلے ایک بڑا سحابیہ[۱] ہے، جو کروروں میل کی فضا گھیرے ہوئے ہے، یہ سحابیہ شہابوں کے ایک جھنڈ پر مشتمل ہے، یہ شہاب خود ٹھوس مادے کے بنے ہیں جن میں وہ عناصر پائے جاتے ہیں، جو اس سیارے پر ہمیں ملتے ہیں، یہ شہاب سرد اجسام ہیں، اور سوئی کی نوک اور غبار ریزے کے برابر چھوٹے بھی ہو سکتے ہیں، لیکن ہم یہ تصور کر سکتے ہیں کہ یہ شہاب جس وقت کمیت کے مرکز کی طرف متجاذب ہوتے ہیں، تو یہ متصادم بھی ہوتے ہیں، ان تصادموں سے حرارت پیدا ہو گی، پس جیسے جیسے اس کی تکثیف ہو گی، کمیت کی تپش بڑھتی جائیگی، ایک مدت میں جا کر تپش اتنی بڑھ جائے گی، کہ کمیت جو جسامت میں بہت گھٹ گئی ہے، گیسی ہو جائے گی، گرم ترین ستاروں کی یہی حالت ہے، جب یہ حالت پہنچ جاتی ہے، تو مزید تصادم اور تصادم قائم رکھنے کیلئے ٹھوس ذرے باقی نہیں رہتے، اسلئے ستارہ سرد ہونے لگتا ہے،

جب ستارہ گرم ترین حالت میں ہوتا ہے، تو ہم کو طیف نما میں لاسلکی پیامات وصول ہوتے ہیں، جن کی تعبیر ہم یہ کرتے ہیں، کہ بعض عناصر عظیم الشان حرارت یعنی کوئی بیس تا تیس ہزار درجہ مئی کی تپش کی وجہ سے افتراق پا کر سادہ تر صورتوں میں آ جاتے ہیں، ان مفترقہ عناصر کی تمیز کے لئے ہم اُن کے ناموں میں سابقہ نخستین اضافہ کر دیتے ہیں، چنانچہ ہم کہتے ہیں، کہ نہایت گرم ستاروں میں نخستین ہائڈروجن، نخستین میگنیشیم، اور دیگر نخستین عناصر پائے جاتے ہیں، اور دوسروں میں جو اتنے گرم نہیں ہیں، ہم نخستین لوہا، نخستین تانبا وغیرہ پاتے ہیں، جیسے جیسے تپش گھٹتی ہے، یہ نخستین عناصر غائب ہوتے جاتے ہیں، اور پھر عناصر

[۱] انگریزی میں اس کو (Nebula) کہتے ہیں، جو مثل ایک گرد باد کے دکھائی دیتا ہے، یہی گرد ستاروں کی اصل بتائی جاتی ہے، (مترجم)

کے منتظم طیفی خطوط اسی طرح نمودار ہوتے ہین، جس طرح اس سیارے پر ہم کو ملتے ہین، ستارہ جتنا زیادہ سرد ہوتا ہے، اتنے ہی زیادہ عناصر اس مین پائے جاتے ہین، اس مین شک نہین کہ دوران عمل بترید مین یہ تدریج بنے یا منکشف ہوئے ہین، لاریب یہ ارتقا کی ایک صورت ہی، مختلف تپشون سے ستارون سے پیامات کا مقابلہ کرنے سے ہم کو معلوم ہوتا ہے، کہ گرم تر ستارون مین لطیف ترین عناصر ہوتے ہین، اور کثیف تر عناصر علاً ترتیب وار ستارون کی بترید کے ساتھ پیدا ہوتے ہین،

اسمین شک نہین کہ ہم تمام عناصر کے جواہر کے برقیون سے مرکب ہونے کے مفہوم سے مانوس ہوگئے ہین، پارۂ بالا سے ہم کو معلوم ہوا کہ بہت اعلیٰ تپشون پر جو بعض ستارون مین پائی جاتی ہین، صرف چند برقیے مل کر ایک جوہر بنا سکتے ہین، حالانکہ پست تر تپشون پر برقیون کی زائد تعداد مجتمع ہو جاتی ہے، اور کثیف تر عنصر بناتی ہے،

یہان قدرۃً یہ سوال پیدا ہوتا ہے، کہ جب ستارہ اتنا سرد ہو جائے کہ دمکنا بند کردے، تو اس کا کیا حشر ہوتا ہے، ؟ یعنی بالفرض وہ اس سیارے کی حالت مین آجائے، جس پر ہم خوش قسمتی سے سکونت پذیر ہین، یہان کوئی اسی مختلف عناصر ہین سب سے بھاری یورینیم ہے، اس کے بعد کیا ہوگا ؟ کیا یہ سیارہ اور بالآخر تمام کائنات اپنی تمام حرارت کا اشعاع کرے گی، اور پھر ایک سرد مردہ کمیت بن جائیگی ! کچھ عرصہ پیشتر تک اس کے سوا کوئی دوسرا معقول نتیجہ معلوم نہ ہوتا تھا، لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے کہ کسی پیشتر کے باب مین ہم فقرہ کیل کیطرح مردہ استعمال کر چکے ہین، اب ہم جانتے ہین، کہ نام نہاد مردہ مادے کے ہر ذرہ مین زبردست اندرونی فعالیت موجود ہے، پس کیا یہ ممکن نہین ہے، کہ مادہ کے جواہر ٹوٹ کر دوسری شکلین اختیار کرلین، اور بالآخر اُن تیز تیز گردش کرنے والے برقیون کو آزاد کردین، جن سے وہ مرکب ہین، ؟ اس امکان پر قیاس آرائی کی کوئی ضرورت نہین، ہم کو واقعی ثبوت مل گیا ہے، کہ یورے نیم اور دیگر ثقیل عناصر مین یہی ہورہا ہے، یہ موضوع اس قدر دلچسپ ہے، کہ جوہر کے انشقاق پر ہم پورا ایک باب وقف کرین گے،

بیرونی دنیا سے اس سیارے تک آنے والے لاسلکی پیامات کے بین السطور سے ہم کائنات کا جو نقشہ کھینچتے ہیں، وہ یہ نہیں کہ خالق نے ایک مشین کو کوک دی ہے، اور اس کو حالت سکون میں آنے کے لئے چھوڑ دیا ہے، بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ برقیوں سے نخستین عناصر ہیں، پھر عناصر میں اور دوبارہ برقیوں میں ایک ابدی تغیر واقع ہوتا رہتا ہے،

اگرچہ تقریر بالا کائنات کے متعلق افکار حاضرہ کا خاکہ ہے، تاہم یہ ملحوظ خاطر رہے، کہ بین السطور میں قیاس آرائی کو دخل ضرور ہے، جب ہم کسی دوستانہ مکتوب کے بین السطور پر غور کرتے ہیں، تو بعض اوقات ہم صحیح نتیجہ پر پہنچتے ہیں، اور بدقسمتی سے بعض اوقات ہم بالکل غلط نتیجہ پر پہنچتے ہیں، اب یہ ان انسانوں کی آیندہ نسلوں کا کام ہے، کہ وہ دیکھیں کہ ہمارے بین السطور میں حق کس قدر ہے،

اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ بہت سے نظریے جو آج ہم نے قائم کر رکھے ہیں، اُن کے بجائے ہمیں نئے نئے خیالات رکھنا پڑیں گے، وقتاً فوقتاً جدید سے جدید تر نظریے اضافہ ہوتے رہیں گے، ہم کو اس امر کا اعتراف کرنا چاہئے، کہ ہمارے موجودہ خیالات محض آزمایشی ہیں، گو جہاں تک ہم فطرت کے رازوں کو سمجھ سکے ہیں، یہی بہترین معلوم ہوتے ہیں،

طیف نما کے موضوع کو چھوڑنے سے قبل ایک اور لاسلکی پیام کی طرف توجہ کرنا دلچسپ ہوگا، جو بعید ستاروں سے ہم تک پہنچتا ہے، بعض اوقات جب ستاروں کے طیوف کا امتحان کیا جاتا ہے، تو خطوط میں ایک خفیف سی تبدیلی معلوم ہوتی ہے، تبدیلی کی نوعیت یہ ہے، کہ طیفی خطوط طیف میں اپنی طبعی وضع میں نہیں ہوتے[۱] بعض صورتوں میں خطوط ورا بنفشی سرے کی طرف تھوڑا سا سرک جاتے ہیں، اور دوسری صورتوں میں خطوط اس مقام سے

[۱] طیفی خطوط کے اندراس (مٹ جانے) کے متعلق سر آرتھر کانن ڈائل مشہور انگریزی فسانہ نگار نے ایک افسانہ "پائزن بلٹ" شائع کیا تھا، جس کا اردو ترجمہ "حلقہ مسموم" کے عنوان سے راقم الحروف نے شائع کردیا ہے،

(مترجم)

نیچے کی جانب سرک جاتے ہین، جہان کہ اسی عنصر کے خطوط بالعموم پائے جاتے ہین. اس سے ظاہر ہے کہ پہلی صورت مین ارتعاش کی شرح مین اضافہ ہوا ہے، اور دوسری صورت مین کمی، ان بیانات کی معقول تعبیر صرف یہی ہے، کہ پہلی صورت مین زیر امتحان ستارہ مشاہدہ کی طرف آرہا ہے، اور دوسری صورت مین اس سے دور ہو رہا ہے، روزمرہ کی زندگی مین اس کی ایک بہت موزون تمثیل ملتی ہے، یہ تمثیل طبیعیات مین بہت مشہور ہے، وہو ہذا:-

کسی نہ کسی وقت ہم مین سے ہر ایک نے یہ مشاہدہ کیا ہوگا، کہ جب کوئی اکسپرس گاڑی ہم سے قریب ہوتی ہے. یا دور ہوتی ہے، تو انجن کی سیٹی کا امتداد متغیر ہو جاتا ہے، فی الحقیقت ہم کو بھی خیال ہوگا کہ انجن دو سیٹیان بجا رہا ہے. اگر ہم کو یہ معلوم ہو کہ اس کی سیٹی سے ایک ہی معین سُر نکل رہا ہے، سیٹی کے امتداد مین اس بیشی و کمی کا سبب دریافت کرنا مشکل نہین، سیٹی ہوا مین ازاول تا آخر ایک ہی معین شرح سے ارتعاش پیدا کر رہی ہے. لیکن چونکہ گاڑی ہم تک بڑھی چلی آرہی ہے، اس لئے یکے بعد دیگرے یہ ارتعاشات جلد تر پہنچتے ہین، بہ نسبت اس صورت کے کہ انجن ساکن کھڑا ہوتا، اس وجہ سے ہم کو کسی قدر اونچا سُر سنائی دیتا ہے. یہ تصور کرو کہ سیٹی ہر ثانیہ مین ہوا کو ایک معین تعداد مین ضربین لگاتی ہے، اب ہم سیٹی سے پیدا شدہ پہلی صوتی موج کو اپنی طرف آتا تصور کرتے ہین، لیکن دوسری ضرب لگاتے وقت انجن خود آگے جھپٹ آتا ہے، یہ گویا ایسا ہی ہے، کہ انجن دوسری ضرب لگانے سے پہلے خود پہلی صوتی موج کے پیچھے چلا آئے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہوائی موجین ایک دوسرے کے پیچھے جلد جلد آتی ہین، وہ اس حالت کے مقابلے مین زود تر تواتر مین پہنچتی ہین، جب کہ ضربین لگاتے وقت انجن ساکن کھڑا ہوتا، فی ثانیہ زیادہ ارتعاشات کا پہنچنا اونچے امتداد کے مترادف ہے، برخلاف اس کے جب انجن ہم سے دور بھاگتا ہے، تو ارتعاشات یا صوتی موجین کسی قدر ایک دوسرے سے دور تر ہو جائین گی، کیونکہ ہر ضرب پر انجن دور ہوتا جاتا ہے، فی ثانیہ کمتر ارتعاشات کے پہنچنے کے معنی نیچے امتداد کے ہین،

اس تمثیل کی مدد سے ہم کسی قدر ترمیم شدہ طیف کے معنی سمجھ سکتے ہین، اگر ہم یہ دیکھین کہ طیفی خطوط پیمانہ پر طیف کے بنفشئی کنارے کی طرف بڑھ آئے ہین، تو ہم بلا تامل یہ کہہ سکتے ہین، کہ امتداد مین بیشی اسی وجہ سے ہے، کہ ستارہ جو اثیری موجین پیدا کر رہا ہے، ہماری طرف آ رہا ہے، برخلاف اس کے اگر خطوط طیف کے سرخ کنارے کی طرف اس وضع سے ہٹے ہوئے پائے جائین، جو اُن کے لئے طبعی ہین، تو ہم کو معلوم ہو جاتا ہے، کہ ستارہ ہم سے دور ہو رہا ہے، طیفی خطوط کی نقل وضع کی صحیح صحیح پیمائش سے حرکت کی شرح کا حساب لگایا جا سکتا ہے،

اس طرح ہم کو معلوم ہوا کہ کلب الجبار (Sirius) ہم سے کچھ اوپر نوے میل فی ثانیہ کے حساب سے نزدیک ہو رہا ہے، خوش قسمتی سے اسے ایک بڑی طویل مسافت طے کرنا ہے، اس کا اختتام دیکھنے کے لئے ہمارا سیارہ یہان نہ ہوگا، بعض دیگر ستارون کی رفتار خط نظر مین اس سے بھی زیادہ ہے، اسی طرح طیف نما ہم کو تبلاتا ہے، کہ عیوق ہم سے پندرہ میل فی ثانیہ کے حساب سے دور ہو رہا ہے، دوسرے ستارے ہین جو اس سے دگنی شرح سے دور ہو رہے ہین، رفتارون کے متعلق یہ کوئی سرسری اندازہ یا قیاس آرائی نہین، جدید آلات اور طریقون کی بدولت یہ ممکن ہو گیا ہے، کہ بعید سے بعید ستارون کی حقیقی رفتار اتنی صحت کے ساتھ دریافت کر لی جائے، کہ فی ثانیہ آدھ میل سے زیادہ کا فرق نہ رہے،

ہم کو اس مین ذرا بھی شبہ نہین کہ یہ لاسلکی پیامات جو طیف نما کے ذریعہ وصول ہوئے، خواہ اُن کا مبدء کچھ ہی کیون نہ ہو، اُن کے بھیجنے والے گردش کار برقیے ہی ہین، فی الحقیقت اس امر کو ہم تجربہ خانہ مین آسانی سے دکھا سکتے ہین، جب تک اثیری موجون کے سبب کا تصور محض ایک نظریہ تھا، جس کی بنیاد ریاضی کے حسابات پر تھی، اس وقت تک جمہور نے اس کی طرف بہت کم توجہ کی، ایمسٹرڈام کے پروفیسر ایچ، اے، لورنز[1] نے قریب ۱۸۹۵ء کے یہ نظریہ پیش کیا، کہ نور کی اثیری موجین، اُن ننھے ننھے

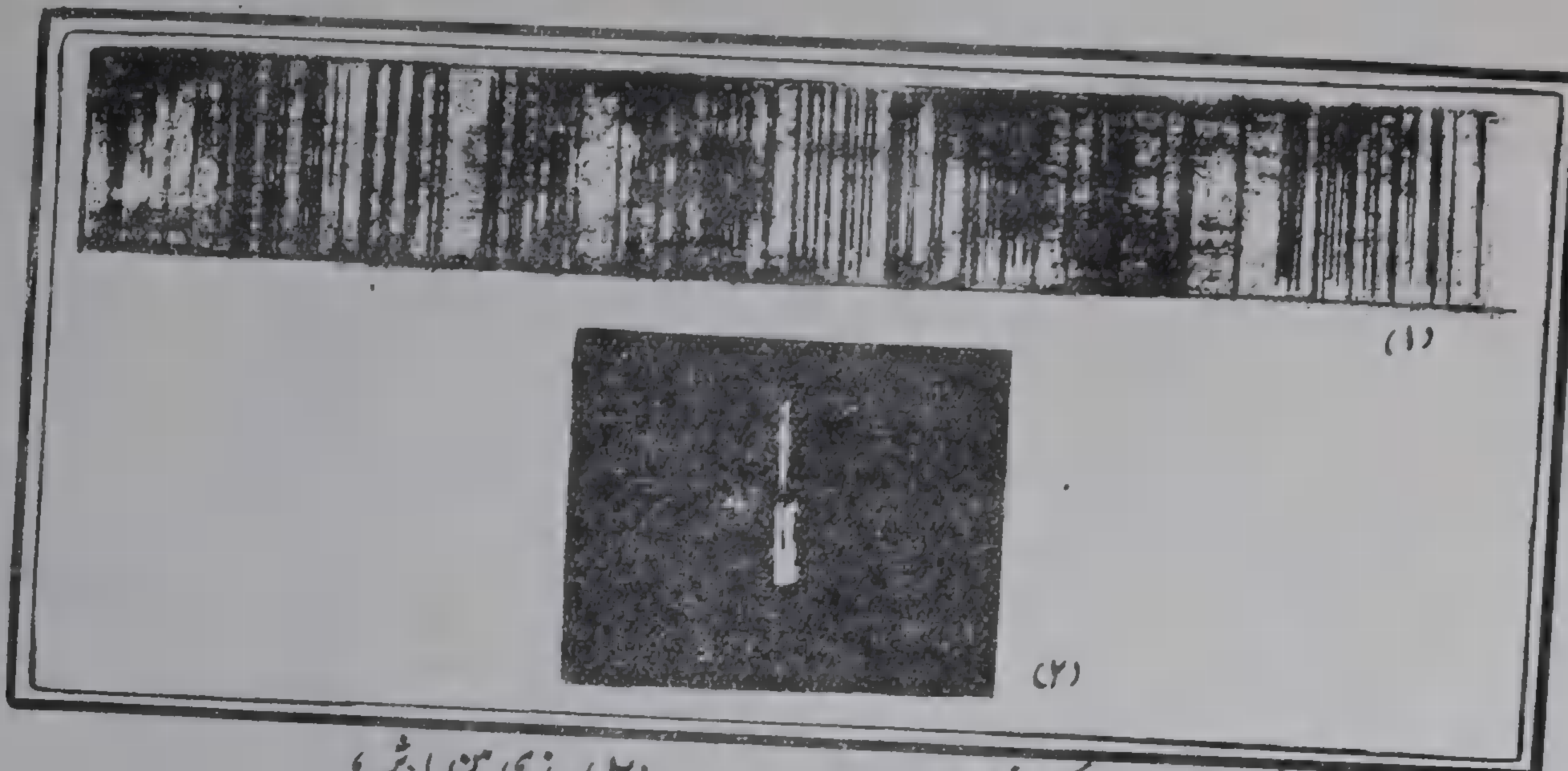
[1] (H.A. Lorentz)

باردار جسیموں سے پیدا ہوتی ہیں، جو جوہروں کے گرد گردش کرتے ہیں، یہ ایک معقول نظریہ تھا، لیکن اس وقت اوس کی تائید مین کوئی تجرباتی ثبوت نہ پیش کیا جا سکتا تھا، لیکن ۱۸۹۶ء مین لیڈن کے پروفیسر زی مین نے تجربہ خانے مین تجربہ کر کے دکھا دیا، کہ ان گردش کرنے والے ذرات کا وجود ہے، اور اس مین شک نہین کہ وہی نور کی اثیری موجین پیدا کرتے ہین، زی مین کا تجرباتی ثبوت جو بہت اہمیت رکھتا ہے، حسب ذیل ہے :۔

ہم اس خیال سے اب مانوس ہو گئے ہین، کہ گردش کرنے والے برقیون کی رفتارون مین اگر کوئی تغیر ہو، تو اُن سے پیدا شدہ اثیری موجون کے موجی طولون مین تغیر واقع ہو جائے گا، لیکن رفتار مین تغیر پیدا کرنے کے لئے ان برقیون تک براہ راست پہنچنے کی توقع ہم کیونکر رکھین، ؟ ہم جانتے ہین، کہ برقیے اگر مستقلاً اور بالتسلسل حرکت مین ہون، تو وہ برقی رو بن جاتے ہین، اور ہم یہ بھی جانتے ہین کہ برقی رَوین مقناطیسی میدان کے اثر کو بھی قبول کرتی ہین، اس قسم کے استدلال سے طبیعین نے یہ خیال کیا کہ نور کی اثیری موجین پیدا کرنے والے کسی جسم پر زبردست مقناطیسی میدان کا اثر دیکھنا چاہئیے، پہلے تو خیال یہی ہوا، کہ یہ اثر اتنا قلیل ہو گا کہ ہم اُسے محسوس ہی نہ کرین گے، لیکن پھر طیف نما نے ہماری دستگیری کی ہم دیکھ چکے ہین کہ کس طرح طیف نما اثیر مین موجی طولون کے خفیف سے خفیف تغیر کو بتلا سکتا ہے،

پروفیسر زی مین نے ایک سوڈیمی شعلہ ایک بہت زبردست مقناطیس کے قطبون کے درمیان رکھدیا اور اپنے طیف نما کو اس طرح رکھا کہ شعلہ کی روشنی کا امتحان کیا جا سکے، جب آلات ترتیب مین آگئے، تو اس نے مشہور و معروف سوڈیمی خطوط دیکھے، پھر برقی مقناطیس مین جو رو دوڑا دی، تو کیا دیکھتا ہے کہ ہر خط شق ہو کر دو متوازی خطوط بن گیا ہے (دیکھو مرقع صفحہ ۱۷۳) جب شعلہ پر سے مقناطیسی میدان ہٹا لیا گیا، تو طیفی خطوط پھر ویسے ہی منفرد نظر آنے لگے، اس عجیب و غریب مظہر کا سبب کیا ہے ؟

اتنا ظاہر ہے کہ بعض اثیری موجون کی رفتار کم ہو گئی، اس لئے اونھون نے طیف مین قدرے



(۱) شمسی طیف مین تاریک خطوط،   (۲) زی مین اثر،

فرد تر وضع اختیار کی، اور دوسری موجون کی رفتار مین اضافہ ہوگیا، اس لئے انھون نے
نے جو طیفی خط پیدا کیا، وہ پیمانہ مین کسی قدر بلند تر نظر آیا، اس طرح بجائے ایک خط منفرد
کے دو واضح خطوط نظر آئے، اس کے یہ معنی ہوئے، کہ بعض برقیون کی رفتار کم ہوگئی تھی،
اور بعض کی زیادہ، ہم کو توقع بھی اسی کی رکھنی چاہئے، سوڈیم شعلہ مین جوہرون کے
اجتماعِ عظیم مین ایسے برقیے بھی ہون گے، جن کے مدار تمام مستویون مین ہون گے، چنانچہ
اگر ادنھین کوئی دیکھ سکے، تو وہ برقیون کو تمام سمتون مین گردش کرتا پائے گا، ایک
خاص سمت مین گردش کرنے والے برقیے مقناطیسی میدان کی وجہ سے سریع تر ہو جائین گے،
اور اس کے خلاف جو گردش کرین گے، وہ بطی تر ہو جائین گے، اسی وجہ سے طیفی خطوط مین
تغیر واقع ہوتا ہے،

اس زِی مَین مظہر کے سلسلہ مین دیگر امور بھی دلچسپ ہین، لیکن ہمارے موجودہ اغراض کے
لئے جتنا کہا گیا، اُتنا ہی کافی ہے، جن تجربون کے دیکھنے کا خوش قسمتی سے مجھے موقع ملا ہے،
اون مین سب سے زیادہ دلچسپ تجربون مین سے ایک یہ بھی ہے، یہ کوئی پیچیدہ تجربہ نہین ہے، لیکن
اس کے لئے جدید آلات کی ضرورت ہی،

ایک سے زیادہ تجربہ کرنے والون نے اس کے دیکھنے کی ناکام کوشش کی تھی، اور خود
زِی مَین نے ایک ناکام کوشش کی تھی، لیکن ۱۸۹۷ء مین جب آلات زیادہ عمدہ تیار ہو گئے،
تو زِی مَین کامیاب ہوگیا، اگر تمھارا کوئی دوست برقی مقناطیس مین رو دوڑا دے اور تم
سوڈیم شعلہ کے طیفی خطوط دیکھو، تو وہ خطوط بہت دلچسپ معلوم ہوتے ہین، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
خطوط آناً فاناً دُہرے ہو گئے، اُن کا منفرد ہو جانا اس بات کی دلیل ہے، کہ مقناطیسی میدان
ہٹا لیا گیا،

یہ ایک حیرت انگیز تجربہ ہے، یہان ہم براہ راست اُون لاانتہا چھوٹے چھوٹے برقیون کو تصرف مین لارہے ہین، جو غیر مرئی موڈیمی جوہرون کے گرد چکر کاٹ رہے ہین، ہم اُن چیزون پر عمل کررہے ہین جو طاقتور سے طاقتور خردبین کی زد سے بھی باہر ہین، اس پر بھی ہم پیدا شدہ موجون کو نقش کر کے اور طیف نما سے تحلیل کر کے تبلا سکتے ہین، کہ کیا واقع ہو رہا ہے؛

سولھوان باب

زمین کی عمر

باب گذشتہ مین جن لاسلکی پیامات کا ہم نے ذکر کیا ہے اور جو بیرونی کائنات سے ہم تک طیف کے ذریعہ پہنچے ہین، اس سے ہم کو کائنات کی عمر کے متعلق کوئی شہادت براہِ راست نہین ملتی، فی الحقیقت ستارون کی تپش سے اون کی عمرون کا اندازہ لگانا درست نہین، یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ انسانون کی عمرین اُن کے قامت سے معلوم کی جائین، جیسے جیسے انسان شیر خوارگی سے شباب تک آتا جاتا ہے، اس کا قدوقامت بڑھتا جاتا ہے، لیکن اگر جوان شخص پانچ فٹ بلند ہے، تو اوس کے یہ معنی نہین، کہ وہ اس سے عمر مین بڑا ہے، جس کا قد صرف پانچ فٹ ہے، باہمہ جب کسی سے کسی بچے کی عمر پوچھی جاتی ہے، یا یون کہو کہ دو لڑکون مین یہ دریافت کیا جائے کہ بڑا کونسا ہے، تو بالعموم قامت ہی کے اوپر فیصلہ کا انحصار ہوتا ہے، اور اگرچہ ہم یکسانیت کا کوئی کلیہ تسلیم نہین کرتے، تاہم تپشون کے لحاظ سے ستارونکا مقابلہ ہم کو مطمئن کر دیتا ہے،

لیکن جب سے انسان نے ستارون کا مشاہدہ شروع کیا، اس وقت سے اب تک ستارے ویسے ہی ہین، کسی نے ستارے کو ایک حالت سے دوسری حالت مین بدلتے نہین دیکھا، فرض کرو کہ ایک کیڑا ہے جسکی تمامی عمر صرف ایک دن کی ہے، وہ اس مین قوتِ استدلال ودیعت کر دی جاتی ہے، اب وہ انسان کو دیکھتا ہے تو مختلف قدوقامت کے زندہ مخلوق نظر آتے ہین، اور وہ یہ استدلال کر سکتا ہے کہ چھوٹی مخلوق

رفتہ رفتہ بڑی مخلوق ہوگئی ہے، اس کو سب سے چھوٹے اور سب سے بڑے انسان نظر آئینگے لیکن ایک دن کی اپنی قلیل مدت مین اوسکو تغیر واقع ہوتا نظر نہ آئے گا، پس انسانون کے بڑھنے کی شرح کے متعلق وہ کوئی رائے نہین قائم کرسکتا، یہ ایک بدیہی امر ہے، کہ کائنات کی عمر کا اندازہ براہ راست مشاہدے سے ہم نہین کرسکتے،

باینہمہ انسان ایک ایسے سیارہ کا باشندہ ہے، جسکو وہ سمجھتا ہے کہ اون تمام حالتون سے گذر چکا ہی جن کو وہ ستارون مین دیکھتا ہے، اس لئے اوس کے نزدیک یہی تدبیر موزون معلوم ہوئی، کہ اپنے سیارے کی اندرونی کیفیت کا ملاحظہ کرے اور ارضیات کی رو سے اس کی تاریخ مرتب کرے،

غالباً ہم مین سے بعض کو یاد ہوگا کہ زمین کی عمر کے متعلق ہمارے ابتدائی خیالات عجیب تھے، بچپنے مین ہم سنا کرتے تھے کہ زمین کی عمر کوئی چھ ہزار برس کی ہے، اس مین شک نہین کہ ہم بھی سمجھتے تھے، کہ تخلیق عالم مین فی یوم چوبیس گھنٹے کے حساب سے سات دن لگے، جس مین آرام کا دن بھی شامل ہے، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مین چھ ہزار برس کے معنی سمجھنے کی کوشش کرتا تھا، میرے تصور مین یہ آتا تھا، کہ ساٹھ بڑھیان ایک قطار مین بیٹھی ہین، ہر بڑھیا کی عمر سو برس کی ہے، ظاہر ہے کہ اگر یہ ساٹھ خیالی بڑھیان یکے بعد دیگرے نمودار ہوتین یعنی ایک کے مرجانے پر دوسری پیدا ہوتی، تو حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ سے زمانہ موجودہ تک پورا تسلسل قائم ہوجاتا، بالفاظ دیگر پہلی بڑھیا اب سے دو ہزار برس پہلے زندہ ہوتی، اور ایسی بڑھیون کی تین قطارین درکار ہوتین، کہ تصور بدو کائنات تک پہنچ جائے، یہ خیال اسوقت بالکل صحیح اور معقول نظر آتا تھا، اور زمین کی عمر اس وجہ سے بالکل سمجھ کے موافق نظر آتی تھی،

آج کا لڑکا صرف اپنے ایام طفولیت ہی مین ایسے خیال رکھتا ہے، اس پر حال کا ایک لطیفہ یاد آگیا، سات برس کے ایک بچے کے ساتھ مین قبرستان مین جا رہا تھا، کہ اوس نے ایک پرانی قبر کے پاس جس پر خاندانی نام آدم کندہ تھا، میرا ہاتھ پکڑ کے مجھ سے یہ سوال کیا کہ "کیا یہ انجیل والے حضرت آدم کی ہے؟"

بایںہمہ آج کا طفلی دماغ یہ سوال حلبہ کرنے لگتا ہے، کہ دنیا کی عمر کیا ہے،

انسان کو یہ توقع نہین کہ وہ زمین کے اندر بہت گہرائی تک کھود سکے لیکن دنیا کے مختلف حصون مین بڑے بڑے پہاڑی غار ہین اور ان مین جمع شدہ مادے کی تہون کی تہین دیکھی جاسکتی ہین، اسی طریقہ پر زمین کی قدیم تاریخ کی ورق گردانی انسان کے لئے ممکن ہوگئی ہے،

مصر مین جو تنقیبات ہوئی ہین، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ چار ہزار برس پہلے ہمارے ہی جیسے مرد اور عورتین رہتی تھین، حال ہی کی ایک تنقیب مین ایک لطیفہ کا انکشاف ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزارون برس پہلے بچون کی وہی کیفیت تھی، جو آج ہے، جماعت منقبین مین سے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دیوار پر چند حروف کندہ نظر آئے، جن کا ترجمہ یہ ہے "جولیا، میری جولیا چھوٹی سی بندریا ہے" یہ ماننا پڑے گا کہ بندریا کا لفظ پیار سے کہا گیا، اوسی شخص نے ایک اور چھوٹا سا واقعہ مجھ سے بیان کیا، ایک قبر پر ایک کتبہ تھا، جس کو کسی شوہر نے اپنی متوفی بیوی کی یادگار مین نصب کیا تھا، اس کتبہ پر یہ عبارت درج تھی "اسمین کوئی نقص سوا اس کے نہ تھا، کہ مجھے چھوڑ کے چلی گئی"

پس ہم دیکھتے ہین کہ چار ہزار برس کے عرصہ مین انسان مین بہت ہی تھوڑی تبدیلی ہوئی ہے، فی الحقیقت سادہ ترین زندہ عضویون سے انسان کے ارتقار کی مدت کا حساب ہزارون مین بھی آسانی سے نہین کیا جاسکتا، بدین وجہ ہم کو یہ سنکر تعجب نہ ہوا، کہ لارڈ کلون نے زمین کو ۲ کرور برس سے قابل سکونت بتایا ہے، اُن کے حسابات کی بنیاد زمین کی طبیعی حالت پر ہے یعنی اس کی اندرونی تپش پر، اس سے انھون نے اندازہ لگایا کہ ایک دہکتے ہوئے کرے سے موجودہ تپش تک سرد ہونے کے لئے زمین کو دو کرور برس لگے ہین،

جب سے ریڈیم کا انکشاف ہوا ہے، جو مسلسل حرارت خارج کرتا رہتا ہے، اس وقت سے اس قسم کے خیالات پیش کئے گئے ہین، کہ ممکن ہے کہ ایسی تاب کار اشیا نے زمین کی حرارت کو زیادہ عرصہ تک قائم رہنے مین مدد دی ہو، سورج کی زندگی کے متعلق بھی ایسا ہی خیال ظاہر کیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ لارڈ کلون

کے نزدیک ان خیالات مین کوئی وزن نہ تھا۔ ۱۹۰۶ء مین انھون نے ایک خط لکھا تھا جس کو بعد مین برٹش سائنس ایسوسی ایشن کے سامنے پڑھا گیا اور جسے ہکسلی نے چھاپا، اس مین لارڈ کلون نے اس مبحث پر اپنا آخری بیان دیا تھا۔ سورج اور زمین کا ذکر کرتے ہوئے، اونھون نے کہا تھا، کہ اس امر کا نہایت ہی بعید امکان معلوم ہوتا ہے، کہ حرارت اور نور کے اخراج کیلئے ریڈیم اُن کی توانائی مین اضافہ کردیتا ہے۔ تاہم اس کا ذکر کردینا بھی مناسب ہوگا کہ موجودہ زمانے کے بعض استادان فن اس خیال کو بالکل معقول قرار دیتے ہین:

کوئی عامی کسی پورے قد کے گھوڑے کی عمر کا جب اندازہ کریگا، تو اوس کی شکل وصورت اور چستی پر نظر کریگا، لیکن ایک ماہر ایک معین عمر تک اس کے دانت دیکھکر عمر بتادیگا، ہم درختون کی عمرین اُون کی گرہون سے معلوم کرسکتے ہین، اور بعض مچھلیون کی عمرین اون کے فلوس کے بعض نشانون سے بتلائی جاسکتی ہین۔ زمین کی عمر کا حساب لگانے کے متعدد طریقے ہین، لیکن پیشتر اس کے کہ ہم ان طریقون سے بحث کرین، یہ مناسب ہوگا، کہ پگھلے ہوئے کرے سے موجودہ حالت مین آنے تک اس سیارہ کے ارتقار کے متعلق ایک عام بیان پیش کردیا جائے، جس مین جملہ افکار حاضرہ آجائین، قدیم الایام مین جب یہ سیارہ گھلا ہوا مادہ تھا، تو وہ اپنے محور پر نہایت تیز رفتار کے ساتھ حرکت کرتا تھا، اور اوس کو چارون طرف سے بخارات آبی کی ایک غلیظ فضا گھیرے ہوے تھی، ہم یہ تصور کرتے ہین، کہ سورج کے عمل مدوجزر نے پگھلے ہوے کرے کے بیرونی لفافے مین زبردست مدوجزر پیدا کردیا، ایسا ہی ایک زبردست مد اتنی بلندی تک پہنچ گیا، کہ اصل جسم سے علحدہ ہوگیا یہ گویا ہمارے چاند کی پیدائش ہے، بقول سر جارج ڈارون[1] کے یہ واقعہ عظیمہ کوئی چھپن ملین (۵ کرور ساٹھ لاکھ) برس ہوئے، رونما ہوا تھا،

---

[1] Sir George Darwin (۱۸۴۵ء - ۱۹۱۳ء) مسئلہ ارتقار والے مشہور چارلس ڈارون کے فرزند کیمبرج واقع انگلستان مین فلکیات اور فلسفہ تجرباتی کے معلم برٹش ایسوسی ایشن کے صدر ۱۹۰۵ء (مترجم)

جیسے جیسے سیارہ سرد ہوتا گیا، آبی بخار پانی بنتا گیا، اور زمین کی سطح مین جو قعر بن گئے تھے، وہ سمندر ہو گئے
زمین کی یہ سطح آبی فضا کے زبردست دباؤ کی وجہ سے بے قاعدہ سی ہو گئی تھی، یہ دباؤ کوئی پانچ ہزار پونڈ فی مربع
انچ تھا، سمندر کا کھولتا پانی ٹھنڈا ہوتا گیا، اور رسوبی طبقے جمتے گئے، قشر زمین مین ان طبقات کی موجودگی ارضیین
کے نزدیک قدیم تاریخ کا سرمایہ ہی،

ان جمع شدہ طبقون کی تکوین مین جو مدت مدید صرف ہوئی ہوگی، اوس نے اول اول ارضیین پر اتنا اثر ڈالا، کہ اُن کے نزدیک زمین کی عمر صرف "آباد" (جمع ابد کی) مین شمار کیجاتی تھی، بعض ارضیون کو زمین کے منجمد ہونے اور موجودہ صورت مین آنے کے لئے کروڑہا برس سے کم کی مدت مطمئن ہی نہین کرتی،

زمین پر جب سے سمندر بنے ہین، اس وقت سے اب تک کی مدت دریافت کرنے کا ایک طریقہ دلچسپی سے خالی نہین، سمندرون کی تکوین چونکہ کسی آبی فضا سے ہوئی تھی، اس لئے ابتداءً اُن مین میٹھا پانی تھا، اور شور اس وقت ہوا، جبکہ دریاؤن نے اُن مین سوڈیم پہنچایا ہے، اور نیز اس مقدار کو حساباً دریافت کیا ہے، جو دریا سال بھر مین پہنچاتے ہین، یہ مقدار کوئی چھ کروڑ ٹن سالانہ ہوتی ہے، اور تمام سمندرون مین جو سوڈیم ہے اس کی مقدار اس کی کم از کم ۹ کرور گنا ہے، پس پروفیسر جالی نے اس سے یہ نتیجہ نکالا، کہ سمندرون کو موجودہ حالت مین آنے کیلئے کوئی نو کرور برس لگے،

واضح رہے کہ پروفیسر جالی نے جو مدت قرار دی ہے، وہ لارڈ کلون کی دو کرور برس کی مدت سے زیادہ ہے، مگر لارڈ کلون نے ایک مرتبہ چالیس کرور برس کی مدت قرار دی تھی، گو بالآخر اونھون نے کمتر مدت کو ترجیح دی، سر جارج ڈارون نے چاند کی عمر کا جو حساب لگایا تھا، وہ لارڈ کلون اور پروفیسر جالی کے اندازون کے درمیان ہے، پس اس سے ظاہر ہو گیا کہ موجودہ علمای سائنس کے نزدیک ہمارے اس سیارے کے منجمد ہونے مین جو مدت لگی ہو وہ متفق علیہ نہین، لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے، کہ یہ مدت لاکھون اور کرورون برس ہی مین بآسانی بیان کیجا سکتی ہے، اگر ہم یہ تسلیم کر لین کہ ہمارے اس سیارے کو پانچ ہزار درجے

کی تپش سے سرد ہونے کے لئے لاکھوں برس کی مدت صرف ہوئی ہے، تو پھر تیس ہزار درجے سے جبکہ وہ گرم ترین سیارون مین شامل تھی، سرد ہونے کے لئے کتنی اور مدت نہ درکار ہوئی ہوگی ؟

ایک امر واضح ہے کہ اس سیارے کی ایک ابتدا تھی، اور اسلئے اس کی انتہا بھی ہونا چاہئے، ہم زمین کی زندگی اس وقت سے قرار دیتے ہین، جب سے کہ وہ اور نظامِ شمسی کے دوسرے اراکین اس بڑے سحابیہ سے جدا ہو گئے، جو ابتداءً نظامِ شمسی کی تمام فضا کو گھیرے ہوئے تھا ہم اس کا اندازہ کر سکتے ہین، کہ تمام اجرام فلکی کی ایک ابتدا تھی، اور اون کی انتہا بھی ہوگی، یہان تک کہ مادہ کے جوہرون کی بھی ایک ابتدا تھی اور ایک انتہا ہوگی، لیکن جن برقیون سے خود جوہر مرکب ہین، اُن کی نسبت کیا خیال ہونا چاہئے، کیا وہ ابدی اور غیر متغیر ہین، ؟ کیا خود برقیون کی ساخت ایسی پیچیدہ نہین ہو سکتی جیسی کہ جواہر کی ہے، ؟ یہان منڈلی جف کا نظریہ ذرّاتِ اثیری پیدا ہوتا ہے، اس کی رو سے برقیے گردش کرنے والے اثیری ذرّات کے نظام ہین، پس تعجب کا مقام نہین، اگر دماغِ انسانی ایک طرف کائناتِ معلومہ کی نہایت عظیم چیزون اور دوسری طرف فطرت کی نہایت قلیل چیزون کو دیکھکر حیرت مین ڈوب جائے،

ہم کو ارتقارِ انسانی مین شک نہین گو ہم ڈارون کے نظریہ مین ترمیم کے خواہان ہون، پھر یقیناً ہم کو ارتقاءِ مادہ کے نظریہ کو بھی قبول کرنا چاہئے، ؟ اجسام حیہ اور غیر ذی روح مادہ مین قدیم مین جو خلیج حائل تھی، وہ اب اتنی وسیع نہین رہی جتنی کہ پہلے تھی، ممکن ہے کہ فرق صرف اتنا ہی ہو جتنا کہ کسی برقائے اور غیر برقائے جسم مین، لیکن ہم کو اس کا یقین ہے، کہ حیات کوئی ایسی چیز ہے، جو مادہ اور توانائی سے ممیز ہے، جسم زندہ مین کوئی ایسی چیز ہے جو مردہ جسم مین موجود نہین،

ارتقاء کے تسلیم کر لینے کے یہ معنی نہین کہ چیزون کا وجود کسی نابینا غیر ذی روح قوت کا مرہون منت ہے، چند سال کا عرصہ ہوا کہ لارڈ کلون نے اس سلسلہ مین ایک خطبہ دیا تھا جس مین بعض بہت دلچسپ باتین بیان کی تھین: اونھون نے کہا تھا کہ بغیر کسی حاکم کل خلاق طاقت کے حیات کی ابتدا یا اس کی بقاء کا تصور کرنا ممکن ہے

مجھے پورا پورا یقین ہے کہ حال کی حیوانیاتی قیاس آرائیوں مین دلیل نظم و ترتیب کو بہت کچھ نظر انداز کر دیا گیا ہے،
ہمارے چارون طرف زبردست اور ناقابلِ انکار ثبوت اس امر کے موجود ہین، کہ نظم و ترتیب کسی عاقل اور
فیاض ہستی کا کام ہے،۔۔۔ اس سے فطرت کی معرفت مختار ارادے کے اثر کا پتہ چلتا ہے، اور ہم کو یہ سبق ملتا ہے،
کہ جملہ جاندار اشیاء کا مرجع ایک ازلی ابدی خالق اور حاکم ہے،



ستر ہوان باب

مبدءِ حیات

جو عنوان اس کتاب کا رکھا گیا ہے، اس کے تحت کوئی کتاب مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ ابتدائے حیات کے متعلق (موجودہ افکارِ حاضرہ) کا ذکر نہ کیا جائے،

مین اس امر کا تصور کر سکتا ہون کہ قدیم خیالات کے پابند اس پر ناک بھون چڑھا ئین، کہ مبدءِ حیات کا سوال ہی کیون اٹھایا گیا، اُن کے نزدیک بس اتنا کافی ہے، کہ خالق ازل نے انسان کو اور دیگر جاندار مخلوق کو پیدا کردیا، بایہمہ جیسا کہ ہم سابق فصل مین بیان کر چکے ہین، ہم یقین کرتے ہین کہ ارتقا کے ذریعہ پر تپے جوہر بن گئے، پھر جوہر ایک قسم سے دوسری قسم مین تبدیل ہو گئے، پھر سادہ جوہرون سے مرکب سالمے نمودار ہوئے، اور بالآخر کسی پُر اسرار طریقہ پر زندہ مادہ وجود مین آگیا، اس لئے بدوِ حیات کا مسئلہ یہان پر بالکل قدرتی ہے، سچا عالم سائنس خالق کو اس کی کائنات سے نکالنا نہین چاہتا، وہ صرف اُن طریقون کو دیکھنا چاہتا ہے، جن سے خالق نے فطرت مین گلکاریان کی ہین،

اگر کوئی عالم سائنس آج یہ کہے کہ سورج مبدءِ حیات ہے، تو لوگ اس کو جاہل کہین گے، اور حق بجانب ہون گے، یہ اظہر من الشمس ہے، کہ اس سیارہ پر حیات کی بقا کے لئے سورج از بس ضروری اور لازمی ہے، لیکن یہ ایک بالکل جداگانہ امر ہے،

ہم مین سے سب سے کمزور مشاہدے والون پر بھی کسی نہ کسی وقت اسکا اثر ہوا ہوگا جسکو ہم دورۂ حیات کہتے ہین، غور کرو کہ زمین پر ایک خشک تخم گرتا ہے، اس سے ایک درخت پیدا ہو جاتا ہے، وہ درخت پھر دانے پیدا کرتا ہے جن مین سے چند خشک کر کے دوسری فصل مین بونے کے لئے رکھ لئے جاتے ہین، و علیٰ ہذا۔ یہان ہم کہہ سکتے ہین، کہ ایک حیاتِ فاعلہ ہے، اور ایک غیر فاعلہ اول الذکر حالت مین درخت کو سانس لینے اور نمی جذب کرنے کی ضرورت ہے، ورنہ وہ مرجائے گا، لیکن حیاتِ غیر فاعلہ مین خشک شدہ تخم کو ہم برسون رکھ سکتے ہین، اور جب زمین مین ڈالین وہ ایک زندہ درخت بن سکتا ہے،

کئی برس ہوئے ایک افواہ اڑی تھی کہ کسی مصری ممی کی سلوٹون مین ایک تخم ملا ہے، یہ تخم ہزارون برس تک حالتِ غیر فاعلہ مین پڑا رہا۔ لیکن راوی کا بیان ہے کہ جب اس قدیم تخم کو بویا گیا تو اس سے حیات اور بالیدگی کی علامتین ظاہر ہوئین، لیکن اس چیز کی بعد مین تردید کی گئی، اور اب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس تخم کو بارآور کہنے مین غلطی تھی، ہر کسان تم کو یہ تبلائے گا، کہ تخم خراب ہو جایا کرتا ہے، اور صرف سال گذشتہ ہی کا تخم استعمال کیا جاتا ہے، اور فی الواقع اس مین شک نہین کہ کچھ عرصہ بعد تخم مین وہ زندگی نہین رہتی، جو اس کے اندر موجود تھی، تخمکون یعنی تخم جراثیم کے سلسلے مین یہ عجیب بات ہے، اور یہ کافی طور پر مستند ہے، کہ یہ تخمک بالکل غلہ کے خشک شدہ تخم کی طرح ہوتے ہین، وہ اس وقت تک حالتِ غیر فاعلہ مین رہتے ہین، جب تک کہ نمو کے لئے کسی موزون واسطے مین نہ رکھے جائین، پیسٹیور[1] نے کچھ تخمک علیحدہ رکھ دئے تھے، تیس برس تک حالت غیر فاعلہ مین رہنے کے بعد جب اون کو ایک مناسب واسطے مین رکھا گیا، تو وہ نشو و نما پاکر جراثیم بن گئے، یہ ایک مشہور بات ہے کہ چھوٹے چھوٹے کیڑون کی بعض نوعین خشک کر کے عرصہ تک اس غیر فاعلی یعنی

[1] Louis Pasteur (سنہ ۱۸۲۲ء – سنہ ۱۸۹۵ء) مشہور فرانسیسی کیمیا دان جراثیم ہیضہ و دیگر امراض پر قابل قدر تحقیقات کین، دیوانہ کتے کے کاٹے کا علاج ایسا دریافت کیا کہ آج تک اس امر کے شفاخانے بالعموم اُسی کے نام سے موسوم ہین، (مترجم)

بظاہر مردہ حالت مین رکھی جا سکتی ہین، اس پر بھی جب پانی مین ڈالی جاتی ہین، تو پھر زندگی حاصل کر لیتی ہین،

ایک سال گذشتہ کا تخم بھی اتنا ہی مردہ نظر آتا ہے، جتنا کہ ایک تنکا، پس فرق کیا ہوا؟ ہم غلہ کے تخم کو اس کی مفردات اشیار ترکیبی مین تحلیل کر سکتے ہین، اور ان عناصر کی ترتیب مین ہم کو نہایت عجیب نظم نظر آتا ہے، جب زمین کی حرارت اور رطوبت کو تخم کی تکوین کی ضرورت ہوتی ہے، تو یہی عناصر دست بستہ حاضر ہو جاتے ہین، ہم کو معلوم ہے، کہ جب تخم ایک مرتبہ بو دیا جاتا ہے تو غذا حاصل کرنے کیلئے زمین کے اندر وہ اپنے ریشے پھیلا دیتا ہے، اور اوپر کی طرف اس کے کلّے پھوٹنے لگتے ہین، تا کہ روشنی اور اشعاعی حرارت کی اثیری موجون کے تموج سے متمتع ہو سکے، باینہمہ ہم اپنے جدید ترین طریقون ہی سے کیون نہ غلہ کے خشک دانہ کی تحلیل کر ڈالین، تاہم ہم اس سوال کا جواب نہین پا سکتے، کہ اسکی حیات کا مبدء کیا ہے؟

اگر ہم یہ تسلیم کر لین کہ ہمارے اس سیارے پر حیات کسی نہ کسی صورت مین آگئی، تو پھر یہ راز نہین رہتا، کیونکہ یہ بدیہی ہے کہ زندگی سے زندگی پیدا ہوتی ہے، لیکن اگر یہ صحیح ہے کہ زندگی بغیر سابقہ زندگی کے وجود مین نہین آسکتی تو اس سیارہ پر زندگی کی ابتدا کیونکر ہوئی، لارڈ کلون آنجہانی کا عقیدہ تھا، کہ سائر مکان و زمان مین زندگی زندگی ہی سے پیدا ہوتی ہے، کسی اور شے سے نہین، کوئی پچاس برس ہوئے کہ برطانوی انجمن کے سامنے اس بڑے متفکر نے جو خطبہ دیا تھا، اس مین کہا تھا کہ یہ دعوی کہ اس کرۂ ارضی پر حیات کی ابتدا کسی دوسرے عالم کے کھنڈرون کے کائی جمے ہوئے ذرات سے ہوئی، بادی النظر مین بعید از قیاس اور موہوم معلوم ہوتا ہے، اس کے متعلق میری جو رائے ہے، وہ یہ ہے، کہ اس کو ہم غیر علمی نہین کہہ سکتے؟

عرصہ ہوا کہ جب لوگون نے دیکھا کہ سڑتے ہوئے گوشت مین زندہ کیڑے پیدا ہو جاتے ہین، تو انھون نے فوراً یہ نتیجہ نکال لیا کہ گوشت کی تحلیل سے کیڑے کی زندگی کی ابتدا ہوئی، لیکن سادہ تجربون نے جلد ثابت کر دیا کہ یہ کیڑے اُن انڈون سے پیدا ہوتے ہین، جو مکھیان گوشت مین دیتی ہین، مشہور عالم پیسٹور نے ایک طاقتور خوردبین کی مدد سے یہ ثابت کر دیا، کہ خود تعفن اُن زندہ عضویون کا نتیجہ ہے، جن کو مائکروب یا جراثیم کہتے ہین، حالات موافق

ہون، تو یہ جراثیم نہایت تیزی کے ساتھ افزایش پاتے ہین، لیکن یہ بھی اسی اصول کے ماتحت ہین، کہ زندگی ہی سے زندگی پیدا ہوتی ہے،

جب کسی چھوت دار بیماری کا اندیشہ پیدا ہوتا ہے، تو ہم اپنے دودھ کو عقیم (یعنی جراثیم سے پاک) کر دیتے ہین، تاکہ اوس کے اندر کوئی جراثیم ہون، تو ہلاک ہوجائین، دور دراز مقامون سے جب ہم گوشت لاتے ہین، تو اس کو منجمد کرکے ہم تعفنی جراثیم کی راہ مسدود کر دیتے ہین، جب انجماد خانے سے ہم گوشت باہر لاتے ہین، تو اوس کے اندر جراثیم پیدا نہین ہوسکتے، کہ وہ پھر اس پر حملہ کرین، لیکن جو جراثیم منجمد ہوگئے، وہ مر نہین گئے،

شوربا یا یخنی جراثیم کے لئے بہت عمدہ پیدایش گاہ ہین، لیکن اگر ان اشیا، کو اچھی طرح عقیم کرلیا جائے اور مگل ملکت کر دیا جائے، تو پھر اون مین جراثیم کا نمودار ہونا ممکن نہین، چند برس ہوئے کہ ہم نے یہ افواہ سُنی تھی، کہ عقیم شدہ شوربے مین ریڈیم کے عمل سے جراثیمی زندگی پیدا ہوگئی، لیکن اتنا بڑا دعویٰ خود صاحب تجربہ کا بھی نہ تھا، میرا اشارہ نبلر برک کی تحقیق کی طرف ہے، اُن کا دعویٰ اپنے تجربون کی بنا پر صرف اتنا ہی تھا، کہ ان سے ذی حیات اور غیر ذی حیات مادہ کے درمیان ایک ربط پیدا ہوجاتا ہے،

یہ ایک قطعی خیال ہے کہ زندگی کی ابتدا سمندر مین ہوئی، اتنا یقینی ہے، کہ سمندر کے پانی اور ہوا کے مفرد اجزائے ترکیبی وہی ہین۔ جو ہمارے جسمون کے اندر موجود ہین، جن مین سے مشہور یہ ہین، آکسیجن، نائٹروجن، کاربن، ہائڈروجن، اور سوڈیم، اگرچہ اس سے یہ تو پتہ چلتا ہے، کہ زندگی کی ابتدا کہان ہوئی، لیکن اس کا پھر بھی پتہ نہ چلا، کہ یہ ابتدا کیونکر ہوئی، انجیل کی کتاب پیدایش کے پہلے باب مین ذیل کی عبارت ملتی ہے، جو دلچسپی سے خالی نہین، "سمندرون کو بکثرت وہ متحرک مخلوق پیدا کرنے دو جنہین زندگی ہو، اور اُن پرندون کو جو زمین کے اوپر آسمان کی کھلی فضا مین اُڑین"،

انسان نے زندگی کی نوعیت کے متعلق بہت کچھ معلوم کیا ہے، خوردبین نے ہم کو یہ بتایا ہے، کہ جملہ

ذی حیات اشیا، بہت چھوٹے چھوٹے خلیون سے مرکب ہین، انسان کی ترکیب ایسے کرورون اربون خلیون سے ہوئی ہے، لیکن برخلاف اس کے ایسی جاندار اشیا، بھی ہین، جن مین صرف ایک خلیہ ہے، لیکن یہ زندہ خلیے کس چیز کے بنے ہین، ؟ ان کی ترکیب اس شے سے ہے، جس کو ہم تخم مایہ (پروٹو پلازم) کہتے ہین، یہ شے بغیر کسی قسم کی ساخت کے ہے، اور اس مین زیادہ تر حصہ کاربن آکسیجن، ہائڈروجن، اور نائٹروجن کا ہے، ہم کو معلوم ہے کہ یہی ہمارے بدنون کے بھی خاص اجزا ہین، تخم مایہ سے خلیون کا بننا ہمارے تصور مین ایسا ہی ہے، جیسا کہ جوہرون سے سالمون کا بننا، سالمون مین بھی تنوع ہوتا ہے، اور خلیون مین بھی یہی ہے، اب گویا ذی حیات مادہ کا مطالعہ، جہان تک ہماری دوڑ ہے، درحقیقت کیمیاوی طبعیات کا مطالعہ ہے،

سادہ ترین زندہ عضویون کے مطالعہ سے ایک امر واضح ہوگیا، اون کی حرکت اور اون کا عمل محض خارجی اثرات کا تقاضا ہے، وہ صرف ردعمل کرتے ہین، وہ اپنے ماحول مین کیمیادیات سے متاثر ہوتے ہین، ہوا کے ارتعاشات یعنی اثیر محیط کی موجون کا بھی اُن پر اثر ہے،

بہرحال جو امر ہمارے لئے باعث دلچسپی ہے، وہ یہ ہے، کہ حیات کی ابتدا کی تلاش مین ہم کو اپنی توجہ صرف تخم مایہ تک محدود رکھنی چاہئے، کیونکہ کوئی سنجیدہ متفکر ارتقا کی واضح صداقتون سے انکار نہ کرے گا،

موجودہ زمانے کے بعض پرجوش متفکر یہ سمجھتے ہین، کہ اس قدر پابند عقائد ہو جانا قرین عقل نہین ہے، کہ آیندہ کے لئے تجربہ خانے مین زندگی پیدا کرنے کو ناممکن قرار دے دیا جائے، اچھا تھوڑی دیر کے لئے یہ فرض کرلو، کہ ہم اس بظاہر محال کو ممکن کر دکھائین، تو اس سے انسان خالق نہ ہو جائے گا، بلکہ صرف خلاق عالم کے طریقون سے واقف ہو جائے گا، فی الوقت انسان مختلف عنصری جوہرون کی معینہ مقدارین یکجا کرتا ہے، اُن کو گرم کرتا ہے، اور پیچیدہ سالمے تیار کرتا ہے،

لیکن ان مین سے کسی کو انسان نے پیدا نہین کیا، تخلیق یا پیدا کرنے کے یہ معنی ہین، کہ عدم سے وجود مین لایا جائے، اگر کیمیا دان یا حیاتیات کا ماہر مصنوعی طور پر نخزمایہ کے تیار کرنے مین کامیاب ہوجائے، تو اوس سے ہمارے مذہبی اعتقادات مین رخنہ پڑنے کی کوئی وجہ نہین،



اٹھارہوان باب

برقیون کے متعلق مزید افکار

یہ ایک عجیب بات ہی، کہ اگرچہ سورج کے داغ سورج کے کرۂ نور مین تاریک سوراخ نظر آتے ہین، تاہم وہ فی الحقیقت اتنے روشن ہین، جیسے کہ کسی چونے والی لالٹین کی روشنی، چونے والی روشنی جب لالٹین سے نکلتی ہے، تو اتنی تیز ہوتی ہے، کہ ہم اس کی طرف آنکھ اوٹھاکر نہین دیکھ سکتے، اور نہ ہم سورج کو براہ راست دیکھ سکتے ہین، جب تک کہ سیاہ شیشہ درمیان مین نہ ہو، اگر چونے والی روشنی سورج کے سامنے رکھی جائے، اور دونون کو سیاہ شیشے سے دیکھا جائے، تو چونے والی روشنی سیاہ داغ سا معلوم ہوگی،

سورج مین داغون کی تعداد وقتاً فوقتاً بدلتی رہتی ہے ہفتون ایک بھی دکھائی نہین دیتا، نیز دوسرے اوقات مین انتہائی تعداد دکھلائی دیتی ہے، انتہائی تعداد کے دکھائی دینے کے درمیان گیارہ برس کا عرصہ ہوتا ہے، مدت سے ہمارے کانون مین یہ بات ڈالی جارہی ہے، کہ شمسی داغون کے تغیرات ہماری زمین کی تعناطیسی حالت کو متاثر کردیتے ہین، نیز یہ کہ اُفق پر شفق شمالی و شفق جنوبی کے نام سے جو مظاہر دکھائی دیتے ہین، وہ سورج کے داغون کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہین، بعض تو یہان تک بڑھ گئے ہین، کہ اُنھون نے شمسی داغون کے گیارہ برس والے عرصہ اور غلہ کی قیمتون مین علاقہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن ہم صرف پہلے دو بیانات

---

[1] اس سے مراد وہ لالٹین یا لیمپ ہی جسمین چونے کو بہت ہی اعلیٰ تپش تک پہنچاکر روشنی حاصل کی جاتی ہی،

کی بحث پر اکتفا کرین گے،

مشاہدون سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے، کہ جب شمسی داغ بہت زیادہ ہوتے ہین شفقہائے قطبین اور مقناطیسی ہیجانات بھی بہت زیادہ ہو جاتے ہین، اور جب کبھی کوئی غیر معمولی ہیجان یا تغیر سورج پر رونما ہوتا ہے، تو اس سیارہ پر بھی اس کے جواب مین نہایت روشن شفق شمالی ظہور پذیر ہوتی ہے، اور زبردست مقناطیسی طوفان اٹھتے ہین، تلغراف کے کام مین یہ طوفان بہت تکلیف کا باعث ہوتے ہین،

ہمارے لئے فی الحال جو امر جالب توجہ ہے، وہ یہ ہے کہ سورج کے داغون اور زمین کے ان مظاہر کے درمیان کیا علاقہ ہے ، جو کچھ غیر مرئی ہے، اوس کو تمثیلاً بیان کرنے کی اجازت دی جائے تو ہم کو ایک مرتبہ پھر مسکین برقیہ احسانمند کرنے کے لئے آگے بڑھتا ہے، سورج بھی دیگر تابناک اجسام کی طرح اپنے برقیے نکلنے دیتا ہے، سورج کی یہ تحلیل اس قدر عظیم الشان ہے کہ یون سمجھو، کہ برقیون کے دھارے ہین، جو مسلسل خلائے محیط مین خارج ہو رہے ہین، اور یہ اس وقت سب سے بڑے ہون گے، جبکہ سورج کے بڑے بڑے داغون کی وجہ سے زبردست تموج پیدا ہون گے، پس یون سمجھو کہ سورج سے برقیون کا ایک زبردست کیتھوڈی دھارا نکل رہا ہے، یاد ہوگا کہ کیتھوڈی شعاعین غیر مرئی ہوتی ہین لیکن ہم یہ بھی جانتے ہین، کہ جب وہ نام نہاد خلائی نلیون مین بند ملطف ہوا مین سے گذرتی ہین، تو نلی کے اندر نہایت خوشنما تابش پیدا ہو جاتی ہے،

پس ہم کو یہ توقع رکھنا چاہئے کہ سورج کا زبردست کیتھوڈی دھارا بھی ہمارے کرۂ ہوا کے بالائی طبقون کی ملطف ہوا مین اسی طرح کی تابش پیدا کر دیگا، لیکن ہم کو یاد ہے کہ تجربہ خانے مین مقناطیس اس کیتھوڈی دھارے کو منصرف کر دیتا ہے، اور چونکہ زمین ایک زبردست مقناطیس ہے، اسلئے ہم کو تعجب نہ ہونا چاہئے، اگر سورج کی کیتھوڈی شعاعین اس طرح منصرف ہو جائین کہ وہ خط استوا پر کرۂ ہوا مین نہ داخل ہون بلکہ بتدریج قطبین تک چلی جائین، یہی وجہ ہے، کہ قطبین پر اس قدر کثرت سے شفق

کے مظاہر رونما ہوتے ہین، جو مظاہر قطب شمالی پر نمودار ہوتے ہین اُن کو شفق شمالی سے موسوم کرتے ہین، اور جو قطب جنوبی پر دکھائی دیتے ہین، اُن کو شفق جنوبی کہتے ہین،

ہم دیکھتے ہین کہ ہماری زمین ایک بڑا کرہ ہے جس پر مسلسل برقیون کی یورش ہوتی رہتی ہے، اور ہم جانتے ہین کہ جس جسم مین برقیے زیادہ جمع ہون، یا بہت زائد ہو جائین، تو اس جسم مین منفی بار ہوتا ہے، پس ہم کو اس معمے کا حل مل گیا، جس نے عجب نہین کہ اوائل عمر مین ہم سب کو پریشان کیا ہو، ہم کو اس پر تعجب ہوتا ہے کہ زمین مین منفی برق کیون ہے،

ہمارا کرۂ عظیم یعنی زمین منفی بار سے بھرا ہوا ہے اس سے ہم کو برقی دباؤ کا بہت عمدہ معیار ہاتھ آتا ہے جس طرح کہ بلندی اور گہرائی کی پیمائش کیلئے سطح سمندر بہت عمدہ معیار ہو اسی سبب سے ہم زمین کو برقی دباؤ کا نقطۂ آغاز یعنی صفر مانتے ہین،

اب زمین کو یون سمجھو، کہ وہ برقیون کا ایک عظیم الشان خزانہ ہے، اگر ایک جسم مین برقیون کی کمی ہو (یعنی اس مین مثبت بار ہو،) زمین سے ملایا جائے تو خزانہ سے جسم مذکور تک برقیون کا ایک سلسلہ قائم ہو جائیگا، تا آنکہ اس کے جوہرون کے اندر برقیون اور اون کے مثبت برق والے محیط کردن مین کامل توازن قائم ہو جائے، برخلاف اسکے اگر کسی جسم مین برقیون کی زیادتی ہو (یعنی اس مین منفی بار ہو) اور وہ زمین سے ملایا جائے، تو جسم مذکور اپنے زائد برقیے خزانۂ اعظم مین داخل کردیگا، یہان تک کہ اس کے جوہرون کے اندر توازن قائم ہو جائے، پانی کی تمثیل لو تو اگر سطح سمندر سے کوئی ظرف بلند ہوگا، تو پانی ظرف سے سمندر مین چلا جائیگا، اور اگر ظرف نیچے ہوگا، تو پانی سمندر سے ظرف مین جائے گا،

لیکن تم یہ کہہ سکتے ہو، کہ جب سورج سے زمین تک برقیون کی یورش ہوگی، تو ہمارا کرۂ ہوا برقیون کو اچک لیگا، یہ صحیح ہے، اور اسی سبب سے ہوا، روان دار ہو جائے گی، یا بالفاظ دیگر فضا کی گیسون کے بعض سالمون مین جو برقًا مثبت اور برقًا منفی جوہر ہون گے، اُن مین تفریق ہو جائے گی، ہم اب یہ تصور کرنا چاہتے ہین کہ

روان دار[۱] ہوا کی کیا کیفیت ہوگی، آبی بخار بہت آسانی سے برقًا منفی جوہرون پر مکتنف ہو جاتا ہے، اس سے بادل بن جائین گے، اور جب یہ بالآخر بارش کی شکل مین برسین گے، تو اپنے ساتھ مقید برقیون کو لیتے آئین گے، اس سے اوپر کی ہوا مین مثبت برق رہ جائیگی، اس طرح کرۂ ہوا کی برقی کیفیتون کی ایک معقول توجیہ ہو جاتی ہی،

ان ہی واقعات کی بنا پر ہم یہ بھی سمجھ سکتے ہین، کہ بعض وقت بادلون مین کس طرح برقیون کی بہت زیادتی ہو جاتی ہے، جس سے ایک بادل سے دوسرے بادل مین یا ایک بادل سے خزانۂ اعظم یعنی زمین مین برق بشکلِ صاعقہ گذر جاتی ہے،

اکثر غور کرنے والے قارئین کے دماغون مین یہ سوال پیدا ہوا ہوگا کہ زمین مقناطیس کیونکر بن گئی، کسی کو اس مین شبہہ نہین، کہ زمین ایک مقناطیس ہے، مقناطیسی سوئیون پر اس کا اثر بہت نمایان ہے، چونکہ قدرتی مقناطیس یا چنبک پتھر زمین مین پایا جاتا ہی، اس لئے ممکن ہے کہ کوئی شخص اس سے اس نتیجہ پر پہنچے، کہ اُن کی موجودگی زمین کو مقناطیس بنا دیتی ہے، لیکن ذرا غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ استنتاج معقول نہین، چنبک پتھر جہان جہان پایا جاتا ہے، اُن مقامون کی تعداد محدود ہے، اور پھر کسی بڑی مقدار مین نہین پایا جاتا، جب طالب کو یہ معلوم ہو کہ ریل کی پٹریان اور لوہے کے ٹکڑے خاص وضعون مین رکھے جانے پر اکثر زمین کے اثر سے مقناجاتے ہین، تو اوسکو اس امر کے مان لینے مین تامل نہ ہوگا، کہ چنبک پتھر سوائے اسکے نہین کہ لوہے کی بعض کچی دھاتین اسی طرح مقناگئی ہین، پھر یہی سوال باقی رہا کہ زمین مقناطیس کیونکر بنی؟

یہ صحیح ہے، کہ زمین ایک زبردست کرہ ہے جسمین برق بھری ہوئی ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ زمین اپنے محور پر تیزی کے ساتھ گردش کر رہی ہین، ہمارے پاس اس امر کی تجرباتی شہادت موجود ہے کہ ایسی حالتون مین کرہ کی سطح پر ایک کمزور مقناطیسی میدان پیدا ہو جائے گا، بانیہمہ حساب وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ زمین کے مقناطیسی

---

[۱] روان، انگریزی مین اسکو (TO N) کہتے ہین، جسکے معنی پھرنے والے کے ہین، جب نوتیہ کے سے محلول مین برق گذاری جاتی ہے تو برقی تحلیل عمل مین آتی ہی جسکی روسی محلول کے اجزاے ترکیبی ایسے ذرات مین تحلیل ہو جاتے ہین جنمین برقی بار ہوتا ہی، ایسے ذرات کو روان کہتے ہین

میدان کا سب کچھ ہو، یہ نہین ہے، اس سے تو صرف زمین کے مقناطیسی میدان کے عشر عشیر کا پتہ چلتا ہے، اس کا خاص سبب زمین کے قشر کے اندر برقیادی رَوین معلوم ہوتی ہین، اگر ہم سے یہ پوچھا جائے کہ کون سی طبعی حالت زمین کے اندر برقیون مین حرکت پیدا کردیگی، تو ہمکو فوراً حر برقیات کے سلسلے مین اختلاف تپش کا خیال آنا چاہئے، اس کے لئے یہ ضروری نہین کہ دو مختلف دھاتون کے جوڑ کو گرم کرین، تاکہ برقیون کی رو حاصل ہو، ہمکو معلوم ہے کہ دھات کے ایک ہی ٹکڑے مین اگر اختلاف تپش ہوگا تو اس سے بھی برقیے حرکت مین آسکتے ہین، تفصیلات مین گئے بغیر یہان یہ بیان کیا جاسکتا ہے، کہ ایسے حالات پائے گئے ہین، جن سے زمین کی سطح مین ایک حقیقی حر برقی رَو کا پتہ چلتا ہے، ساتھ ہی اس امر کا اقرار واجب ہی کہ اگرچہ زمین کی مقناطیسیت کی توجیہ برقیادی رو سے معقول ترین طریقہ پر ہو جاتی ہے تاہم ہمارے پاس براہ راست اس نظریہ کا کوئی ثبوت نہین،

تقریر بالا کے سلسلے مین ایک امر کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے، اگر زمین کی مقناطیسیت سطح زمین کے تپشی تغیرات کی وجہ سے ہی، تو مقناطیسی میدان کو دن بھر مین بدلتا رہنا چاہئے، یہ امر واقعہ ہی کہ اس قسم کے تغیرات ظہور پذیر ہوتے ہین، چنانچہ صبح کے وقت یہ میدان اقل ہوتا ہے، دوپہر تک اعظم ہو جاتا ہے، شام تک پھر گھٹ جاتا ہی، اور رات بھر مستقل رہتا ہے،

ہمین شک نہین کہ زمین کی سطح مین برقیون کی یہ رو، سورج سے زمین تک آنے والے برقیون کے کسی غیر معمولی دھارے سے بڑی حد تک متاثر ہوگی، یہی سبب ہے، کہ مقناطیسی طوفان اور آفتابی داغون کے تسبیح مین یہ علاقہ ہے،

عظیم الشان سحابیون[۱] سے جو بعض لاسلکی پیامات طیف نما کے ذریعہ سے وصول ہوئی ہین، اُن کی تعبیر بعض اہل فن نے یہ کی ہے کہ یہ سحابیون کے سرد اجسام ہونیکی دلیل ہے، یہ پیام کچھ سمجھ مین نہین آیا، ایک سرد جسم کیونکر نور کا مبدا، ہوسکتا ہے،؟ ہم دیکھ چکے ہین کہ جب مشہور و معروف خلائی نلیون سے برقیون کے دھارے

---

[۱] یہ سحابیے اُن سحابیون سے مختلف ہین، جن کا ذکر ہم پیشتر کے کسی باب مین کر چکے ہین، انکی ترکیب شہاب ثاقب سے تھی،

گذرتے ہین، تو سر و ملطف ہوا مین تابش پیدا ہو جاتی ہے چونکہ سورج اور دوسرے ستارے خلا محیط مین چارون طرف برقیون کے دھارون کے دھارے خارج کر رہے ہین، توان مین سے بعض گیسی سحابیون پر جا پڑین گے، یہان پر ہمہ گیر برقیے نے ہمین ایک مشکل سے نجات دلائی،

اس باب کو ختم کرنے سے پہلے مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید بعض قارئین کے ذہن مین زمین پر برقیون کی مسلسل یورش کے سلسلے مین کوئی اشکال پیدا ہو یعنی زمین کا منفی برق او برابر بڑھتا رہے گا، یہ دیکھنا کہ ایسا نہین ہوتا باعث دلچسپی ہوگا،

ہم جانتے ہین کہ برقیے زمین کی طرح کے کسی منفی برق والے جسم سے خارج ہو کر سورج کی طرح کے مثبت برق والے جسم مین چلے جاتے ہین، اب تک جو کچھ ہم کہتے آئے ہین، یہ اسکے برخلاف ہے، لیکن پھر برقیے دونون طرف سے کیونکر خارج ہو سکتے ہین، بصرف دو مختلف قوتون کی وجہ سے، زمین سے سورج تک برقیے بسبب برقی دباؤ کے جاتے ہین، ان دونون جسمون کے درمیان برقی دباؤ کا اختلاف کوئی دس کھرب (= ابلین) وولٹ[1] ہے، لیکن جو برقیے سورج سے زمین تک آتے ہین، وہ برقی دباؤ کی وجہ سے حرکت نہین کرتے، اون کی روانگی، جیسا کہ ہم کسی پیشتر کے باب مین بیان کر چکے ہین، نور کے میکانکی دباؤ کے تحت عمل مین آتی ہی، اس طریقہ پر توازن قائم رہتا ہی، اور برقیون کا ایک تسلسل جاری رہتا ہی، یہ گویا تمام شمسی نظام مین برقیونکا مدور رقص ہوا،

---

[1] برقی دباؤ کی اکائی جس کا نام برقی خانہ کے موجد اول (Volta) نامی ایک اطالوی سائنس دان کے نام پر رکھا گیا ہے، (مترجم)

انیسوان باب

شعاعین کیا ہین

ہم اثیری موجون کے مفہوم سے واقف ہو چکے ہین، ان مین سے بعض ہماری بصارت کو متاثر کرتی ہین بعض ہمارے جسمون کو گرم کرتی ہین بعض لاسلکی ترسیل کنندہ کو متاثر کرتی ہین اور بعض وہ جو ہماری بصارت پر اثر نہین کرتین، معمولی عکاسی کی تختی پر کیمیاوی اور یہ کو متاثر کرتی ہین، یہ سب کی سب اثیر مین برقاطیسی موجین ہین، کیا لاشعاعین بھی اس قبیل سے سمجھی جائین، ؟ اگر ایسا ہی ہے، تو ان شعاعون کا انعکاس، انعطاف اور ان کی تقطیب ممکن ہونی چاہیے، جیسا کہ اس سے پیشتر جتنی اثیری موجون کا ذکر گذرا سب مین یہ عمل جاری ہو سکتا ہے، کچھ عرصہ تک تو یہی خیال کیا جاتا رہا، کہ لاشعاعین منعکس تک نہین ہو سکتین، لیکن اصلی مشکل یہ ہے کہ کوئی ماہر مناظریات کسی سطح کو پالش کر کے اتنا ملیس نہین کر سکتا کہ ایسے قصیر طول کی موجون کو منعکس کر سکے، باینہمہ بعض ایسی سطحین قدرتی ہوتی ہین، جیسے کہ قلمون کے اندر پائی جاتی ہین، یہ سطحین اتنی ملیس ہوتی ہین، کہ لاشعاعون کو منعکس کر دیتی ہین، اب ثابت ہو گیا ہے، کہ یہ شعاعین ذری ہین،

سہولت اس مین ہو گی، کہ ہم لاشعاعون کے پیدا کرنے کے طریقے پر غور کرین، اور یہ امر بھی کہ ان کا انکشاف کیونکر ہوا، دلچسپی کا باعث ہو گا، اس کہنے کی ضرورت نہین کہ اُن کی ایجاد کے معنی اس سے زیادہ نہین،

جتنا کہ برق کی ایجاد کے ہین، خلائی نلیون سے لاشعاعین برابر نکلتی رہتی تھین اور بیس[2] برس تک نکلتی رہین، اسکے بعد انسان کو اُون کے وجود کا علم ہوا،

۱۸۹۵ء مین پروفیسر رُنت گن[1] دیگر بڑے طبیعیات دانون کی طرح خلائی نلیون سے تجربہ مین معروف تھے اُن کا منشا ہے نارڈ کے تجربون کی تکمیل تھی، بے ناڈ خلائی نلیون سے باہر کیتھوڈی شعاعون کی شناخت مین کامیاب ہو چکا تھا، جامعہ ورزبرگ (بے ویریا واقع جرمنی) کے طبیعی تجربہ خانہ مین پروفیسر رُنت گن کو جدید سامان کی کمی نہ تھی، اور اون کے پاس نلیون مین اعلیٰ درجہ کا خلا پیدا کرنے کے بھی ذرائع تھے، ایسی نلیان اکثر کروکس کی نلیان کہلاتی ہین،

پروفیسر رُنت گن نے ایک خلائی نلی کو سیاہ مقوی کی ایک ڈھال مین بند کر دیا تھا، اس کی وجہ سے نلی کے متنزہر شیشے سے کوئی روشنی نہ کر نکل سکتی تھی، لینارڈ نے عارضی طور پر متنزہر پردہ استعمال کیا تھا جس سے نکلنے والی کیتھوڈی شعاعون کا پتہ لگایا تھا، رُنت گن کے پاس بھی اس موقع پر ایسا ہی پردہ تھا، یہ پردے[2]

---

[1] (Prof. Conrad William Rontgen) مشہور جرمن پروفیسر لاشعاعون کے علاوہ دیگر تحقیقات بھی کین، جس سے مشکل کیمیاوی مسائل کے حل مین بہت مدد ملی (مترجم)

[2] بعض اشیا مین ایسی خاصیت ہوتی ہے، کہ اون کو منور کرنے والی قوت جب ہٹائی جاتی ہے، تو وہ بھی روشنی خارج کرتی رہتی ہین، ایسی اشیا متنزہر اشیا کہلاتی ہین، سلفائڈ آف زنک (جست کا سلفائڈ) جو نورانی رنگون مین استعمال کیا جاتا ہے، ایک متنزہر شے ہے، اور بعض اشیا، ایسی ہوتی ہین، کہ جب تک نورانیت پیدا کرنے والی قوت رہتی ہے، یہ بھی روشنی دیتی ہے، ایسی اشیا، عارضی متنزہر کہلاتی ہین۔ بیریم پلاٹینو سائی، نائڈ عارضی متنزہر شے ہے، اس کے برقیے غیر مرئی، قصیر بالانفتشی شعاعون سے متاثر ہوتے ہین، اور نیز لاشعاعون سے، باریک کیمیاوی فلمون مین تنزہر اس وقت تک ہوتا رہتا ہے، جب تک کہ غیر مرئی شعاعین اُن پر پڑتی رہتی ہین،

(مترجم)

بالائے بنفشی روشنی کے سلسلے میں مدت سے زیر استعمال تھے،

جب پروفیسر رُنت گن نے پوشیدہ نلی میں برقی اخراج گذارا تو اونھوں نے دیکھا کہ اونکا عارضی متنز ہر پردہ جو میز پر پڑا تھا، نورانی ہوگیا، یہ ظاہر تھا، کہ یہ نورانیت بالائے بنفشی موجون کی پیدا کردہ نہ تھی، کیونکہ جو سیاہ ڈھال نلی کو گھیرے ہوئے تھے، وہ بالائے بنفشی روشنی کیلئے بالکل نا قابل گذر تھی، قوسی لمپ مین اگرچہ ورائے بنفشی شعاعین بہت ہوتی ہین، تاہم ایسی ڈھال اس کی شعاعون کو بھی روک دیتی ہے، جب رُنت گن" سے یہ پوچھا گیا، کہ اس مشاہدہ کی بابت اونکا کیا خیال ہی، تو جواب یہ تھا "مین نے خیال نہین کیا، مین نے تحقیق کی"

رُنت گن نے دریافت کیا تو ان نئی شعاعون مین نفوذ کی عجیب طاقت پائی بہت سی چیزین مثل لکڑی اور چمڑے کے جو معمولی روشنی کے لئے غیر شفاف ہین، ان نئی شعاعون کے لئے معقول حد تک شفاف نکلین، کسی جسم کی کثافت جتنی زیادہ ہوتی ہے، اُتنا ہی وہ جسم شعاعون کے گذرنے مین مزاحمت پیدا کرتا ہے، عوام الناس کی توجہ کو جس چیز نے اپنی طرف مبذول کرلیا، وہ یہ امر تھا کہ عارضی متنز ہر پردے پر زندہ کالبد دیکھا جاسکتا ہے، جب پروفیسر رُنت گن کو یہ معلوم ہوا کہ لکڑی کے ڈبہ مین رکھے ہوئے دھاتی باٹ دکھائی دینے لگے، تو اُن کے لئے یہ سوال بالکل قدرتی تھا، کہ خود مشاہد کا ہاتھ کیونکر نظر آتا ہے، بشرطیکہ اونھون نے پردے کے پیچھے چیزین رکھتے وقت اپنی انگلیون کی ہڈیان نہ دیکھی ہون،

اس مقام پر مناسب ہوگا کہ لا شعاعون کے پیدا کرنے اور عارضی متنز ہر پردے کے استعمال کا طریقہ بیان کیا جائے، اگرچہ ممکن ہے کہ ہم مین سے اکثر کے لئے اب یہ معمولی بات ہوگئی ہو، کسی اکو مولیٹر[۱] یعنی ذخیرہ خانے سے برقی رو ایک امالی لچھے مین گذاری جاتی ہے، ممکن ہے کہ بعض اس امالی لچھے کو شرار انگیز لچھے کے نام سے بآسانی سمجھ سکین، ایک خاص خلائی نلی لچھے کے سرون سے ملادی جاتی ہے تاکہ نلی

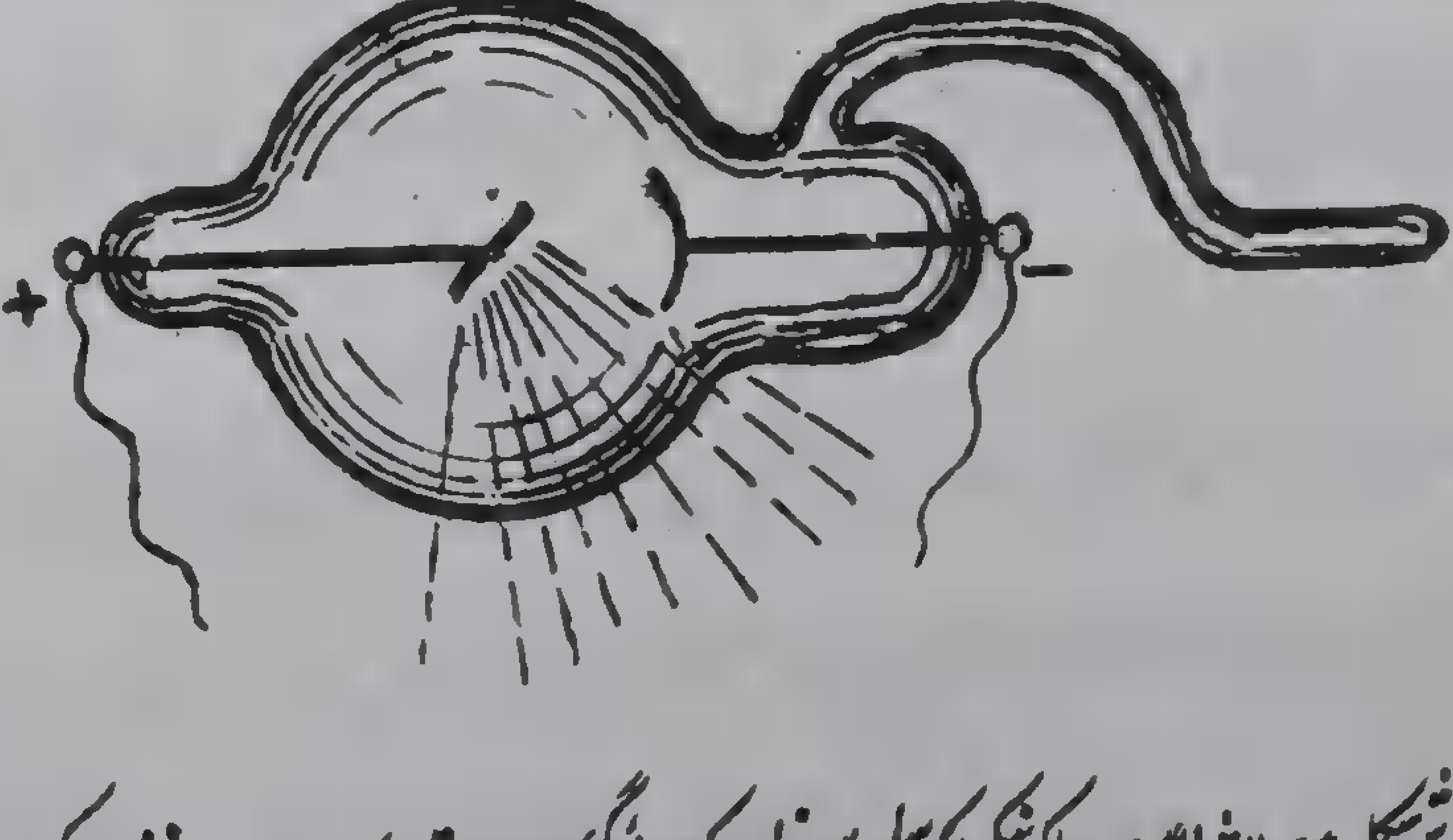
---

[۱] اکو مولیٹر یا ذخیرہ خانے سے مراد وہ برقی خانے ہین، جو بالعموم موٹرون مین روشنی وغیرہ کیلئے استعمال کرتے ہین اور جو عرف عام مین بیٹریان کہلاتی ہین، (مترجم)

کے اندر دو برقیون کے درمیان اخراج واقع ہو، شکل متعلقہ مین کیتھوڈ کٹوری نما ہے، تاکہ کیتھوڈی شعاعین ایک دھاتی ہدف پر جو نلی کے وسط مین ہے، مرکوز کی جا سکین، یہ کوئی ضرور نہین، کہ یہ ہدف نلی کا دوسرا برقیرہ ہو، لیکن یہان ہم کو اس سے بحث نہین، ہم یہ دیکھنا چاہتے ہین، کہ وہ کیا چیز ہے، جو لاشعاعون کو پیدا کرتی ہے،

جب برقی رو نلی مین سے گذاری جاتی ہے، تو برقیون کا دھارا دھاتی ہدف پر جا کر پڑتا ہے، یہ گویا ایکدم ایثر مین چھینٹین پیدا کرتا ہے، ان کو اول اول ایثری موج سمجھا گیا، بعض لوگون نے خیال کیا کہ وہ زیر سُرخ موجون سے طویل تر ہین، اور بعض یہ سمجھے کہ وہ بالا بنفشی موجون سے قصیر ہین، اس کے بعد کچھ عرصہ تک موجون کے ایک باقاعدہ سلسلہ کا خیال ترک کر دیا گیا، لیکن اب ہمارے پاس اس امر کا قطعی ثبوت موجود ہے کہ لاشعاعین فی الواقع نہایت قصیر طول کی ایثری موجین ہین،

نلی کے اندر چھوٹا سا ہدف زاویہ بناتا ہوا رکھا جاتا ہے، تاکہ جب برقیون کی یورش ہو تو ایثری نبضات یا لاشعاعین نلی کے پہلو مین منعرف ہو جائین، جیسا کہ شکل مین دکھلایا گیا ہے،



(اس شکل مین لاشعاعین پیدا کرنے کی ایک سادہ سی نلی دکھلائی گئی ہے، برقیون کا دھارا یا منفی رو کیتھوڈ (-) سے اینوڈ (+) تک جاتی ہے، ہم یہ تصور کرتے ہین کہ برقیے کیتھوڈ سے نہایت زور سے خارج ہوتے ہین، اور چونکہ کیتھوڈ کی شکل مقعر ہے، اس لئے دھارا ہدف پر مجتمع ہو جائے گا، ہدف کو مائل دکھلایا گیا ہے، جب

بدن دھارے کو دفعتہً روک دیتا ہے، تو اثیر مین نبضات پیدا ہو جاتے ہین، جیسا کہ شکستہ خطوط سے دکھلایا گیا ہی، اسی اثیری تموج کو ہم لاشعاعین کہتے ہین، جن کے خواص کا تن مین ذکر گیا ہے،)

عارضی متزہر پردہ مین ایک جانب باریک بیریم پلیٹینو سائنائڈ کی قلمین ہوتی ہین، اور اوسکی پشت پر سیاہ کپڑے کا استر ہوتا ہے، پردہ کی پشت نلی کی طرف رکھی جاتی ہے تاکہ لاشعاعین استر پر پڑین، یہ استر ان شعاعون کے راستہ مین عملاً کوئی رکاوٹ نہین پیدا کرتا، شعاعین پردہ مین نفوذ کرتی، کیمیادی سطح تک پہنچتی ہین، اور اس کو متزہر کر دیتی ہین، اگر پردہ کی پشت پر ہاتھ چپٹا رکھ دیا جائے، تو شعاعین ہڈی کے مقابلے مین گوشت مین سے بآسانی گذر جاتی ہین، اس لئے پردہ پر ہڈیان اچھی طرح سے نظر آتی ہین، اپنے مقصد زیر نظر کے لئے اس کی ضرورت نہین کہ ہم لاشعاعون کی طبی خدمت کا ذکر کرین،

رنتگن کو زیادہ عرصہ نہین لگا کہ انھون نے عکاسی کی تختی پر ان شعاعون کا اثر آزمایا، اور پھر دنیا بھر مین اسی نئی عکاسی کا چرچا ہونے لگا، زندہ کالبد کی تصویر معمولی عکاسی کی تختی پر لینا، اور وہ بھی تاریکی مین بغیر تختی کا غلاف کھولے ایک ایسا واقعہ تھا، جس کا جتنا چرچا ہوتا کم تھا، صفحہ نمبر ۲ کے مقابل جو مرقع دیا گیا ہے، اس مین ہم دیکھتے ہین، کہ ایک معمولی مینا کار تصویر ہے، اور ساتھ ہی اوس کے لاشعاعون کے ذریعہ حاصل کردہ تصویر ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے، کہ لاشعاعین مینا کار کے بعض حصون سے دوسرون کے مقابلے مین زیادہ آسانی سے نفوذ کر گئی ہین،

فی الحال ہم کو جس چیز سے بحث ہی، وہ لاشعاعون کے متعلق علمی افکار ہین، علماے سائنس کیتھوڈی شعاعون یا برقیون کے دھارون سے، اور لینارڈی شعاعون سے واقف ہو چکے تھے، جو درحقیقت ایسی کیتھوڈی شعاعین ہین، جو کسی المونیم کی کھڑکی مین سے نکل رہی ہون کسی پیشتر کے باب مین ہم دیکھ چکے ہین، کہ عالم سائنس کیلئے لینارڈ کا تجربہ کسقدر اہمیت رکھتا ہے لیکن کسی عامی کے لئے اسمین کوئی اہمیت نہین، اس کے نزدیک تو لاشعاعون کا انکشاف بھی ایک لایعنی سی بات ہوتی، اگر ان مین زندہ کالبد کو دکھانے اور اوسکی تصویر کھینچ دینے کی حیرت انگیزی اور دلآویزی نہ ہوتی،

ہم مین سے اکثرون کو یاد ہوگا کہ جب رنٹ گن انکشاف کا اعلان ہوا تھا، تو کس قدر اس کا چرچا ہوا تھا، اور
کس قدر مبالغہ آمیز خیالات بعض لوگون نے قائم کئے تھے بعض لوگ اس سے ناواقف تھے، کہ لاشعاعون سے کیونکر
تصویر لیجاتی ہے، اسلئے اونکا تصور لاشعاعون سے تصویر لینے کے متعلق یہ تھا کہ وہ اپنا کیمرا لیکر کسی کمرے کے
باہر کھڑا ہوگیا، اور وہین سے دیوار پار اندر بیٹھے ہوئے لوگون کے زندہ کالبدون کی تصویر اوتارلی جامعہ گلاسگو
(اسکاٹستان کا بڑا شہر) کے ایک طالبعلم نے ایک مرتبہ ایک دلچسپ مرقع کھینچا تھا، جسمین دکھلایا تھا کہ لاشعاعون
سے ایک کمرہ کے اندر کی تصویر آگئی جسمین چار متعلمونکے کالبد دکھائی دیے جو میز کے گرد بیٹھے تاش کھیل رہے ہین، اور بہت
سے جام اور صراحیان اُن کے پاس رکھی ہین،

بیسوان باب

ریڈیم کا انکشاف کیونکر ہوا،

ریڈیم کا انکشاف کل کی بات معلوم ہوتی ہے، کیونکہ ہم کو اچھی طرح یاد ہے کہ میڈم کیوری زوجہ پروفیسر کیوری[1] آنجہانی ساکن پیرس نے اس عنصر کو روشناس کرایا، جو لاکھون برس سے دنیا مین کنز مخفی تھا، اگرچہ یہ زبردست انکشاف ۱۸۹۸ء مین ہوا، تاہم عوام الناس کی دلچسپی اس سے کچھ برس بعد شروع ہوئی، یہ افواہین گشت لگانے لگین، کہ یہ عنصر اس کار آباد دنیا مین انقلاب عظیم برپا کردیگا، توانائی حاصل کرنے کے جتنے طریقے تھے، سب اوس کے سامنے ہیچ ہو جائین گے، لاعلاج امراض مین شفا حاصل ہو جائے گی، اور طبعیات کی بنیادین ہی ڈھ جائین گی، عام دلچسپی پیدا کرنے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے تھا، لیکن یہ اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہئے کہ دنیاے سائنس ان پیشنگوئیون مین شریک نہ تھی، فی الحقیقت علماے سائنس ریڈیم کے انکشاف کے قبل ہی سے تابکار اشیار سے واقف تھے، اگرچہ اس کے پیشرو اس قدر فعال نہ تھے، اُس وقت اس مسئلہ کو سر اولیور لاج نے نہایت عمدہ پیرایہ مین یون بیان کیا تھا۔ "محض کوئی واقعہ کوئی حقیقت نہین رکھتا، یا کم حقیقت ہوتا ہے جب تک کہ وہ نظریہ مین ملبوس نہ نظر آئے بعض اوقات ایک واقعہ موجود ہوجاتا ہے اسلئے کہ اس کا

[1] Prof: Pierre Curie (۱۸۵۹ء - ۱۹۰۶ء) مشہور فرانسیسی کتشف، ان کی بیگم صاحبہ پولینڈ کی رہنے والی ہین، ریڈیم کے انکشاف مین دونون شریک تھے (مترجم)



لاشعاعون سے ایک فوٹو،

لباس موجود ہوتا ہے، بعض اوقات واقعہ کے پیدا ہونے سے پہلے اس کا حلہ موجود رہتا ہے، ریڈیم کی یہی دوسری صورت ہے، ریڈیم کے متعلق کسی واقعہ کو ضرورت نہین کہ نظری ملبوس کے فقدان کے خوف سے سردمہری کا شکار ہے، علماے سائنس کو محض اتفاق ہی سے انکشاف نہین ہوجاتے، بلکہ ہر انکشاف تک پہنچنے والا ایک سلسلۂ خیالات ہوتا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ ریڈیم کے کھود نکالنے مین کن واقعات نے مدد دی، کسی کو یہ خیال بھی نہ ہوگا کہ خلائی نلیون مین سر ولیم کروکس نے جن کنیھوڑی شعاعون کا انکشاف کیا تھا، اُن مین اور ریڈیم مین کوئی تعلق بھی ہوگا، لیکن واقعہ یہ ہے کہ تعلق براہِ راست ہے، پھر یون ہی سلسلہ چلے تو ہم کروکس کے انکشاف کا شجرہ قدیم زمانے مین کہربا تک لیجا سکتے ہین،

ہم دیکھ چکے ہین کہ کروکس کے تجربات نے رنت گن کی لا شعاعون کے انکشاف مین رہبری کی، اس امر نے کہ یہ غیر مرئی شعاعین، عکاسی کی تختی کو متاثر کر دیتی ہین، دوسرون کو اس پر آمادہ کیا کہ یہ دیکھین کہ متزہر اشیا اسی قسم کے غیر مرئی اشعاعات تو نہین خارج کرتین، لیکن متزہر اشیا، اور اشعاعون مین کیا تعلق ہے؟ اشعاعین جس نلی مین پیدا ہوتی ہین، ان کے شیشے کو متزہر کر دیتی ہین، اور اکثر جواہرات اور کیمیاوی قلمون مین بھی تزہر پیدا کر دیتی ہین،

ہم سب کو متزہر اشیا کا کچھ نہ کچھ علم ہے، ہم جانتے ہین کہ روشن پینٹ جنمین کیلشیم سلفائڈ یا زنک سلفائڈ ہوتا ہے، اگر پہلے سے سورج کی روشنی مین رکھے جائین، تو اندھیرے مین چمکنے لگتے ہین، ان روشن پینٹون کا عملی استعمال یہ ہے، کہ دیاسلائی کی ڈبیون مین لگا دئے جاتے ہین تا کہ اندھیرے مین چمک کر اپنا مقام بتلا دین، ہم مین سے بعض کو یاد ہوگا کہ بچپنے مین اونھون نے روغن فاسفورس کے چند قطرے اپنے ہاتھ پر ملے ہون گے، تا کہ حقیقی زندہ بھوت کی نقل اُتار سکین،

ایک روسی سائنس دان کے دماغ مین یہ خیال آیا، کہ جس طرح رنت گنی لا شعاعین ایلومنیم کی پتلی تختی مین سے عکاسی کی لوح کو متاثر کر دیتی ہین، آیا اسی طرح متزہر کیلشیم سلفائڈ بھی عمل کر سکتا ہے یا

نہین، اگرچہ دھاتین بالعموم لاشعاعون کے لئے غیر شفاف ہین، تاہم ایلومنیم کی ایک پتلی تختی اس کے لئے عملاً شفاف ہے، اس تجربہ کرنے والے نے جس کا نام نائی دن گلادسکی ہے ہم کو تعجب سا معلوم ہوتا ہے، ذیل کا سادہ سا تجربہ انجام دیا، اوس نے عکاسی کی ایک تختی ایلومنیم کی ایک تختی سے ڈھک دی، اور اس پر اوس نے تھوڑی سی متزہر شئے شیشے کے ایک مربع مین رکھدی، اوس نے ایک دن اس سامان کو تاریکی مین چھوڑ دیا، اور ایک رات جب اوس نے تختی کو آشکارا[1] کیا تو اوسے معلوم ہوا، کہ شیشے سے جس چھوٹے سے مربع پر متزہر شئے رکھی تھی، اس پر تصویر بن گئی ہے، بس اس سے ناقابل انکار ثبوت اس امر کا حاصل ہوا کہ غیر مرئی شعاعین ایلومنیم کی تپلی تختی مین سے نفوذ کر گئی ہین، زیادہ باریک بینی سے کام لیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ شعاعین لاشعاعین نہین ہین، کیونکہ شیشہ کی تختی نے اُنھین منعطف کر دیا تھا جیسا کہ کنارون پر واضح تھا، یہ شعاعین روشنی کی بہت نفوذ کرنے والی شعاعون پر مشتمل ہین، عام قاری کے لئے ان کی دلچسپی اسی قدر ہے، کہ یہ رنت گن کے انکشاف اور بیگم کیوری کے انکشاف رڈیم کے درمیان ایک زینہ ہین،

پیرس کے پروفیسر بکرل (ولادت ۱۸۵۲ء) کو بھی لاشعاعون اور تزہر کے درمیان علاقہ کے امکان کا خیال پیدا ہوا تھا، اسکو جو متزہر شئے مل سکی، اوس کا اثر عکاسی کی تختی پر اوس نے دیکھا، ان تجربون کے دوران مین اوسکو معلوم ہوا کہ یورنیم کے بعض نمک لوح عکاسی کو متاثر کرنے والے اشعاعات کے خارج کرنے مین بہت فعال ہین، عجیب بات یہ تھی، کہ خود یورنیم کے نمک مشکل سے متزہر کیے جا سکتے تھے جبکہ چمکدار ہینٹ روشنی مین رہنے کے بعد گھنٹون تک چمکتے ہین، یورنیم کے یہ نمک روشنی ہٹا لینے کے بعد ایک ثانیہ بھی مشکل سے متزہر رہتے ہین، اعامی شخص ہوتا، تو ان نمکون کو بغیر موقع دئے نظر انداز کر دیتا، لیکن بکرل

[1] فوٹوگرافی مین تختی پر عکس آجانے کے بعد اسکو مختلف محلولون سے دھو کر تیار کرنے کے عمل کو آشکارا کرنا (DEVELOP) کرنا کہتے ہین، (مترجم)

سنے چاہا کہ ان کو بھی موقع ملے، اس لئے اوس نے یہ ترکیب کی کہ جب تک نمک سورج کی روشنی کے زیر اثر رہے، اُن کو لوح عکاسی پر عمل کرنے کا موقع دیا جائے، اوس نے روشنی بند ڈبے مین لوح عکاسی کو اوس نے آشکارا کیا تو اوسے معلوم ہوا کہ غیر مرئی شعاعین لوح تک پہنچ گئی ہین، اور یورنیم کے قلمون کی تصویرین گئی ہین،

بکرل نے ایک دوسرا تجربہ بھی ترتیب دیا، اور اس مرتبہ اوس نے دھات کی ایک صلیب یورنیم کے نمک اور تاریک ڈبے کے درمیان رکھدی، اوس نے یہ قصد کیا کہ حسب سابق اس کو بھی کئی گھنٹے روشنی مین رکھے لیکن بدقسمتی سے دھوپ اسی وقت جاتی رہی جس وقت کہ اوس کی ضرورت سب سے زیادہ تھی، مگر بدقسمتی کے لباس مین یہ خوش قسمتی ہی ثابت ہوئی، کیونکہ بکرل نے اس تجربے کو یونہین چھوڑدیا اور ارادہ یہ کیا کہ جب دھوپ خوب نکلی ہو، تو پورے طور پر متاثر ہونے دے، لیکن بغیر اس طرح دھوپ مین رکھے، اس نے کسی نہ کسی سبب سے لوح کو آشکارا کیا، اور جب اوسکو یہ معلوم ہوا کہ لوح پر صلیب کی تصویر بن گئی ہے، تو ہم اندازہ کرسکتے ہین کہ اس کو کس قدر تعجب ہوا ہوگا، جتنی قلیل مدت کے لئے یورنیم کو دھوپ کے زیر اثر رکھا، اس مدت مین ایسا ہونا ممکن نہ تھا، تو کیا یورنیم کے نمکون پر سورج کے اثر کئے بغیر کوئی عمل جاری رہا؟ اس کا ثبوت تجربہ کو بغیر دھوپ کی مدد کے دہرانے سے بآسانی مل سکتا تھا، پس اوس نے ایسا ہی کیا، لیکن تاریکی مین بھی وہی نتیجہ برآمد ہوا لہذا معلوم ہوا کہ یہ غیر مرئی شعاعین شے کے عمل تزہر کی وجہ سے نہ تھین، فی الحقیقت اس مین شک نہ رہا کہ یہ غیر مرئی یورنیمی شعاعین بالکل نئی شعاعین ہین،

میرے خیال مین نامناسب نہ ہوگا اگر بالکل اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ بیان کرون. یعنی ڈیے گورٹے[1] کے عملی عکاسی کا انکشاف، پالش شدہ چاندی کی ایک تختی کی سطح کو ایوڈین کے

---

[1] LOUIS J. M. DAGUERRE (۱۷۸۹ء – ۱۸۵۱ء) فرانسیسی آرٹسٹ،

بخار کی زد مین رکھ کر ڈیگورے نے تختی تیار کی، اور پھر اوسے کیمرا مین رکھدیا اور ارادہ یہ کیا، کہ دھوپ مین کئی گھنٹہ رکھے گا، تاکہ ایک تصویر بن جائے، جب ہر چیز تیار ہوگئی، تو سورج نے منہ چھپالیا، چارناچار ڈیگورے نے اپنی پالش شدہ چاندی کی تختی اپنی کیمیاوی الماری مین رکھدی تاکہ جب سورج جلوہ افروز ہو تو تجربہ انجام دے، جب دوسرے روز صبح کے وقت الماری سے ڈیگورے تختی نکالنے گیا، تو اس کے تعجب کی انتہا نہ رہی، جب اوس نے دیکھا کہ اوس پر ایک کامل تصویر کھینچ گئی ہے، صاف ظاہر تھا، کہ تھوڑی سی دیر زد مین رکھنے سے تختی پر ایک خفیہ تصویر اُتر آئی، اور الماری مین رکھی ہوئی دواؤن مین سے کسی ایک دوا کے بخار نے اوسے مرئی کر دیا، تجربہ سے ڈیگورے کو معلوم ہوا، کہ پارے کے بخار نے یہ عمل کیا اسطرح عمل عکاسی کا انکشاف ہوا، ڈیگورے اور بکرل دونون کے انکشاف پیرس مین ہوئے میرے نزدیک نام نہاد اتفاقیہ انکشاف کی یہ دونون ایک ہی جیسی مثالین ہین،

یہ ظاہر تھا کہ یورینیم کے نمکون سے جو بکرلی شعاعین نکلین، وہ خارجی اثرات کے تابع نہ تھین، اس یقین کو حق الیقین کرنے کے لئے بکرل نے ایک محلول سے تاریکی مین یورینیم کے نمک تیار کئے، اور آزمانے پر معلوم ہوا کہ عکاسی کی تختی پر یہ نمک بغیر سورج کی روشنی کے پہنچے عمل کرتے ہین امتداد زمانہ سے معلوم ہوا کہ یورینیم کے نمکون کی یہ فعالیت مسلسل تھی، بکرلی شعاعون کے خارج کرنے سے ان مین کوئی کمی محسوس نہ ہوئی، لیکن کیا یہ اشعاعات اور لاشعاعین ایک ہی ہین،؟

شروع شروع مین تو یہی معلوم ہوتا تھا، کہ بکرلی شعاعین محض لاشعاعین ہین، لیکن بعد مین اگر یہی ثابت بھی ہوجاتا، تو بھی یہ انکشاف عظیم الشان تھا، رنت گن نے لاشعاعین مصنوعی طریقہ پر تجربہ خانہ مین پیدا کی تھین۔ یہ شعاعین ایک معلوم مبدء سے نکلی ہوئی برقی توانائی کا نتیجہ تھین، علمی نقطۂ نظر سے کسی ایسی فطری شے کا معلوم کر لینا جو خارج سے توانائی پہنچائے بغیر مسلسل لاشعاعین خارج کرتی رہے زیادہ دلچسپ تھا،

بکرل نے دریافت کیا کہ یورنیم کی یہ شعاعین جو اوسی کے نام سے موسوم ہین، لاشعاعون کی طرح برقائے ہوئے جسم کے برقی بار کو خالی کر دیتی ہین، یورنیم کی شعاعین بھی ان ہی اشیاء مین سے نفوذ کر جاتی ہین جنمین سے لاشعاعین گذر جاتی ہین اور دیگر تجربات سے بھی اول اول یہی معلوم ہوتا تھا کہ یورنیم کے نمکون کے یہ اشعاعات محض لاشعاعین ہین، لیکن ہم کو آگے چل کر معلوم ہوگا کہ لاشعاعون کے علاوہ بھی ان نمکون سے کچھ خارج ہو جاتا ہے، بایں ہمہ بکرل کے انکشاف کی اہمیت کو نظر انداز نہین کرنا چاہیے یعنی ایک شے اپنی فطری حالت مین مسلسل غیر مرئی اشعاعات خارج کرتی رہتی ہے،

یہ بالکل ایک قدرتی امر تھا کہ دیگر تجربہ کرنے والے بھی یہ دریافت کرنے کی کوشش کرتے کہ یورنیم کی طرح دیگر اشیاء بھی یہی عمل کرتی ہین یا نہین، واضح رہے کہ یورنیم تمام عناصر مین ثقیل ترین ہے، پروفیسر اور بیگم کیوری نے تحقیق کا ایک اہم راستہ اختیار کیا تاکہ معلوم ہو جائے، کہ یہ تابکاری خود یورنیم کی بدولت ہے، نہ کہ اس مین ملی ہوئی کسی خارجی شے کی وجہ سے نمک پچ بلنڈ جس سے کہ یورنیم حاصل کیا جاتا ہے، جب اس کے نمونون پر تجربہ کیا، تو میان بیوی دونون کو معلوم ہوا کہ بعض نمونے خود یورنیم کے مقابلہ مین زیادہ تابکار نکلے، اس سے ثابت ہوا کہ پچ بلنڈ کی تابکاری خاصتین فی الحقیقت یورنیم کی مرہون منت نہین ہین واضح رہے کہ بعد مین یہ ثابت ہو گیا کہ یورنیم کے خالص نمک جب تازہ تیار ہون، تو وہ تابکار نہین ہوتے، اس کے بعد یہ دریافت ہوا کہ یہ نمک امتداد زمانہ سے تابکار ہو جاتے ہین، لیکن ہم کو درجہ بدرجہ منزل طے کرنا چاہیے،

پروفیسر بیگم کیوری نے ارادہ کر لیا، کہ اس شے کو نکال کے چھوڑین، جو تابکاری کے مظہر کا باعث ہے، مشہور و معروف کیمیاوی عملون کے ذریعہ انھون نے پچ بلنڈ کے مختلف اجزا تحلیل کر ڈالے، یہان یہ تبلا دینا مناسب ہے کہ دونون تجربہ کرنیوالے اس پر یقین رکھتے تھے، کہ جس شے کی انھین تلاش ہے، وہ خود یورنیم مین نہین، کیونکہ انھون نے بڑے پیمانے پر پچ بلنڈ کے اس برادہ پر عمل کرنا شروع کیا،

جس سے یورنیم تجارتی اغراض کے لئے نکالا جاچکا تھا مثلاً یوہیمی شیشہ کا زنگدار مادہ،

آسٹرین حکومت نے اس برادہ کے ٹن کے ٹن ان دونون کے سپرد کردئے، اور اونھون نے مضافات پیرس مین اون کے تنقیہ کا کارخانہ قائم کردیا، ان کا خیال یہ تھا کہ تجارتی پیمانہ پر تابکار عناصر حاصل کرین، اتنا انہین معلوم ہوگیا تھا، کہ جو کوئی شے بھی اس تابکاری کا باعث ہے، اس کو بہت قلیل مقدار مین ہونا چاہئے،

نہایت عرق ریز کیمیاوی تحلیل کے بعد دونون نے تین مختلف تابکار اشیار حاصل کین، لیکن ان مین سے ایک عنصر دوسرے کے مقابلے مین زیادہ مقدار مین نکلا، اگر تابکار اشیار کے سلسلہ مین لفظ مقدار کا اطلاق صحیح گردانا جائے تو پچ بلنڈ کے آٹھ ٹن سے تابکاری احصل کی کل کائنات چوتی کے برابر نکلی، بیگم کیوری نے اس تابکار ماحصل کا نام ریڈیم تجویز کیا،

یورنیم اور ریڈیم کی تابکاری مین کوئی تناسب ہی نہین، ریڈیم کی نسبت اندازہ ہے، کہ یورنیم سے دس تا بیس لاکھ گنا زیادہ تابکار ہے، اس بیش از بیش تابکاری کی وجہ سے علمائے سائنس کو موقع مل گیا کہ وہ ان اشعاعات کی حقیقت دریافت کرین،

ایک امر جس نے پبلک کو اپنی طرف متوجہ کیا یہ تھا کہ ریڈیم کے نمونون کیلئے نہایت زبردست قیمت طلب کی جاتی ہے لیکن اگر ریڈیم کی تخریج مین جو محنت صرف ہوتی ہے، اس کا اندازہ کرین، تو یہ کچھ بھی نہین، جب سرکس و ناکس کو یہ معلوم ہوا کہ ریڈیم کی قیمت سونے سے تین ہزار گنا زیادہ ہے، تو اون کو اس مین دلچسپی پیدا ہوئی، لیکن یہ معلوم کرکے غالبًا مایوسی ہوئی ہوگی، کہ ریڈیم کی مقدار پچ بلنڈ مین اتنی بھی نہین جتنی کہ سمندر کے پانی مین حل شدہ سونے کی مقدار۔

ایک دوسرا امر جس نے پبلک مین دلچسپی پیدا کی، وہ یہ حقیقت تھی کہ جسم انسانی پر ریڈیم کا زبردست اثر پڑتا ہے، پروفیسر بکرل کو تکلیف دہ طریقہ پر اس کا انکشاف ہوا جب وہ لندن لکچر دینے آئے، تو اپنی واسکٹ کی جیب مین تھوڑا سا ریڈیم ایک ڈبیہ مین رکھتے لائے، ہفتہ عشرہ کے بعد انھین معلوم ہوا کہ

اس جیب کے نیچے کا گوشت سُرخی لے آیا ہے، اس کے بعد ایک دردناک زخم ہو گیا، جس کو مندمل ہونے
مین ہفتون لگے، پروفیسر کیوری نے جب لنڈن کی انجمن شاہی مین لکچر دیا، تو اُنھین ریڈیم کو ہاتھ سے رکھنا اٹھانا
پڑا، اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ان کے ہاتھ مجروح ہو گئے، اگر ہم لاشعاعون کے مشہور و معروف عضویاتی
اثرات کو مدِ نظر رکھین، تو یہ کچھ تعجب انگیز نہین بانیہمہ ہر کس و ناکس پر اس خیال نے قبضہ جما لیا کہ بالآخر تمام بیماریون
کے لئے ایک اکسیر حاصل ہو گئی،

موجودہ صدی کے اوائل مین ہر شخص کو ریڈیم سے دلچسپی تھی، جب ہم ریڈیم کا ذکر کرتے ہین، تو ہماری
مراد ریڈیم کے نمکون سے ہوتی ہے، اگرچہ بیگم کیوری خود دھات کی ایک قلیل مقدار حاصل کرنے مین کامیاب ہو گئی
ہین، اس کے جوہر کلورین کے جوہرون سے ملائے جا سکتے ہین، جس سے ریڈیم کلورائڈ بن جاتا ہے یا برومین
کے جوہرون سے ملکر ریڈیم برومائڈ بن جاتا ہے، ریڈیم کے یہ نمک دیکھنے مین بالکل نمک طعام معلوم ہوتے ہین لیکن تاریکی مین
وہ ایک ہلکی روشنی دیتے ہین، چھوٹے چھوٹے شرارہ نما جو عینک فروش فروخت کیا کرتے ہین،
ان مین جو نورانی اثرات مترتب ہوتے ہین، ان کا سبب یہ ہے کہ ریڈیم سے اشعاعات نکل کر ایک متزہر
پردے پر یورش کرتے ہین، لیکن عینک فروشون کیلئے یہ کیونکر ممکن ہوا کہ ریڈیم ایسی قیمتی چیز کے آلات بنا کر
چند روپیون مین فروخت کرین، ؟ جب ہم آلات کی ساخت سمجھ لین گے، تو یہ مشکل بھی حل ہو جائے گی،
اس علمی کھلونے کو سر ولیم کروکس نے ایجاد کیا تھا، اس مین چھوٹی سی پیتل کی ایک نلی ہوتی ہے، جس کے
ایک سرے پر مکبر عدسہ ہوتا ہے، اور دوسرے سرے پر ایک چھوٹا سا متزہر پردہ، اس پردے کے سامنے
اور اسکے قریب ہی تار کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہوتا ہے جسکو ریڈیم کے نمکون کے محلول مین ڈبو لیتے ہین، تار مین نمکون کی جو قلیل مقدار
لگ جاتی ہے وہی اتنی کافی ہوتی ہے کہ پردے پر زبردست یورش کرے، یہ اثر ممکن ہے کہ بعض قاریون نے اوسے دیکھا بھی ہو،
ایک منور متلاطم سمندر کی طرح ہوتا ہے، بعض لوگون نے اس کو جگنوون سے بھری ایک دلدل سے
تشبیہہ دی ہے، اور بعض نے صاف مطلع پر ستارون کے ٹمٹمانے سے بعض لوگون نے، جنھون نے

اس شرارہ نما کو دیکھا ہے، یہ بتلایا ہے کہ انھین پردے کے مرکز پر نور کے چھینٹے اور کنارے پر شرارے نظر آئے ہین،

جب جی چاہے شرارہ نما اوٹھا کر اس مین دیکھو، تم کو یہی مسلسل یورش نظر آئیگی یہ شرارے گویا زبانِ حال سے یہ کہتے ہین کہ آدمی آتے ہین، اور آدمی چلے جاتے ہین، لیکن ہم ہمیشہ چلتے ہی رہتے ہین لیکن جیسا کہ آگے چلکر معلوم ہوگا، ان کا یہ "ہمیشہ" کسی قدر شاعرانہ ہی ہے،

پیشتر اس کے کہ ہم ریڈیم کے ان اشعاعات کی تحقیق کرین، اس نو انکشاف عنصر کی ایک خاصیت اور ہے، جو دلچسپی سے خالی نہین،

اگر کمرے مین کوئی چیز ہوائے محیط سے زیادہ تپش رکھتی ہو، تو ہم جانتے ہین کہ جسم کو مصنوعی طریقے پر گرمی پہنچی ہے، اگر ہم اسکو بتدریج سرد ہوتا پائین، تو اس کے یہ معنی ہین، کہ مبدءِ حرارت دور ہوگیا ہے، لیکن اگر ہم دیکھین کہ وہ اپنے ماحول سے اپنی تپش مستقل طور پر بڑہائے ہوئے ہے، تو اس کے یہ معنی ہین، کہ کسی مبدءِ حرارت سے اوس کا تعلق ہے، بالفاظ دیگر اس کو توانائی پہنچائی جارہی ہے، ہوسکتا ہے، کہ مبدءِ حرارت خود شے کے اندر ہو، اور کیمیاوی تغیر کا نتیجہ ہو، خود ہمارے جسم اپنے اندر کے کیمیاوی تغیرات کی وجہ سے گرم رہتے ہین، اور ہم مین سے ہر ایک کو اس کا تجربہ ہوگا، کہ طبعی کیمیاوی سرگرمی کے گھٹنے یا بڑہنے سے تپش مین کیسے تغیرات پیدا ہوجاتے ہین، غیر ذی روح مادے مین یہ تغیرات تپش کسی عارضی کیمیاوی تغیر کا نتیجہ ہوتے ہین، ریڈیم اس کلیہ سے مستثنیٰ معلوم ہوا، وہ اپنے ماحول سے دو درجہ گرم تر ہی رہتا ہو یا ہمہ یہ حرارت اندرونی توانائی کے صرف کا نتیجہ ہے، جیسا کہ مابعد مین اسکی تشریح ہے،

ہم یورنیم کے نمکون کا اثر عکاسی کی تختی پر دیکھ چکے جیسا کہ ہم کو توقع بھی ہونی چاہئے، ریڈیم کے نمک اس معاملہ مین زیادہ تیز ہین، ریڈیم کے اشعاعات کے ذریعہ سے بعض بہت صاف اشعاعی تصویرین لی گئی ہین، جس کا جی چاہے جیبی طیف نما لیکر سوڈیم کے طیف کو دیکھ سکتا ہے، کیونکہ اس کے لئے صرف تھوڑا سا نمک

طعام جلاکر شعلہ کو دیکھنا ہے، ہم سے بہت کم ایسے ہین، جو ریڈیم کے طیف کے دیکھنے کی امید کر سکتے ہین کیونکہ وہ اس قدر قیمتی ہے، کہ اس طرح بار بار کام مین لانیکی گنجایش نہین، بانیہمہ ریڈیم کا طیف حاصل کیا جا چکا ہے، اور وہ ہر معلوم عنصر کے طیف سے علٰحدہ ہے،

مین نے اس باب کا عنوان "ریڈیم کی پیدایش" تجویز کیا تھا، لیکن اس سے یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ سرسری نظر مین کوئی یہ نہ سمجھے، کہ ریڈیم ۱۸۹۸ء مین پیدا ہوا، ابواب مابعد مین ہم کو ریڈیم کی پیدایش کے متعلق مزید معلومات حاصل ہون گے،

اکیسوان باب

ریڈیمی شعاعین کیا ہین

گذشتہ باب مین ہم ریڈیم کے خواص سے واقف ہو چکے ہین، لیکن یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ریڈیم کی شعاعین فی الحقیقت کیا ہین، ہم دیکھ چکے ہین، کہ ریڈیمی شعاعین بہت کچھ لا شعاعون کے مشابہ ہین، لیکن خود ریڈیم کے تیز تر اشعاعات کی وجہ سے ان شعاعون کی نوعیت معلوم کرنا آسان ہوگیا،

اب تک ہم صرف فرانسیسی سائنس دانون کے کارنامے بیان کرتے رہے، اور اس مین شک نہین کہ تابکاری کے اس انکشاف عظیم کا سہرا اُن ہی کے سر ہے، لیکن اب ہم اس راز سے پردہ اوٹھاتے ہین، اور ہم کو فخر ہے کہ ہمارے ہم وطنون[1] نے اسمین بہت بڑا حصہ لیا، پروفیسر رَدرفورڈ[2] اور مانٹریل[3] کے مسٹر ساڈی، اور سر ولیم ریمزی اور بہر لندن کے مسٹر ساڈی تابکاری کی نوعیت کی تحقیق مین پیش از پیش ہین،

شروع ہی مین ردرفورڈ نے ایک بہت ہی اہم انکشاف کیا تھا، اوںھون نے دریافت کیا تھا کہ بہ یک وقت تین مختلف قسم کے اشعاعات خارج ہوتے ہین، چنانچہ اوںھون نے ان کے نام یونانی حروفِ تہجی کے پہلے تین حرف کے نامون پر رکھ دئے، یعنی، الفا، بٹیا اور گاما، اوںھون نے یہ بھی معلوم کیا کہ

---

[1] مصنف کا وطن انگلستان ہے، [2] SirErnesIRuthorFor ۱۸۷۱ء مین پیدا ہوئے، برٹش ایسوسی ایشن کے صدر ۱۹۲۳ء، ۱۹۰۸ء مین کیمیا کیلئے نوبل پرائز حاصل کیا، [3] کینیڈا واقع شمالی امریکہ کا سب سے بڑا شہر، [4]

الفاشعاعون مین نفوذ کی طاقت بہت ہی کم ہے اور کاغذ کا ایک ورق بھی انھین روک سکتا ہے، اور بیٹا شعاعین ایلومینیم کی ایک پتلی تختی مین سے گذر سکتی ہین لیکن گاماشعاعون کو روکنے کے لئے فولاد یا سیسے کی ایک معقول حد تک دبیز تختی کی ضرورت ہے، اگر صرف نفوذ ہی کی خاصیت پر نظر رکھین تو ان مین مختلف قسم کی شعاعون کی نوعیت کے متعلق ہم بہت کچھ معلوم کر سکتے ہین،

گاماشعاعون کو پہلے لین تو ہم قیاس کر سکتے ہین کہ اپنی شدید نفوذی طاقت کی وجہ سے یہ لاشعاعین ہون گی، اور پھر اگر ہم یہ یاد رکھین، کہ پروفیسر لینارڈ کے تجربہ مین ایلومینیم کی کھڑکی سے کیتھوڈی یا منفی ذرے نکلتے تھے، تو ہم کہہ سکتے ہین کہ بیٹا شعاعین وہی مشہور و معروف برقیے ہین، کیونکہ ایلومینیم کی پتلی تختی مین سے وُ گذر جاتے تھے، اور پھر ایسی دھات کی تختی سے رُک جاتے ہین جسمین سے رنت گنی شعاعین نفوذ کر سکتی ہین، اب صرف الفاشعاعین باقی رہ گئین اور ہم قیاس کر سکتے ہین کہ یہ غیر مرئی جواہر مادہ ہون گے، کیونکہ وہ کاغذ کے ورق مین سے بھی نہین گذر پاتین،

اگر ہم اس استاج کو صحیح مان لین تو ہمین اپنے خیالات مین تبدیلی کی کوئی وجہ نظر نہین آتی، دیگر محققین نے اُن کی تصدیق کی ہے، اور اب ان تینون اشعاعات کی نوعیت مین کوئی شبہہ نہین رہا،

اگر گاماشعاعین فی الواقع لاشعاعین ہین، تو جو چیزین لاشعاعون کے لئے شفاف ہین، ان مین سے گذرنے کے بعد اُن کو لوح عکاسی کو متاثر کرنا چاہئے، تجربہ اس کی تصدیق کرتا ہے نیز انکو لاشعاعون کی طرح برقائے ہوئے جسم کو خالی کر دینا چاہئے، اس شرط کو بھی وہ پورا کرتی ہین، اگر گاماشعاعین لاشعاعین ہین، تو اُن کو متناطیسی میدان کی وجہ سے منصرف نہ ہونا چاہئے، اس جانچ مین بھی وہ پوری اُترتی ہین، پس ہم کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ ریڈیم جو گاماشعاعین خارج کرتا ہے، وہ مشہور و معروف رنتگنی شعاعین ہی ہین، لیکن لاشعاعون کے متعلق ہمین یہ معلوم ہے کہ وہ پران برقیون کے دفعۃً رُک جانے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہین، نظریہ سے ہم کو یہ معلوم ہوا ہے کہ لاشعاعون کو برقیون کے دفعۃً حرکت مین آنے سے بھی پیدا

ہونا چاہیے، عملاً ہم کو یہ دشواری پیش آتی ہے، کہ ہم اون کو کافی طورت اتنی ناگہانی سے نہین پیدا کرسکتے
کہ وہ اثیر مین جھپٹین مارے، لیکن اگر بیٹا شعاعین فی الحقیقت برقیے ہین، اور اگر وہ کافی طور سے ناگہانہ پیدا
ہوتے ہین، تو ہم لاشعاعون کی موجودگی کی توجیہ کرسکتے ہین. بیٹا شعاعون کے متعلق ذیل کے بارے مین ہم
دیکھین گے کہ یہ دونون اگر باقی نہین رہے،

ہم دیکھ چکے ہین کہ ایلومنیم کی پتلی تختی مین سے گذرنے مین بیٹا شعاعین مثل پران برقیون کے عمل کرتی
ہین، برقیے منفی برق کے بار ہین، اور کسی پیشتر کے باب مین دیکھ چکے ہین، کہ وہ مقناطیسی میدان سے بآسانی
منصرف ہوجاتے ہین، (بیٹا) شعاعین اس آزمایش پر پوری اُترتی ہین، اور نیز وہ منفی بار والے ذرات ثابت
ہوئی ہین، اُن کے مقناطیسی انصراف سے اُن کی رفتار کا حساب لگایا گیا ہے، اور معلوم ہوا ہے، کہ اُن
مین سے بعض عظیم الشان رفتارون سے روان ہوتی ہین، یعنی کوئی ایک لاکھ میل فی ثانیہ کے حساب
سے پس ہم اس کہنے مین حق بجانب ہین، کہ یہ برقیے اس طرح ناگہانی طور پر خارج ہوتے ہین، کہ گاما
یا رنتگنی شعاعین پیدا ہوجاتی ہین۔ چونکہ بیٹا شعاعون کی رفتار خلائی نلی کے اندر برقیون کی رفتار سے
بہت زیادہ ہوتی ہے، اس لئے ہم کو تعجب نہ ہونا چاہیے، اگر لینارڈی شعاعون کے مقابلے مین بیٹا
شعاعین ایلومنیم کی زیادہ دبازت سے گذر جائین. بی ٹا شعاعون پر دیگر آزمایشین بھی کی گئی ہین، اور
اب اس مین کوئی شبہہ نہین رہا کہ یہ وہی برقیے ہین، جن کا ذکر ہم اس سے پیشتر کے بابون مین پڑھ
چکے ہین،

اب الفا شعاعون کی نوعیت کے پتہ لگانے کا کیا امکان ہے، ؟ ہم نے یہ قیاس پیش کیا
کہ وہ مادے کے جوہر ہین، کیونکہ کاغذ کے ورق سے رُک جاتے ہین، اور خوش قسمتی سے مقناطیسی
میدان سے وہ منصرف بھی ہوجاتے ہین، وہ برقیون سے مخالف سمت مین منصرف ہوتے ہین، اور
اسی واقعہ سے ہم کو معلوم ہوا کہ اُن مین مخالف برقاؤ ہونا چاہیے، یعنی بالفاظ دیگر اُن مین ثبت

برق ہونا چاہیے، اگر ریڈیم کو ہم ایک دھاتی بکس مین بند کر دین، جس سے الفا ذرے نکل نہ سکین، تو ہم اون کے مثبت بار کو ثابت کر سکتے ہین، بکس کی اندرونی سطح مثبت برق سے باردار ہو جاتی ہے، اور منفی برقیے بکس مین سے نکل جاتے ہین، اور باہر اُن کی شناخت ہو سکتی ہے، جیسا کہ پیشتر تشریح ہو چکی ہے، ان برقیون مین خلائی نلی والے برقیون سے زیادہ نفوذی طاقت ہوتی ہے، آیندہ چلکر جب الفا ذرون کا ہم پھر ذکر کرین گے، تو معلوم ہوگا، کہ فی الحقیقت "ہلیم" نامی ایک بہت ہلکی گیس کے جوہر ہین،

یہ الفا ذرے بیس ہزار میل فی ثانیہ کی رفتار سے نکلتے ہین، اور مادی ذرون کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی رفتار نہین، فی الواقع اس مین اور تیز ترین متحرک جسم مین جسکو ہم تصور کر سکین، کوئی نسبت نہین، لیکن یہ دوڑ بہت ہی قصیر ہوتی ہے، کیونکہ جسکو کرۂ ہوا کہتے ہین، اس کے گیسی آمیزے کے سالمے بہت جلد اونھین اُچک لیتے ہین،

ان ہیلیمی جوہرون کی یہ عظیم الشان رفتار سابق کے باب مین تشریح کردہ شرارہ نما کے اندر کی زبردست یورش کی توجیہ کے لئے بہت کافی ہے، واضح رہے کہ یہ جوہر بدرجۂ غایت قصیر ہوتے ہین، نون کے نقطے کو دیکھو، اور یہ تصور کرو۔ کہ اوس کے قطرے پر جوہرون کی ایک بلٹن کی پلٹن کندھے سے کندھا ملائے کھڑی ہے، اس نقطے کو بھرنے کے لئے کچھ نہین تو پچاس لاکھ ہیلیمی جواہر درکار ہونگے۔ اس کا تصور بھی ہمارے حیطۂ تخیل سے باہر ہے،

ریڈیم مین جو عجیب وغریب خاصیت اپنے ماحول سے تپش مین مستقل طور سے زیادہ رہنے کی ہے، اس کی توجیہ الفا ذرات عرف ہیلیمی جوہرون سے ہو جاتی ہے۔ فرض کرو، کہ ریڈیم کے نمکون کا ایک گرام لیا، جو سمجھو کہ ایک چونی پر آ سکتا ہے، اس مقدار سے ایک ثانیہ مین کوئی ایک کھرب سے کم ہیلیمی جوہر نہین نکلتے، اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے، لیکن

اس کو یون سمجھو کہ ایک ثانیہ مین جتنے ہیلیمی جوہر نکلتے ہین، اُن کو دنیا کی ساری آبادی پر تقسیم کرین تو ہم مین سے ہر ایک کے حصے مین کوئی پچاس ہزار آئین گے، پہلا منٹ ختم ہوگا، تو دنیا مین ہر شخص کے پاس تین لاکھ ہیلیمی جوہر پہنچ جائین گے، اور اگر پہلا دن تمام ہوا تو ہر شخص کا سرمایۂ جواہر کرور دن تک پہنچے گا، ان ہیلیمی جوہرون کی اس عظیم الشان تعداد کو دیکھو، اور پھر دیکھو، کہ یہ سب کے سب ایک دن کے عرصے مین چار کے ایک چمچہ بھر ریڈیمی نمکون سے نکلتے ہین، اس پر بھی ان مادی جوہرون کا یہ اخراج سال بہ سال صدیون تک برابر جاری رہتا ہے، ان پران جوہرون مین جو توانائی ہوتی ہے، وہ ریڈیم سے خارج شدہ مجموعی توانائی کا تقریباً نانوے فی صدی ہوتی ہے، ریڈیم کی تپش اُن جوہرون کی مرہون ہے، جو ریڈیم سے ہوا مین نکل جانے کیلئے بیتاب رہتے، اور ریڈیم پر برابر یورش کرتے رہتے ہین،

بارۂ بالا سے یہ واضح ہوگیا ہوگا، کہ پران برقیے (بیٹا شعاعین) اور رنگی شعاعین (گاما شعاعین) ریڈیم سے خارج شدہ توانائی کے صرف ایک فی صدی ہی کی تعبیر ہین، لیکن یہ دونون اشعاعات ہیلیمی جوہرون (الفا شعاعون) کے مقابلے مین لوح عکاسی کو بہت زیادہ متاثر کرتی ہین، بی ٹا اور گاما شعاعین دونون برقائے ہوئے جسم کو خالی کردین گی، اور متز بر پردے کو منور کردین گی، لیکن شرارہ نما مین روشنی کے جو شرارے دکھائی دیتے ہین، وہ الفا شعاعون یا ہیلیمی جوہرون کا نتیجہ ہوتے ہین،

شروع شروع مین ممکن ہے کہ اشعاع کی ہر سہ قسم کے متعلق ابہام سا پیدا ہو، اس لئے میرے نزدیک توان کی نوعیت اچھی طرح ذہن نشین کرنے کے لئے ان کو ترتیب ابجد لینا چاہئے، یعنی الفا، بی ٹا اور گاما، اور پھر یہ سمجھنا چاہئے کہ ان مین مادیت کم ہوتی جارہی ہے، ہم اس طرح جواہر مادہ سے شروع کرتے ہین، پھر برقیون سے دوچار ہوتے ہین، اور سب سے اخیر مین اثیری ہیجانات ملتے ہین،

جن کو لاشعاعین کہتے ہین، اس ترکیب سے ریڈیم کے تینون اشعاعات کے مختلف خواص کے یاد رکھنے مین سہولت ہوتی ہے،

مسٹر اور بیگم کیوری کو جلد ہی معلوم ہو گیا کہ تابکاری متعدی چیز ہے، ہر وہ چیز جو ریڈیم کے آس پاس رہے، تابکار ہو جاتی ہے، اگرچہ مستقلاً نہین، یہ اکتسابی تابکاری اثرات گھنٹون تک رہتے ہین، اور بعض صورتون مین دنون تک یہ کیفیت رہتی ہے، یہ بھی مشاہدے مین آیا، کہ جون ہی کہ ریڈیم ہٹا دیا جائے، متاثرہ شے مین اکتسابی خواص کم ہونا شروع ہو جاتے ہین، یہ امر بھی دلچسپی سے خالی نہین؛ کہ خود مشاہد تابکار ہو جاتا ہے، اور اس کا وجود برقائے ہوئے جسمون کو خالی کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے، اور اس کے برقی پیمایشی آلات بھی متاثر ہو جاتے ہین، وہ کتنا ہی اس اکتسابی خاصہ سے ہاتھ دھونا چاہے؛ لیکن اس کو کامیابی نہ ہو گی، پروفیسر کیوری کو شکر گذار ہونا پڑا کہ یہ خاصہ مستقل نہین؛ ورنہ اونھون نے بعد مین نازک برقی پیمایشی آلات سے جو تجربے کئے، وہ ناممکن ہو جاتے،

ابتدا مین یہ اکتسابی تابکاری سمجھ مین نہ آسکی، لیکن بعد مین جو تجربے کئے گئے، اُن سے اِس مظہر پر کافی روشنی پڑی، مشاہدے سے معلوم ہوا کہ ریڈیم کے نمک حل کر دئے جائین، یا گرم کئے جائین، تو ان کی تابکاری بہت متعدی ہو جاتی ہے، قرب وجوار مین رکھا ہوا ایک جسم تابکار ہو جاتا ہے، خواہ وہ مذکورۂ بالا تینون قسم کی اشعاعات سے بچا کر ہی کیون نہ رکھا گیا ہو،

ایک سادہ سے تجربے نے ثابت کر دیا کہ اکتسابی تابکاری ریڈیم کے اشعاعات کے سبب سے نہین ہے، ریڈیم کے نمکون کا ایک محلول شیشے کے ایک جوفہ مین رکھا گیا، اور تھوڑی سی متزہر شے ایک دوسرے جوفے مین رکھی گئی، شیشے کے دونون جوفے شیشے کی خمیدہ نلی سے ملا دئے گئے، تاکہ ریڈیم کے جوفے سے متزہر جوفے مین کوئی شعاع نہ جا سکے، کیونکہ اشعاعات کونون پر خم نہین کھاتے، ملانے والی نلی مین ایک ڈاٹ لگا دی گئی، تاکہ جب تک وہ کھولی نہ جائے، ایک جوفہ سے دوسرے

جو فے مین کو ئی چیز گذر ہی نہ سکے، جب یہ سامان تاریکی مین لیجا یا گیا، تو کچھ نظر نہ آیا، لیکن جب ڈاٹ کھول دی گئی، تو متنزہر شے منور ہو گئی، اس سے ظاہر ہوا، کہ تھوڑی سی تابکار گیس ریڈیم کے نمکون سے دوسرے جو فے مین چلی گئی، رو تھر فورڈ نے پیشتر ہی معلوم کر لیا تھا، کہ تھوریم نامی ایک دوسرے تابکار عنصر سے ایک تابکار گیس نکلتی ہے، لیکن وہ گیس یا متخرج بہت ہی کم عمر ہوتی ہے، یعنی چند ہی منٹ مین غائب ہو جاتی ہے، ریڈیم کی صورت مین یہ متخرج گیس ہفتون تابکار رہتی ہے،

تاریکی مین اسی متخرج گیس کو متنزہر شے کی بہت لمبی نلی مین سے گذرتے دیکھنا بہت دلچسپ ہوتا ہے، جب گیس نلی مین سے گذرتی ہے، تو شیشہ منور ہو جاتا ہے، اس طرح ریڈیم کے محلول سے دور کے گیرندہ تک متخرج کا حقیقی راستہ مشاہدے مین آجاتا ہے، اگر گیرندہ جو خود متنزہر ہوتا ہے، مائع ہوا[1] مین رکھ دیا جائے، تو مزید دلچسپی کا باعث ہوتا ہے، یہ بالکل ظاہر ہے، کہ متخرج گیس جب اس نہایت ہی پست تپش تک پہنچتی ہے، تو مائع بن جاتی ہے، لیکن جس طرح مائع ہوا کو ہم انڈیل لیتے ہین، اس طرح مائع متخرج کو ہم انڈیل نہین سکتے، فی الحقیقت کوئی مائع نظر ہی نہین آتا، کیونکہ مقدار بہت ہی قلیل ہوتی ہے، بایں ہمہ ہم جانتے ہین، کہ متخرج مائع بن جاتا ہی، کیونکہ بجائے اس کے کہ جو فے مین گیس بھری ہو ہم دیکھتے ہین کہ گیرندہ جو فے کی پیندی مین تنزہر مجتمع ہو جاتا ہے،

وہ یہی متخرج ہے جو ریڈیم کے قرب وجوار مین رکھے ہوئے جسمون تک اپنا راستہ پیدا کر لیتا ہے اور اون پر طیران پذیر ٹھوس جما دیتا ہے، جس سے وہ عارضی طور پر تابکار ہو جاتے ہین، اگر متخرج گل حکمت شدہ

[1] اس سے مراد وہ ہوا ہے جو تبرید کے عمل سے مائع یا رقیق بنائی گئی ہو اسکی تپش برف کی تپش سے کچھ اوپر ۱۰۰ درجہ نیچے ہوتی ہے، (مترجم)

نلی مین رکھا جائے، تو چند ہفتون مین اسکی تابکاری زائل ہو جاتی ہے،

ریڈیم کے مستخرج اور اشعاعات کے متعلق ابھی بہت سی دلچسپ باتین باقی ہین، لیکن تفصیل مین طوالت کا اندیشہ ہے، تاہم چند امور ایسے ہین، جو ہم کو اس سوال کے جواب مین مدد دین گے، جو کہ ذیل کے باب کا عنوان ہے، یعنی "کیا دنیا کا شیرازہ بکھر رہا ہے؟"

بائیسوان باب

"کیا دنیا کا شیرازہ بکھر رہا ہی"

جب کوئی بازیگر کسی خالی ٹوپی سے سینکڑون قسم کی چیزین نکالتا چلا جاتا ہے، تو ہم اپنی جگہ پر اچھی طرح سمجھتے ہین کہ یہ سب چیزین عدم سے وجود مین نہین آجاتین، اور ہم یہ پیشینگوئی کرسکتے ہین، کہ خواہ کتنی ہی ہوشیاری سے وہ اپنا کرتب کیون نہ دکھائے، ایک وقت ضرور آئے گا، کہ اس کا گلاسون ڈبون پنجرون اور خرگوشون کا خزانہ ختم ہو کے رہے گا، اور یہی حال اس عجوبہ کار ریڈیم کا بھی ہونا چاہئے، جو شخص اس امر پر غور کرے گا، وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ ایسا نہین ہوسکتا، کہ کوئی شے برابر مادے کے ذرات خارج کرتی رہے، اور اس مین کوئی کمی نہ واقع ہو ایک وقت آئے گا، کہ آج جو ریڈیم ہمارے پاس ہے وہ نہ رہے گا،

ریڈیم کی قیمت کو نگاہ مین رکھو، اور پھر اسکو دیکھو، کہ جس کے پاس یہ خزانہ ہو وہ نہایت اطمینان سے اس کو تلف ہونے دے، اور اس کی فعالیت کی تین چوتھائی کو ایک گیس کی شکل مین حاصل کرے، جو صرف چند ہفتہ رہ سکتی ہے، یہ صحیح ہے کہ وہ محلول کی تبخیر کرکے ریڈیم کے نمک پھر حاصل کرسکتا ہے لیکن ان نمکون مین صرف چوتھائی تابکاری باقی رہ گئی ہے، یہ ظاہر ہے، کہ ریڈیم کا مالک اس وقت تک ایسا نہ کریگا، جب تک اُسے یہ یقین نہ ہو کہ ریڈیم اتنی ہی جلدی اپنے کھوے ہوئے خواص حاصل کرسکتا ہی،

جتنی جلدی کہ اس سے مستخرجہ گیس اپنی فعالیت کھو دیتی ہے،

جب ہمین اس کا یقین ہے کہ جو ریڈیم آج ہمارے پاس ہے، وہ چند ہزار برس کے بعد ریڈیم کی شکل مین نہین رہے گا، تو اس کا بھی یقین ہونا چاہئے، کہ جو ریڈیم آج موجود ہے، وہ ہزارون برس پیشتر نہ ہوگا، سرسری طور پر ہم کہہ سکتے ہین، کہ ریڈیم کی عمر دو اور تین ہزار برس کے درمیان ہوتی ہے اب سوال یہ ہے کہ ریڈیم کہان سے آتا ہے، ؟

اگر "جنیدا ماموں" اس سیارہ پر آنکلین، اور ہم اون کو ایک سرخ سرخ سیب دین، تو وہ یہی سمجھین گے، کہ وہ سیب ہمیشہ سے اس حالت مین ہے لیکن جب وہ دیکھین گے کہ یہ تو گل سڑ کر فنا ہو جاتا ہے، تو اونھین خیال ہوگا، کہ یہ شکل مادے نے محض عارضی طور سے اختیار کر لی ہے، اگر وہ کسی بڑے شہر مین اُتر پڑین، جہان انھین سیبون کے ڈھیر کے ڈھیر نظر آئین، تو اُن کی اصل ان کیلئے راز سربستہ رہے گی، لیکن اگر گل گشت مین وہ ان سیبون کو درختون کے سوا اور کہین لٹکتا نہ دیکھین، تو وہ یہی سمجھین گے، کہ ان سیبون کی بس یہی اصل ہے پس فطرت مین ریڈیم کا منشا اور مولد کہان ہے ؟

نہ صرف یہ کہ ہم ریڈیم کو اُن معدنیات مین پاتے ہین، جن مین یورینم سب سے زیادہ ہوتا ہے، بلکہ پچ بلنڈ کی ہر قسم مین ریڈیم کی مقدار اور یورینم کی مقدار مین ایک معین تناسب ہوتا ہے پس اس مین شک نہین کہ یورینم ہی ریڈیم کی اصل ٹھہرا،

بس اگر ہم یورینم کو مورث اعلیٰ قرار دین، جو ثقیل ترین عنصر ہے، تو اس کی نسل مین ہم کو چند دلچسپ امور معلوم ہوتے ہین، ہم پہلے ہی کہہ چکے ہین، کہ ہیلیم ریڈیم ہی سے پیدا ہوتا ہے، لیکن یہان یہ تمثیل پوری نہین اترتی، کیونکہ خود یورینم سے بھی یہی ہیلیمی جواہر نکلتے ہین، اور جب ریڈیم سے مستخرجہ گیس پیدا ہو لیتی ہے، تو پھر اوسی گیس سے وہی ہیلیمی جواہر نکلنے لگتے ہین، فی الحقیقت اس شجرۂ نسب مین ہم کو یہ ذرات الفا یا ہیلیمی جواہر کوئی سات پیڑھیون مین ملتے ہین،

اگر ہم ذرا تفصیل سے کام لیں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ یورنیم بلا واسطہ ریڈیم کا مورث نہیں، بلکہ بیچ میں دو پیڑھیاں اور ہیں، اس طرح یورنیم ریڈیم کا پردادا ہوا، ریڈیم کے بعد منتخرجہ گیس ہے، اور اس کے بعد کوئی آٹھ پیڑھیاں اور ہیں، استادان فن اس خیال کی طرف مائل ہیں کہ آخری اولاد مشہور و معروف عنصر سیسہ ثابت ہوگی،

اگر یورنیم کے جواہر ٹوٹ کر ریڈیم اور ہیلیم دونوں کے جواہر پیدا کرتے ہیں، تو یہ قرین قیاس ہے کہ ان جوہروں میں سے ہر ایک یورنیم کے جوہر سے ہلکا ہوگا، یورنیم کا جوہری وزن ۲۳۸ ہے، ریڈیم کا ۲۲۵ اور ہیلیم کا صرف ۴- اس بنا پر ہم کو ریڈیم کے حاصلوں کو ریڈیم سے کم جوہری وزن کا سمجھنا چاہیے، اسلئے اگر سیسہ اس کا حاصل ہو سکتا ہے، تو اس کو ریڈیم سے ہلکا ہونا چاہیئے، اور واقعہ بھی یہی ہے، کیونکہ ریڈیم کا جوہری وزن ۲۲۵ ہے، اور سیسہ کا ۲۰۷،

مزید تفصیل میں گئے ہوئے بغیر یہ بات ظاہر ہے کہ بعض عناصر میں شکست و ریخت ہو رہی ہے، اور ہر حاصل اپنے ماسبق سے کم ہوتا ہے،

اب دیکھو کہ ریڈیم کی تمام توانائی آتی کہاں سے ہے، توانائی عدم سے تو آتی نہیں، اگرچہ دوامی حرکت ماننے والوں کو اسی میں کلام ہوگا، میں نے لوگوں کو کہتے سنا ہے، کہ فطرت جتنا لیتی ہے، اس سے زیادہ دیتی ہے، چنانچہ معمولی بیرم اس پر شاہد ہے، لیکن ذرا سے تامل سے یہ امر واضح ہو جائے گا کہ بیرم کے ذریعہ توانائی کا سرقہ ممکن نہیں، یہ صحیح ہے، کہ آدمی بہت ہی بھاری پتھر کو بیرم کے ذریعہ اٹھا سکتا ہے، حالانکہ براہ راست پتھر پر اپنی تمام توانائی صرف کر دینے سے بھی وہ نہ ہلتا،

لیکن یہ بھی تو ہوتا ہے کہ ایک آدمی گاڑی بھر کوئلہ کو مکان کی اونچی سے اونچی منزل پر من من بھر کر کے لے جا سکتا ہے، حالانکہ پوری کھیپ وہ ایک مرتبہ میں نہیں اٹھا سکتا، پھر یہ بھی دیکھو کہ آدمی جب بیرم استعمال کرتا ہے تو اس کو بیرم کا ایک بازو لمبا کرنا پڑتا ہے، تب جاکر کہیں پتھر میں تھوڑی سی حرکت

پیدا ہوتی ہے، اصول استمرار توانائی سے ہم کو معلوم ہوتا ہے، کہ فطرت کا لین دین بالکلیہ کاروباری اصول پر ہوتا ہے، جتنا ہم اس سے لیتے ہیں، اس کا معادل ہی ہم کو دینا پڑتا ہے،

ہم دیکھتے ہیں کہ ریڈیم سے برابر ایک غیر معمولی مقدار توانائی کی نکلتی ہے، تو اس کو یہ ظاہر نہ ختم ہونے والا توانائی کا یہ خزانہ کہاں سے ملا؟ اس میں شک نہیں کہ یہ خزانہ خود اسی کے اندر ہے، اور ساخت جوہر کے متعلق افکار حاضرہ ہم کو تبلاتے ہیں، کہ یہ سب کچھ جوہر کی اندرونی توانائی کا کرشمہ ہے، گویا جن تیز گردش کرنے والے برقیوں سے جوہر کی ترکیب ہے، وہ اپنی قدیم بود و باش چھوڑ رہے ہیں، اُن میں کچھ تو نکل جاتے ہیں، اور کچھ پھر مجتمع ہو کر ہلکے جوہری وزن کے جوہر بن جاتے ہیں،

یہ خیال کہ سیسہ ریڈیم کا آخری حاصل ہے، ابھی تک قیاس کی منزل میں ہے، لیکن یہ خیال کہ ہیلیم ریڈیم کا حاصل ہے، تجرباتی ثبوت حاصل کر چکا ہے، یہ دیکھنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ یہ ثبوت کیونکر حاصل ہوا، ہیلیم کا ذکر سوائے سائنس کے کسی دوسرے سلسلے میں سننے میں نہیں آتا فی الحقیقت تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ ہم کو اس سیارے پر اس کے وجود کا پتہ لگا، کوئی تیس برس اُدھر سر نارمن لاکیر طیف نما میں سورج سے آئے ہوئے لاسلکی پیام کی تعبیر میں مشغول تھے، کہ اون کو ایک ایسا طیفی خط ملا، جس کی اب تک کوئی تعبیر نہ کی گئی تھی، یہ طیفی خط جس کی طرف ان کی توجہ مبذول ہوئی، زرد حصے میں سوڈیم کے خطوط کے نزدیک تھا، سر نارمن نے دیکھا کہ یہ خط کسی معلوم طیف سے تعلق نہیں رکھتا، یہ ایسا عنصر تھا، جو سورج میں موجود تھا اور زمین پر مفقود تھا، اس لئے نارمن نے اس کا نام ہیلیم رکھدیا، جو یونانی لفظ ہیلیوس سے ماخوذ ہے، جس کے معنی سورج کے ہیں، یہ نیا عنصر دوسرے ثوابت میں بھی پایا گیا، اور عجیب بات ہے، کہ یہ صرف گرم ترین ثوابت ہی میں پایا جاتا ہے، اس لئے ہم کو توقع رکھنا چاہئے کہ ہیلیم نہایت ہی سبک عنصر ہوگا، کیونکہ ہمارا یقین ہے، کہ ثوابت کے سرد ہونے پر ارتقائی سلسلہ میں پہلے سبک ترین عناصر ہی آتے ہیں، ظاہر ہے، کہ جب تک یہ عنصر سورج پر تھا، لاکیر کو اس کا جوہری

وزن معلوم کرنا دشوار تھا، لیکن جب اس کا وجود اس سیارے پر بھی پایا گیا، تو اس کا جوہری وزن بھی دریافت ہوا، اور حقیقت بھی یہی نکلی، کہ یہ دوسرا سبک ترین عنصر ہے، اولیت کا سہرا ہائڈروجن کے سر ہے،

ریڈیم کے ایام سے پہلے لندن کے سر ولیم ریمزی کلے وائٹ نامی پچ بلنڈ کی ایک نوع سے حاصل شدہ گیسون کے طیفون کا معائنہ کر رہے تھے، کہ اون کو بھی وہی خط نظر آیا، جو سر نارمن لاکیر کو پچیس برس پیشتر سورج اور ستارون مین معلوم ہوا تھا، اس سیارے پر ہیلیم کی رونمائی ۱۸۹۵ء مین عمل مین آئی، یہ انکشاف بہت عجیب تھا، کیونکہ پچ بلنڈ مین ہیلیم گیس کی مقدار بہت ہی قلیل ہوتی ہے، کسی پیشتر کے باب مین ذکر کر چکا ہون کہ برقی اخراج کے ذریعہ سے طیف پیدا کرنے مین ایک نفع ہے، کہ ہم گیس کی نہایت ہی قلیل مقدار کے طیفی خطوط دیکھ سکتے ہین، یہی طریقہ تھا جس نے سر ولیم ریمزی کو ہیلیم کی شناخت مین مدد دی،

اس انکشاف کے بعد طبیعین ہیلیم کے طیف سے شناسا ہو گئے، اس مین پانچ واضح خط ہوتے ہین، جو تمام مرئی طیف مین پھیلے ہوئے ہوتے ہین، واضح رہے، کہ ہیلیم بہت ہی مغرور عنصر ہے، کیونکہ وہ کسی دوسرے عنصر سے امتزاج کو پسند ہی نہین کرتا، فی الحقیقت یہ ان چند گیسون مین سے ہے جن پر کیمیاوی ترکیب کی تمام کوششین ابتک ناکام رہی ہین،

علاوہ ازین خود اپنی ذات کے لئے وہ کچھ کم مغرور نہین، کچھ عرصے پہلے تک اوسکو مائع بنانے مین کوئی کوشش بار آور نہ ہوتی تھی، پست ترین تپش جو پیدا کی جا سکتی تھی، اس پر تمام دیگر گیسین جواب دیدیتی ہین، لیکن یہ ویسی کی ویسی ہی رہتی تھی،

اس متمرد گیس مین ہماری موجودہ دلچسپی پروفیسر روتھر فورڈ اور مسٹر ساڈی کے اس خیال کی وجہ سے ہے، کہ ہیلیم تابکاری کا ایک حاصل ہے، پچ بلنڈ مین اس کی موجودگی اس کی شاہد ہے، لیکن اس موضوع مین قیاس آرائی کی گنجایش نہین، سر ولیم ریمزی اور مسٹر ساڈی ریڈیم کے عارضی مستخرج کا طیف دیکھ رہے تھے، چند دنون کے بعد اون کو کچھ روشن خطوط نظر آئے، اور جیسے جیسے یہ نمایان ہوتے گئے، یہ معلوم ہوتا گیا

کہ یہ ہیلیم جواہر کا کوئی نہ کوئی پیام ہے، یہ جواہر نلی مین اس وقت نہ تھے، جب کہ وہ گل حکمت کی گئی، اور وہ شیشہ مین سے گذر بھی نہین سکتے تھے، اس لئے وہ نلی کے اندر ہی پیدا ہوے، پس اب شبہہ نہ رہا کہ ہیلیم ریڈیم کے مستخرج کا حاصل ہے، ان محققین نے اپنے تجربخانے مین ہیلیم کو پیدا ہوتے دیکھ لیا،

مذکورۂ بالا انکشاف کی روسے اب ہم سمجھ سکتے ہین، کہ ہیلیم کیون ہمیشہ تابکار اشیا مین پایا جاتا ہی اس مین کوئی شک وشبہہ نہین، کہ تہ بلند کے اندر حقیقی قلب ماہیت واقع ہو گئی، یورنیم کے جواہر ٹوٹ کر ریڈیم کے جوہر بن گئے، اور ریڈیم کے جواہر جب اپنا توازن قائم نہ رکھ سکے، تو چند ہیلیم کے جوہر نمودار ہو گئے، مین نے مستخرجی جواہر کو قصداً چھوڑ دیا، کیونکہ اُن کی زندگی بہت قلیل ہوتی ہے،

اگر ازمنۂ وسطیٰ کے کیمیا دان آج زندہ ہو جائین، اور اون کو یہ معلوم ہو جائے کہ فطرت مین فی الحقیقت قلب ماہیت ہوتی ہے، تو اُن کی نہ جانے کیا حالت ہو، امریکہ کے فریبیے جنھون نے حال مین دعوی کیا تھا، کہ اونھون نے چاندی کو سونے مین قلب کر دیا ہے، ظاہر ہے کہ سائنس دان نہ تھے، جب فطرت قلب ماہیت کے سلسلہ مین قدم اوٹھاتی ہے، تو وہ ہمیشہ بھاری سے ہلکے جوہر کی طرف ہوتا ہے، چنانچہ یورنیم، ریڈیم، اور سیسے کے جوہری وزن علی الترتیب ۲۳۸، ۲۲۵، ۲۰۷ ہین، یہ ہوس اس امر کے دعویدار تھے، کہ اونھون نے چاندی (۱۰۷) کو سونے (۱۹۷) مین قلب کر دیا ہے،

کسی ملک کی آبادی کا جب ہم حساب کرتے ہین، تو ہم کو شرح پیدائش، شرح اموات اور اوسط عمر کا لحاظ کرنا پڑتا ہے، اگر ہم تابکار عناصر کی عنصر شماری کرین، تو اس مین بھی ہم کو یہی اصول برتنا پڑے گا، شرح اموات یعنی یورینیم کی شرح کسر سے ہم کو معلوم ہوتا ہے، کہ اسکی زندگی ریڈیم سے بہت زیادہ ہوتی ہے، کچھ عجب نہین جو اگر ورساڑھ لاکھ برس کے لگ بھگ ہو، اسی وجہ سے یورنیم ریڈیم کے مقابلہ مین کثیر الوقوع ہے، لیکن ریڈیم مین جو عمر کی کمی ہے، وہ اسکی

فعالیت پورا کر دیتی ہے، مانا کہ ریڈیم کی عمر کم سہی، لیکن خوش درخشید، کے تحت مین ہے یہی حال ریڈیم اور اوس کے مستخرج کا ہے، ریڈیم کے مقابلے مین اس کی عمر اور بھی کم ہے، اور وہ ریڈیم کے مقابلے مین جس سے اوس کو حاصل کرتے ہین، بہت زیادہ تابکار ہے'

اس سے یہ ظاہر ہوا کہ اعلیٰ درجے کی تابکار اشیا، کمیاب ہونا چاہئین مستقبل کے ناول نگار کے لئے ضروری نہین، کہ وہ اپنے ہیرو کو ریڈیم کی کان دلا کر کروڑپتی بنا دے، کہ اس کے قبضے مین توانائی کا خزانہ بیکران آجائے، واضح رہے کہ بفرض محال ایسا ہو بھی گیا، تو میان ہیرو کے چند ذرے ہی باقی رہ جائین گے، کیونکہ ریڈیم کی قلیل سے قلیل مقدار بھی بدن انسانی پر مضر عضویاتی اثرات پیدا کر دیتی ہے' پروفیسر کیوری آنجہانی کہا کرتے تھے، کہ وہ کسی کمرے مین ایک کلوگرام (کوئی سوا دو پونڈ) خالص ریڈیم لیکر کبھی نہ جائین گے، کیونکہ یہ مقدار بصارت کو زائل کر دے گی، اور بدن کی تمام کھال کو جلا ڈالے گی، اور کیا تعجب جو مار بھی ڈالے،

ہم نے اس باب کے شروع مین یہ تمثیل پیش کی تھی، کہ ایک بازیگر کسی چھپے ہوئے خزانہ سے چیزین نکالتا چلا جاتا ہے، اور ہم نے یہ بھی تسلیم کر لیا تھا، کہ بجلد یا بدیر اس کا خزانہ ختم ہو جائے گا، ہم دیکھتے ہین کہ یہی کیفیت ریڈیم اور دیگر تابکار اشیا، کی ہے، لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہین، کہ دنیا کا شیرازہ بکھر رہا ہے، اگر ہم تمام یورنیم، ریڈیم اور دیگر تابکار اشیا، کھو بیٹھین، تو ہمارے سیارے کا کسی قسم کا کوئی نقصان نہ ہوگا، بایں ہمہ دنیائے سائنس مین معمولی مادے مین تابکار خواص کی تلاش شروع ہو گئی، کیونکہ اس کا امکان ہے، کہ بعض تابکار عناصر تمام کائنات مین پھیلے ہوئے ہون، یا معمولی مادہ بذات خود تابکار ہو،

مقام باتھ کے معدنی چشمون کا پانی تابکار پایا گیا، غارون اور سردابون کی ہوا مین مادے کی یہ نئی خاصیت غیر معمولی طور پر پائی گئی ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا ہے، کہ معمولی فضا بھی

قدرے تابکار ہوتی ہے،

کیمبرج کے ایک سائنس دان کو معلوم ہوا، کہ تازہ بارش کا پانی بھی تابکار ہوتا ہے، اس کو دکھلانے کا جو طریقہ اونھون نے اختیار کیا، وہ بہت سادہ ہے. تازہ بارش کے پانی کو اونھون نے چھوٹے سے پلاٹینم کے برتن مین لے لیا، اور گرم کرکے بہت جلد پانی کو اوڑا دیا جب اونھون نے اس برتن کو آزمایا، تو انھین معلوم ہوا کہ اس مین ایک غیر مرئی تفنول ہے، جس مین برق نما کو خالی کر دینے کی خاصیت ہے، ظاہر ہے، کہ یہ خاصیت کسی تابکار خاصہ ہی کا نتیجہ ہے، جو چند گھنٹون بعد فنا ہو جاتا ہے،

معمولی نل کے پانی پر یا رکھے ہوئے بارش کے پانی پر جب یہی عمل کیا گیا، تو تابکاری کی کوئی علامت نہین پائی گئی، اگرچہ ہوا جو بعض نلون کے پانی سے گذاری جائے، وہ تابکار پائی گئی ہے، اکثر معمولی دھاتین اور نیز شیشہ تابکاری کے خواص سے متصف پائے گئے ہین، ان امور سے پتہ چلتا ہے، کہ تابکاری مادے کی ہمہ گیر خاصیت ہے لیکن فی الحال اس مسئلہ پر کوئی قول فیصل نہین،

جو شخص بڑی بڑی رقمین غبن کرتا ہے، وہ بہت آسانی سے گرفتار ہو جاتا ہے لیکن جو شخص تھوڑا تھوڑا باوقات مختلف غبن کرتا ہے. اس کا گرفتار کرنا بدقسمتی سے بہت مشکل ہوتا ہے،

ہم دیکھ چکے ہین، کہ سُرخ گرم تارون، بتیون کے شعلون اور جلتی ہوئی تمام چیزون سے برقیے برابر نکلتے رہتے ہین، یہ برقیے بازیگر کے تماشون کی طرح، کہین نہ کہین سے آتے ہی ہون گے لیکن اس مین شک نہین، کہ یہ برقیے اُن برقیون مین سے ہین، جو اپنے جوہرون سے چھوٹ جاتے ہین،

معلوم ہوتا ہے کہ کیمیاوی تعامل بھی ایک چھوٹے سے پیمانے پر مادے مین حقیقی افتراق پیدا کرتے ہین، بلجیم کے ڈاکٹر گستاد لی بان کا دعوی ہے، کہ اونھون نے اس کو ثابت کر دیا ہے،

بہت ممکن ہے کہ کل مادہ تابکار ہو، اگرچہ ہم اسے شناخت نہ کر سکیں، فی الحقیقت یہ بہت اغلب ہے کہ دنیا کا شیرازہ بہت ہی آہستہ آہستہ بکھر رہا ہے،

برخلاف اس کے ہم کو ستاروں سے یہ شہادت ملتی ہے، کہ گرم ترین ستارے سبک ترین جوہروں ہی پر مشتمل ہوتے ہیں، اور ثقیل تر جوہر اس وقت نمودار ہوتے ہیں، جب کہ ستارے سرد ہو جاتے ہیں، یہ تعمیر معلوم ہوتی ہے، اور ممکن ہے کہ جس تخریب کا ہم نے اوپر ذکر کیا، اس کا یہ جواب بھی ہو، جس سے دور کا پتہ چلتا ہے،

تیسوان باب

تابکاری کا سبب

جب ہم جوہر کی ساخت کا ذکر کر رہے تھے، تو ہم نے دیکھا تھا، کہ جوہر کے اندر برقیون کی جو تعداد ہوتی ہے، اُس کے بموجب برقیے معین تشکلات اختیار کر لیتے ہین، شروع مین جو مرقع دیئے گئے ہین، اُن سے جوہر کی ذہنی تصویر کھینچنے مین مدد ملتی ہے،

پروفیسر جے۔جے۔ٹامسن نے ثابت کیا ہے، کہ بعض تشکلات غیر قائم ہون گے، اور ان کے ٹوٹ جانے کا امکان رہے گا تابکار عناصر کے جواہر اسی صنف مین آتے ہین، اگر ریڈیم کے ایک ذرے کے وہ تمام جواہر جن پر اُن کی ساخت ہے، بیک وقت ٹوٹ جائین تو ریڈیم بھی دفعتہً غائب ہو جائیگا، لیکن اگر ایک ثانیہ مین دس ارب جوہرون مین سے صرف ایک جوہر ٹوٹ جائے، تو اس مجموعی تکسر مین کچھ تمت صرف ہو گی، اور چونکہ ریڈیم کے ہر گرام (یعنی ۱۵½ گرین) مین ایک ہزار ملین ملین ملین، (= سو ہما سنکھ) جوہر ہوتے ہین، اس لئے ظاہر ہے، کہ عرصہ تک تماشہ دکھلانے کیلئے ذخیرہ بہت کافی ہے، اگر ہم مجموعی جوہرون کو اُن جوہرون سے تقسیم کر دین، جو ایک ثانیہ مین متکسر ہوتے رہتے ہین، تو اس حساب سے ریڈیم کے ایک گرام کو کوئی تین ہزار برس تک چلنا چاہیے، واقعات کو ظاہر کرنے کا یہ ایک سرسری طریقہ ہے، کیونکہ جیسے جیسے ریڈیم کا حجم کم ہوتا جائے گا، ہر سال تلف شدہ مقدار بدلتی جائیگی،

جتنا اس میں تکسر ہوگا، اُتنا ہی آہستہ آہستہ باقیماندہ حصہ متکسر ہوگا، اسی کلیہ کے سبب سے اس کہنے
مین زیادہ سہولت ہے کہ ریڈیم کے نصف جوہر کوئی تیرہ ہزار برس مین متکسر ہوجائین گے،

اور اُسی کلیہ کے بموجب یہ ہوتا ہے کہ اگرچہ مستخرج ریڈیم کو بالکلیہ ٹوٹنے مین چند ہفتے لگتے ہین، تاہم
اُس کا نصف حصہ اول چار یوم ہی مین غائب ہوجاتا ہے، اسی طرح یورنیم کو دیکھو تو اسکی بھی نصف مقدار کوئی
ساٹھ کرور برس کے بعد غائب ہوجائیگی،

پھر یہ کس قدر دلچسپ ہے کہ تکسر یا اتلاف کی یہ مختلف شرحین مستقل ہین، اور انسان نہ اون کو سریع
کرسکتا ہے، اور نہ بطی، یہ کہنا کہ تابکار اجسام کی طبعی شرح تغیر مین انسان کبھی بھی سُرعت نہ پیدا کرسکے گا
قرین عقلمندی نہین، سو برس اُدھر کسے یقین آسکتا تھا کہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک توانائی
کی عظیم الشان مقدارین منتقل کرنے کے لئے جوہرون سے بھی چھوٹے ذرات سے ہم دوچار ہون گے،
اور واقعہ یہ ہے کہ برقی طاقت کو جب ہم ساکن تار پر بھیجتے ہین، تو یہی ہوتا ہے، کس کو یقین آسکتا تھا کہ
یہی غیر مرئی ذرے ہماری تقریر کو دور دراز مقامات تک پہنچائین گے، اور متمدن دنیا کے تمام حصون مین
جو کچھ ہو رہا ہے، اسکی خبرین آناً فاناً ہم تک پہنچ جائین گی،

جہانتک تابکار اشیا کا تعلق ہے، ہم اتنا ضرور کہتے ہین، کہ آج فطرت مین جو تابکاری تبدیلیان
ہو رہی ہین، اُن پر ہم کو کوئی قابو نہین، ہم چاہے اس شے کو گرم کرتے کرتے اپنے امکان بھر انتہائی
تپش تک پہنچا دین، یا سرد کرتے کرتے ادنے پست ترین تپش تک لیجائین، لیکن تغیر کی وہی مستقل شرح
قائم رہتی ہے،

صفحہ ۱۲۴ کے بالمقابل جو مرقع دیا گیا ہے، اس سے کیمیاوی ترازو اور طیف نما کی باہمی نزاکت کا مقابلہ
کرنے مین مدد ملتی ہے، ہم کو تعجب ہوتا ہے جب ہم سنتے ہین کہ طیف نما سے مادہ کے ملی گرام کے دس لاکھوین حصے
کا پتہ چل سکتا ہے، لیکن اگر ہم کو یہ بتایا جائے کہ برق نما طیف نما سے دس لاکھ گنا زیادہ حساس ہے، تو پھر تعجب

کا کیا حال ہوگا؟ (دیکھو مرقع مقابل صفحہ ۲۳)

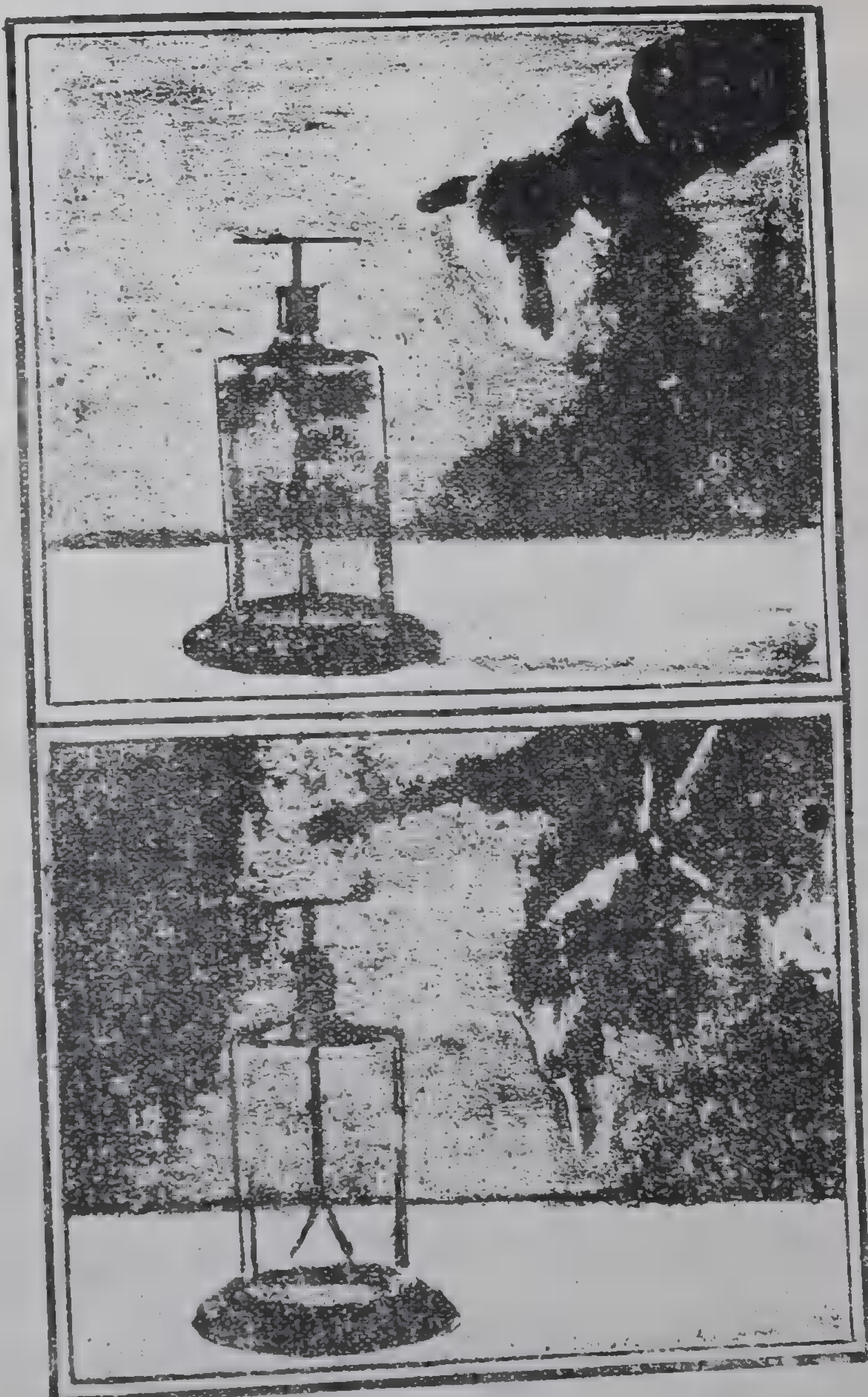
کسی پنشیر کے باب مین ہم نے سیسہ کے اس چالیس لاکھوین حصے کی تصویر کھینچنا چاہی تھی، جو مرقع مین ظاہر کردہ صرف ایک لفظ کے لکھنے مین پنسل کی نوک سے گھس جاتا ہے، اور ہم کو معلوم ہوا کہ طیف نما اس اقل قلیل مادی ذرہ کی شناخت کر سکتا ہے، اور اب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ اس قلیل سے قلیل مقدار کے دس لاکھوین حصہ کو برق نما شناخت کر سکتا ہے، اگر مادہ ایسا ہی تابکار ہو، جیسا کہ ریڈیم۔ مادے کے ایک غیر مرئی ذرّے کی اس طرح کی تقسیم ہمارے تخیل کے بس کی نہین، تو پھر اس غیر مرئی ذرّے مین جو سالمے جواہر اور برقیے ہون گے، اُن کا حال خدا ہی جانے،؟

کیمیاوی ترازو سے ہم مادہ کو اس کشش سے شناخت کرتے ہین جس سے زمین اس کو کھینچتی ہے، برق نما سے ہم مادہ کو ان اثیری موجون کی بدولت شناخت کرتے ہین، جو اسکے گرد گردش کرنے والے برقیے بھیجتے ہین، برق نما سے ہم تابکار مادے کو اس کی اس طاقت سے شناخت کرتے ہین، جو وہ ہوا کو روان دار کرنے کی اور پھر برق نما مین پہلے سے موجود برقی بار کو لے جانے کی رکھتا ہے، اگر یہ نہایت ہی نازک برقی شناسندہ نہ ہوتا، تو ہم کو بعض اُن تابکار اشیاء کا ہرگز علم نہ ہوتا جن سے آج ہم واقف ہین،

بلاشبہہ تابکاری کا سبب جوہر کا کسر ہے۔ جواہر مین شکست و ریخت ہونا، اور اُن سے ہلکے جواہر کا بننا اور اس طرح برقیون کو بے بار کر دینا ہی دراصل تابکاری کے مشہور و معروف مظہر کا سبب ہے،

ہم کو معلوم ہو گیا کہ خارج مین توانائی کا اظہار جوہر کی اندرونی توانائی کی وجہ سے ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ یہ اندرونی توانائی کہان سے آئی،؟ لارڈ کلون آنجہانی نے ایک خط مین جس کا حوالہ دیا جا چکا ہے، یون لکھا تھا کہ ریڈیم کی توانائی "بلاشبہہ ابتداءً ان عظیم الشان تپشون کی مرہون منت ہے، جو کائنات مین پیدا ہوتی رہی اور پیدا ہو رہی ہین" لیکن اس کے لئے محض ریڈیم کو مختص کر دینا کیا غیر ضروری نہین معلوم ہوتا،؟ اس مین مشکل سے شبہہ ہو سکتا ہے، کہ تمام جوہرون کی اندرونی توانائی ابتداءً اُن ہی تپشون سے حاصل ہوئی، جو برقیون

کے جوہرون کی صورت مین متشکل ہوتے وقت موجود تھین، فی الحقیقت نجمی کیمیا سے صاف پتہ چلتا ہی، کہ گرم ترین ستارون مین سبک ترین عناصر سب سے پہلے بنے اور ثقیل ترین جواہر صرف بعد مین پست تر تپشون پر نمودار ہوئے ہم جانتے ہین، کہ تمام تابکار عناصر مین ثقیل ترین جواہر ہوتے ہین، ممکن ہے کہ اس پر کوئی یہ کہے کہ سبک ترین جواہر مین سب سے زیادہ اندرونی توانائی ہوگی، لیکن واضح رہے کہ سبک ترین جوہرون مین برقیے کم ترین ہوتے ہین، یہ درست ہی کہ مثلاً لوہے کے جوہر مین اندرونی توانائی کی ہمارے پاس کوئی شہادت نہین، لیکن اسکا سبب یہ ہے کہ توانائی جوہر کے اندر مقفل ہے، اور اس مین ایسی کوئی مرئی تبدیلی نہین ہورہی، جیسی کہ ہم تابکار جواہر مین پاتے ہین، جب کبھی کوئی تغیر یا استحالہ ہوتا ہے، اس وقت ہی ہم توانائی کا اندازہ لگا سکتے ہین،



برق نما کا استعمال

ایک مجوزہ دھاتی سلاخ کے سرے پر دو طلائی ورق لگے ہیں، سلاخ مع ورق شیشے کے ایک مرتبان کے اندر ہے، سلاخ کے بالائی حصے پر ایک دھاتی قرص ہے، جب کسی بار دار جسم کو قرص کے قریب لایا جاتا ہے تو اوراق پھیل جاتے ہیں، جیسا کہ نیچے کی تصویر میں ہے،

چوبیسوان باب

تجاذب کیا ہے؟

اگرچہ یہ ممکن نہین کہ ہر علمی مبحث اس قسم کی کتاب کے حیطۂ بیان مین آجائے، تاہم اگر تجاذب جیسے مذہب پر کچھ قلمبند نہ کیا جائے، تو ممکن ہے کہ بعض قارئین کو مایوسی ہو،

سر اسحاق نیوٹن کا نام تجاذب کے موضوع سے اتنا گہرا تعلق رکھتا ہے، کہ بہت کم ایسے لوگ ہون گے، جن کے ذہن مین یہ غلط خیال جاگزین نہ ہو، کہ نیوٹن ہی نے سب سے پہلے قوت تجاذب کا مشاہدہ کیا، بلکہ بعض یہان تک کہتے ہین کہ اوس نے قوت تجاذب کا انکشاف کیا، اس کہنے کی ضرورت نہین، کہ یہ سب بے بنیاد ہے، ہماری روزمرہ کی زندگی مین جو قوت سب سے زیادہ نمایان ہے، اس سے انسان کیونکر آنکھ بند کر سکتا تھا، اور نیوٹن کے وقت مین بھی اس قوت کو اسی نام سے پکارتے تھے، نیوٹن کے زمانے سے قبل دیگر فلاسفہ نے بھی تجاذب کا گہرا مطالعہ کیا تھا، لیکن یہ سہرا نیوٹن ہی کے سر رہا، کہ اوس نے کلیات تجاذب دریافت کئے اور اون کا اطلاق کل کائنات پر کیا،

نیوٹن سے قبل دوسرے لوگون نے اس طرف اشارہ کیا تھا کہ سورج زمین اور دیگر سیارون کو کشش کرتا ہے، لیکن اس کا ثبوت نیوٹن ہی نے دیا کہ یہ جذبی طاقت وہی تجاذبی قوت ہے، جسکو ہم اس سیارے پر اپنے چارون طرف عمل پیرا دیکھتے ہین،

مجھے یاد ہے کہ لڑکپن میں میں ایک انجمن مباحثہ کا رکن تھا، جو سب کی سب لڑکوں پر ہی مشتمل تھی
ایک جلسہ میں ایک رکن نے نیوٹن کے انکشاف تجاذب پر مضمون پڑھا جسمیں درخت سے گرتے سیب کا قصہ
بہت نمایاں تھا، جب مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ نیوٹن نے تجاذب کا انکشاف نہیں کیا، تو میں نے سیب کے
قصے کو بھی بھلا دیا۔ فی الحقیقت حال ہی میں اکثر ارباب فن نے یہ رائے قائم کی ہے، کہ یہ قصہ محض افسانہ ہی،
لیکن اس میں دلچسپ بات یہ ہے، کہ اس قصہ کی صداقت پر والٹیر جیسے مستند اشخاص نے شہادت
دی ہے، جس نے اس کو نیوٹن کی بھتیجی سے روایت کیا، جو نیوٹن کے ساتھ رہا کرتی تھی۔ دراصل وہ درخت
کوئی ڈیڑھ صدی تک قائم رہا، اور گذشتہ صدی کے اوائل تک بھی موجود تھا، ۱۸۲۰ء میں وہ برباد ہو گیا،
گرتے سیب کے قصہ کا صحیح اندازہ کرنے کیلئے ہمیں یاد رکھنا چاہئے، کہ اس وقت (۱۶۶۵ء) تک
کسی نے اس قوت کو جو سیاروں کی سورج کی طرف کھینچتی ہے، اس قوت سے نہیں ملایا تھا، جو تجاذب کہلاتی ہی
تجاذب کو لوگ سمجھتے تھے، کہ مقامی قوت ہے، جو صرف سطح زمین پر عمل کرتی ہے، اس زمانے میں یہ خیال کہ یہ قوت
فضا میں کروروں میل تک پھیلی ہوئی ہے، محال اور بے بنیاد سمجھا جاتا تھا، فلاسفہ نے تمام سیاروں کے لئے اثیر
فرض کر رکھے تھے، جن میں وہ کروہ سورج کے گرد گویا تیرا کرتے تھے،

بلاشبہہ نیوٹن نے بارہا اس قوت کی نوعیت کے متعلق غور و فکر کیا تھا، جو اُس نے سورج اور سیاروں
کے درمیان موجود پائی تھی، بہت ممکن ہے، کہ جب تیس برس کی عمر میں وہ باغ میں بیٹھا ہو، تو اس مسئلہ پر غور
کر رہا ہو، ایک سیب درخت سے گرا، لیکن نیوٹن نے بہت سے سیب درخت سے گرتے دیکھے تھے، بایں ہمہ
اس کے ذہن میں معاً یہ خیال آیا کہ ہو نہ ہو یہ وہی قوت ہے، جو ہمارے چاند کو روکے ہوئے ہے، اور جس
کی بدولت وہ زمین کے چاروں طرف گردش کرتا ہے، اوس نے فوراً ہی حساب لگایا کہ قوت تجاذب چاند
پر زمین کی کشش کیلئے کفایت کر سکتی ہے، یا نہیں، اس کو صد درجہ مایوسی ہوئی، جب نتیجہ میں اوس کے اعداد نے
یہ ثابت کیا، کہ یہ قوت چاند کی فی ثانیہ گردش کے لئے کفایت نہیں کرتی، بجائے سولہ فٹ فی ثانیہ کے نتیجہ

چودہ منٹ فی ثانیہ نکلا، نیوٹن ریاضی کا ماہر تھا، اس کا حساب صحیح تھا، اس لیے بہ حیثیت قوت عاملہ کے تجاذب کے خیال کو ترک کرنا پڑا، فی الحقیقت اس زمانے مین اوس نے کسی سے بھی اس خیال کا اظہار نہ کیا، بلکہ حسابات کو بھی یون ہی الگ رکھدیا،

سولہ برس کے بعد نیوٹن نے پھر اس موضوع کی طرف رجوع کیا، اب یہ یقین تھا کہ پہلا خیال صحیح ہے، اوس نے یہ بھی سُنا کہ پیرس کے پکرڈ نامی ایک عالم نے زمین کی نئی اور بہت صحیح پیمایش کی ہے، جس سے ثابت ہوا، کہ زمین اس سے کہین زیادہ بڑی ہے، جتنا کہ اب تک کی پیمایشات سے پتہ چلتا تھا، ظاہر ہے، کہ اوس سے نیوٹن کے سابقہ حسابات سب بدل گئے، اگر زمین بڑی ہے، تو ضرور ہے، کہ جذبی قوت بھی زیادہ ہو، اس لیے چاند مین فی ثانیہ سقوط بھی زیادہ ہوگا، نیوٹن نے فوراً اپنے سابقہ حسابات پر نظر ثانی کی، اور اب اس نئے مواد کی بنا پر اوسے فوراً معلوم ہوگیا کہ اس مرتبہ اعداد صحیح نکلے، اب انکشاف کا صحیح مطلب اس پر روشن ہوگیا، اس کو اتنی خوشی ہوئی، کہ اس وقت حسابات کی تکمیل خود نہ کر سکا، بہر حال اس کا اصلی نظریہ صحیح نکلا، اس ایک شخص نے کائنات مین خلاق ازل کے "اندازہ" کو معلوم کرلیا، اب تمام اجرام فلکی پر عام تجاذب کی حکومت ہوگئی، نیوٹن کے اس انکشاف کی جتنی بھی اہمیت سمجھی جاسے کم ہے،

نیوٹن نے اس موضوع کے حسابات کو اس قدر مکمل کردیا کہ آیندہ نسلون کے لیے سوائے قوت کی نوعیت دریافت کرنیکے کوئی چیز باقی نہ چھوڑی، دو صدیون سے کچھ اوپر کا زمانہ گذر چکا ہے، اور مسئلہ ہنوز لاینحل ہے،

نیوٹن کے دوستون نے بہت سے دلچسپ قصے بیان کئے ہین، کہ نیوٹن کو تجاذب کے موضوع کے سلسلے مین کس قدر انہماک تھا، کہتے ہین، کہ وہ صبح اٹھتا تھا، لیکن پیشتر اس کے کہ وہ آدھا لباس پہنے وہ حسابات شروع کردیتا تھا، اور اس مین اس قدر منہمک رہتا تھا، کہ بہت کچھ دن چڑھ جاتا تھا، وہ یہ بھی بھول جاتا تھا کہ اوسے کھانا بھی کھانا ہے، اس کے ایک دوست نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جب وہ ایک دن

نیوٹن سے ملنے گیا، تو وہ اپنے حسابات مین مصروف تھا، کھانے کا وقت آگیا، لیکن وہ اسی طرح مصروف رہا، بالآخر اُس کے دوست نے وہ کھانا کھالیا، جو نیوٹن کے لئے تیار کیا گیا تھا، اور جب وہ فلسفی کچھ دیر بعد آیا، تو اپنے دوست سے اس تاخیر کی معافی چاہی، وہ دسترخوان پر بیٹھ گیا، اور جب پلیٹون سے سرپوش اوٹھائے تو کہنے لگا کہ ارے مین بھول گیا مین تو کھانا کھا چکا ہون،

تجاذب کی نوعیت کے پُرپیچ مسئلہ کے حل مین ہماری مشکل تجربہ کی کمی کی وجہ سے نہین ہے، روزمرہ کی زندگی مین کوئی قوت اس سے زیادہ ہمارے مشاہدہ مین نہین آئی، اس مضمون پر حسابات بالکل مکمل ہین، اتنے مکمل ہین کہ لوگ کسی واسطے کی ضرورت کو بالکل نظرانداز کر گئے، اگرچہ نیوٹن کے حسابات کے مکمل ہونے سے لوگ "عمل بالفعل" کے خیال پر قانع ہو گئے، لیکن یہ ہمیشہ ملحوظ خاطر رہے کہ خود نیوٹن اس خیال کو ایک حماقت سمجھتا تھا، چنانچہ وہ کہتا ہے "مجھے یقین ہے، کہ ہر وہ شخص جو مسائل فلسفیہ مین غور و فکر کی اہلیت رکھتا ہے، اس حماقت مین مبتلا نہین ہو سکتا،"

نیوٹن نے تجاذب کے عمل سے متعلق ایک طبیعی نظریہ قائم کرنے کی کوشش کی، اس مین ایک ایسا واسطہ تصور کیا، جس مین اجسام پر مختلف دباؤ پڑین، بعد مین بہت سے اور نظریے بھی پیش کیے گئے، بعض نے یہ خیال کیا کہ تمام فضا، مین نہایت باریک ذرّے بھرے ہوئے ہین، جو تمام سمتون مین نہایت تیزی سے حرکت کرتے ہین، اور مسلسل یورش کی وجہ سے تمام جسمون پر دباؤ ڈالتے ہین، دو جسم ایک دوسرے کو اس دباؤ سے اُن رُخون پر محفوظ کر دیتے ہین، جو ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوتے ہین، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے، کہ بیرونی رُخون پر جو دباؤ ہوتا ہے، وہ دونون جسمون کو ایک دوسرے کی طرف ڈھکیلتا ہے، یہ خیال اطمینان بخش تسلیم نہین کیا گیا، ایسے جسمون پر مبنی دیگر نظریے بھی پیش کئے گئے ہین، بعض نے یہ کوشش کی کہ تجاذبی قوت کو اثیر کے ارتعاشات کا نتیجہ ثابت کرین، لیکن اس پر بہت قوی اعتراضات وارد ہوتے ہین، بااین ہمہ اتنا تو ہم سب مانتے ہین کہ دائر و سائر اثیر ہی واسطہ ہے، اگرچہ ہم یہ نہین بتلا سکتے کہ اسکے اندر جو فساد پیدا ہوتا ہے، اسکی

نوعیت کیا ہے، ہم اتنا جانتے ہیں کہ جب ہم زمین سے پتھر اٹھاتے ہیں، تو پتھر اور زمین دونوں ایک دوسرے پر عمل کرتے ہیں،

مادے کے برقیوی نظریہ سے پہلے یہ خیال پیش کیا گیا تھا، کہ اگر مادۂ اثیر کی تلطیف ہو، تو ایسے جزئی خلار کی طرف اثیر میں ایک زور[1] پیدا ہوگا، ایسے دو جزئی جوفون کے درمیان زور اُن کی درمیانی جگہ میں سب سے کم ہوگا، اس لئے وہ ایک دوسرے کی طرف کھنچ جائیں گے، اگر برقیے اثیر کی لطیف صورت ثابت ہو جائیں، تو یہ خیال معقول نظریہ بن سکتا ہے،

تھوڑی دیر کے لئے فرض کرلو کہ گردش کرنے والے برقیے جوہر کے اندر ایک قسم کا اثیری خلار پیدا کردیتے ہیں جتنے زیادہ برقیے ہوں گے، خلا اتنا ہی بڑا ہوگا، اور پھر زور بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا جو مادے کی کمیتوں کو حرکت کرنے پر مجبور کرے گا، مادے کے دو ٹکڑوں کے درمیان جذب کی شناخت کیلئے ہم کو نہایت ہی حساس آلے کی ضرورت ہے، کیونکہ اُن ہر دو پر زمین کی کشش زیادہ ہے، فی الحقیقت تمام تجاذبی قوت بہت قلیل ہوتی ہے، ہم کو اس کا مشاہدہ اس وجہ سے ہوتا ہے، کہ زمین کی کمیت بہت زبردست ہے، برقی جذب تجاذب کے مقابلے میں کروڑہا گنا زیادہ زوردار ہے، صفحہ ۸۵ کے مقابلے میں جو مرقع دیا گیا ہے، اسمیں دیکھو، کہ برقی جذب تجاذب کے مقابلے میں کس قدر زبردست ہے،

تجاذب کی نوعیت خواہ کچھ ہی کیوں نہ نکلے، اس امر کے کثیر شواہد موجود ہیں، کہ وہ مستقل ہے، اس پر اُن تمام تغیرات کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا، جو ہم جوہروں یا اُن کے برقیوں میں پیدا بھی کرسکیں، لیکن پھر بھی ہم گردش کرنے والے برقیوں کی اُس تعداد کو نہیں بدل سکتے، جن پر جوہر مشتمل ہوتا ہے، وہ مستقل ہے، بس ہم ایسے نظریے کی توقع کرسکتے ہیں، جن میں گردش کرنے والے برقیوں اور اثیر میں علاقہ دکھلایا جائے، جس سے جہاں کہیں بھی

---

[1] زور سے مراد وہ قوت ہے، جو کوئی تبدیلی پیدا کرے، اس تبدیلی کو فساد کہتے ہیں،،

(مترجم)

مادہ موجود ہو، ایک مستقل زور پیدا ہوجائے اور اگرچہ نیوٹن کے کارنامے سے دنیا کو روشناس ہوئے دو صدیون سے زیادہ گذر چکا ہے، تاہم ہم کو اُمید ہے کہ ایک نہ ایک دن تجاذب کی نوعیت منکشف ہی ہوجائے گی،

اس مرحلہ مین تجاذب ہی تنہا نہین ہے لارڈ کلون آنجہانی جن کی زندگی ہی سائنس مین گذری، کہتے ہین:

"اگر مجھکو اس کی ذراسی بھی جھلک مجائے کہ کاغذ کا ایک پرزہ کیونکر کود کر برقائی ہوئی لاکھ تک پہنچ جاتا ہے یا لوہے کا ایک ٹکڑا کیونکر مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے، تو میری خوشی کی انتہا نہ ہوگی، اور پھر مین عارضی طور پر اسی پر قناعت کرلونگا، اور پھر نہ اثیر کے متعلق کچھ دریافت کرونگا، اور نہ جاذبہ کے متعلق"

پچیسواں باب

مثبت برق کیا ہے؟

گذشتہ بابوں میں جو کچھ کہا جا چکا ہے، اس کی بنیاد پر یہ واضح ہو گیا ہو گا، کہ اس باب کے لئے جو سوال بطور عنوان رکھا گیا ہے، اس کا کوئی جواب براہ راست نہیں دیا جا سکتا، لیکن سوال بہت اہم ہے، اور ہم سمجھتے ہیں کہ حال میں کیمبرج کے سر جے جے ٹامسن نے جو تحقیقات کی ہیں، وہ اس سوال کے جواب کا آغاز ہیں، منفی ذروں سے جو تجربے کئے گئے، ان میں ایک وہ تجربہ بھی تھا جسمیں اخراجی نلی کے اندر پران برقیے دھات کی ایک صلیب پر یورش کرتے ہیں جس کی وجہ سے صلیب کا سایہ نلی کے اوس حصے پر پڑتا ہے، جو یورش سے محفوظ رہا، ظاہر ہے کہ یہ سایہ نلی کی اوسی دیوار پر پڑے گا، جس کی طرف برقیے چھوٹے ہیں،

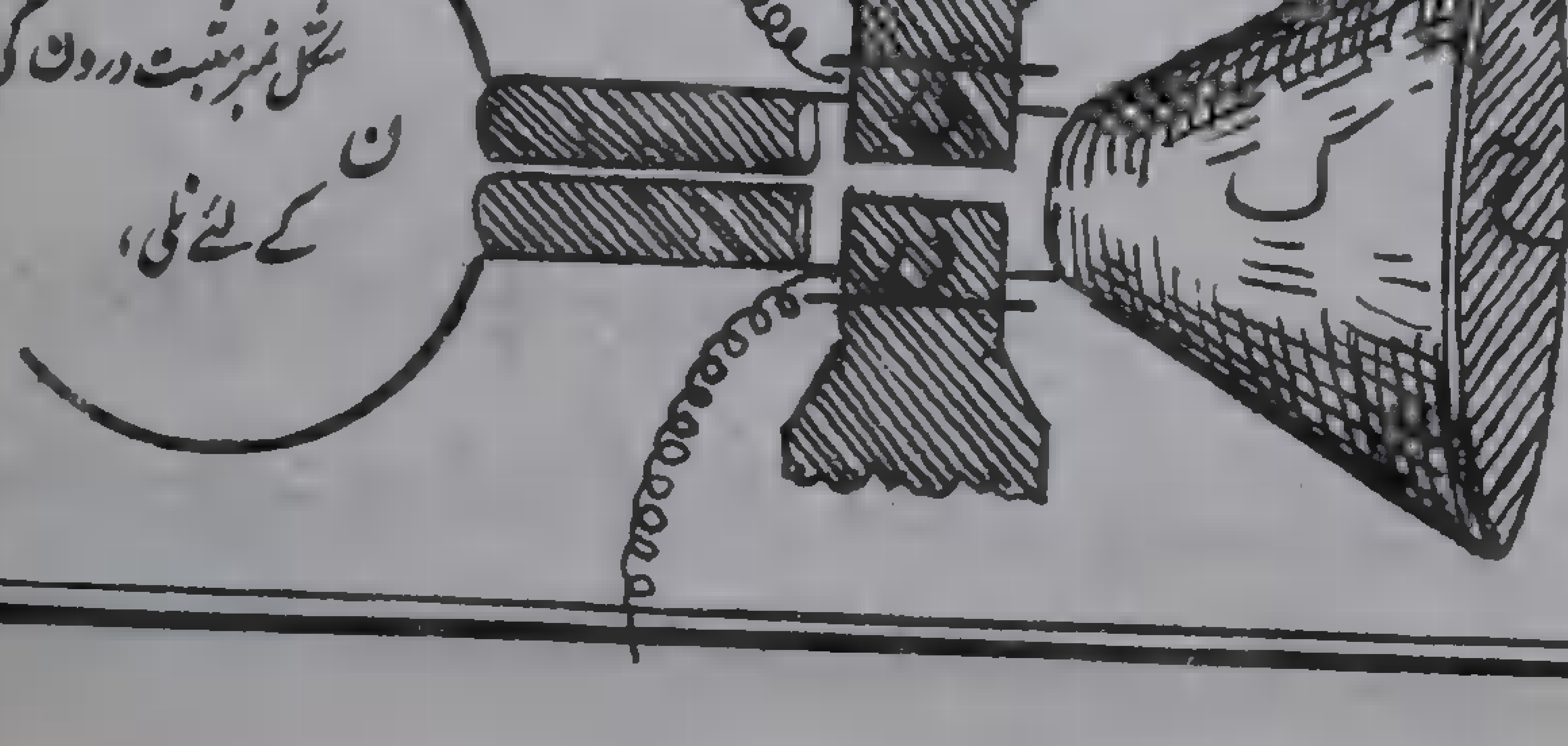
تجربے سے معلوم ہوا کہ اسی قسم کا ایک سایہ نلی کے مخالف سرے پر پڑیگا، جب کہ دھات کی ایک صلیب اُس مقام میں رکھی جائے، جس کو کروکس کی فضا رتاریک کہتے ہیں، اس مظہر سے یہ ظاہر ہے کہ مثبت شعاعیں زیر برقیرہ (مثبت برقیرہ) سے چلتی ہیں، جس طرح کہ منفی شعاعیں زیر برقیرہ (منفی برقیرہ) سے چلتی ہیں،

ہم دیکھ چکے ہیں کہ منفی برق بے انتہا چھوٹے چھوٹے ذرات پر مشتمل ہے، اور اب ہم ان برقیوں کی حرکات و سکنات سے بہت کچھ واقف ہو چکے ہیں، ممکن ہے کہ کوئی یہ خیال کرے کہ مثبت میں کچھ علیحدہ

ہی ذرات ہوں گے، لیکن ابھی تک مثبت برق بہ حیثیت ایک علٰحدہ وجود کے موجود نہیں پائی گئی، ہم منفی برق کا ایک ایسا دھارا پیدا کرسکتے ہیں، جو بالکل مجرد عن المادہ ہو، لیکن مثبت برق کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے، بہ ظاہر وہ مادہ کے جوہروں میں الجھی معلوم ہوتی ہے،

مثبت ذرات درحقیقت جواہر مادہ ہیں، جنہیں سے وہ منفی برقیے نکل چکے ہیں جو نکل سکتے تھے، یہ حالت اس یورش کا نتیجہ ہے، جو برقیے منفی برقیرہ سے مثبت برقیرہ تک بجلی کی طرح جاتے ہوئے جوہروں پر کرتے ہیں، ہم اس کو یوں کہتے ہیں کہ گیس رواں دار ہوگئی ہے، مادے کے یہ جوہر جنہیں اب مثبت برق ہے، مخالف برق والے برقیرہ کی طرف جھپٹتے ہیں، اس طرح مثبت ذروں کا ایک دھارا بن جاتا ہے، اور ان ہی پر مثبت شعاعیں مشتمل ہوتی ہیں، بلاشبہہ یہ مثبت ذرات منفی برقیوں سے مخالف سمت میں چلتے ہیں، یہ سب کچھ اس نلی میں واقع ہوتا ہے جسکو خلائی نلی کہتے ہیں، اور اگرچہ غالباً کوئی قاری یہ تصور تو نہ کریگا کہ نلی میں سے تمام ہوا یا گیس نکل لیگئی ہے، تاہم بعضوں کو یہ سنکر تعجب ہوگا، کہ اعلیٰ سے اعلیٰ خلا، جو پیدا کیا جا سکتا ہے، اس میں کسقدر ذرات مادہ ہوتے ہیں، شیشے کی نلی میں سے ہوا نکالنے کی ہر ممکن تدبیر کرلینے کے بعد بھی سالموں کی ایک کثیر تعداد اس میں بچ رہتی ہے، چنانچہ اندازہ لگایا گیا ہے، کہ فی مکعب ملی میٹر جگہ میں کوئی دو ارب سالمے ہوتے ہیں، سالموں کی یہ تعداد بہت بڑی معلوم ہوتی ہے لیکن ہمکو اسکا مقابلہ اس تعداد سے کرنا چاہئے، جو ہوا مپ لگانے سے پیشتر نلی میں موجود تھی، اس وقت

فی مکعب ملی میٹر سالموں کی جو تعداد موجود ہوتی ہے، اس کا حساب کھربوں پدموں میں ہوگا، سرجے جے ٹامسن نے جو تجربات کئے تھے ان پر ایک نظر دلچسپی کا باعث ہوگی، اُن کے آلے کی سادہ شکل تجربات کو زیادہ واضح کردیگی،



شکل نمبر مثبت ذروں کی شناخت کے لئے نلی،

آلہ کا مقصد یہ ہے کہ بڑھی ہوئی نکاس نلی مین مثبت شعاعین ڈالے، وہان ان شعاعون کی موجودگی کسی متزہر پردے یا لوح عکاسی پر پیرش کرنے سے ہوجاتی ہے، اس عکاسی ترتیب کی وجہ سے نکاس نلی کے اس زائد حصّے کو کیمرا کہتے ہین،

نکاس نلی "ن" سے کیمرا "ک" تک مثبت شعاعین اس گردن مین سے گذرتی ہین، جو ان دونون کو ملائے ہوئے ہے، المونیم کی ایک سلاخ جو منفی برقیرہ کا کام دیتی ہے، کارک کی طرح اس گردن مین لگادی جاتی ہے، اس کی وجہ سے مثبت شعاعین بالکل رک جائین گی، لیکن ایک بہت باریک تانبے کی نلی منفی برقیرہ مین لگی ہوتی ہے، اور یہی مثبت شعاعون کا راستہ بن جاتی ہے، تانبے کی نلی کا سوراخ ملی میٹر کے دسوین حصے سے بھی کم ہے، (یعنی انچ کا کوئی دو دلاکھوان حصہ) اس طریقہ سے ایک بہت باریک پنسل مثبت شعاعون کے کیمرا تک پہنچتی ہے، اس خیال سے کہ مثبت شعاعون کو راستے مین کسی مقناطیسی اثر سے کسی وقت کا سامنا کرنا پڑے، نلی کو ایک موٹی آہنی نلی مین ڈال دیتے ہین، جوڑون کے ضرورت سے زائد گرم ہوجانیکے متعلق بھی احتیاطین برتی جاتی ہین، لیکن اس کی اور اسی جیسی دیگر امور کی ہم اس وقت تفصیل نہین کرسکتے،

اگر مثبت شعاعون کی پنسل بغیر کسی خلل کے چلی جائے، تو وہ کیمرا مین مقام ح پر پہنچیگی، اور اگر اسی مقام پر کوئی متزہر پردہ رکھدیا گیا ہے، تو روشنی کا ایک لمعہ پیدا ہوجائے گا، اگر اس پردے کی بجائے عکاسی کی تختی استعمال کی جائے تو لمعۂ نور لوحِ عکاسی کے وسط مین اپنا نشان ڈال دے گا، لیکن مثبت شعاعون پر، کیمرا تک جاتے ہوئے ممکن ہے کہ کسی مقناطیسی میدان یا برقی میدان کی وجہ سے خلل واقع ہو،

ق ق ایک برقی مقناطیس کے قطبون کی تعبیر ہے، اور تدبیر یہ کی جاتی ہے، کہ یہ قطب برقی طور پر باردار ہون، اس غرض کے لئے کنارے مقناطیس کے جسم سے بذریعہ ابرک کے پترون کے مجوز کردیئے جاتے ہین، اب ان مجوز قطبون کو اگر ذخیرخانون کے موریہ سے ملادیا جائے تو ایک مین مثبت برق آجائے گی، اور دوسرے ۴۰

یا منفی، ان قطبون سے اس طرح دہرا کام لینے مین بڑی سہولت ہوتی ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ سے تیز وقت مثبت شعاعون پر مقناطیسی اور برقی سکونی اثر ڈالا جا سکتا ہے، اور اس تدبیر سے جو انصراف پیدا ہون گے، وہ ایک دوسرے کے علی التوائم ہون گے، بالفاظ دیگر مثبت شعاعون کی پنسل پر جب برقی سکونی میدان عمل کرے گا، تو ان مین انصراف اوپر یا نیچے کی جانب پیدا ہوگا، اور اس پر منحصر ہوگا کہ کون سا قطب مثبت ہے اور کون سا منفی،

مقناطیسی میدان کا یہ اثر ہوگا، کہ شعاعون کی پنسل راست یا چپ منصرف ہوگی، اور اس کا انحصار اس پر ہوگا، کہ کون سا قطب شمالی ہے، اور کون سا جنوبی،

یہ ظاہر ہو گیا ہوگا کہ برقی میدان کو اس طرح ترتیب دے سکتے ہین، کہ لمعۂ نور پردے یا لوح عکاسی کے وسط سے اوپر کی جانب لیکن ہمیشہ مرکزی انتصابی خط پر منصرف ہو، برخلاف اس کے مقناطیسی میدان کے ذریعے سے لمعۂ نور بہ جانب چپ ایک مرکزی افقی خط پر منصرف ہوگا، اور یہ بھی واضح ہو جائے گا، کہ اگر دونون میدان بیک وقت استعمال کئے جائین، تو لمعۂ نور اوپر کی طرف اور بائین جانب ان دونون خطون کے درمیان کوئی وضع اختیار کرلے گا، اور لوح کے وسط سے جو اس کا راستہ ہوگا، اس کی شکل قطع مکافی (شلجمی) ہوگی،

مقناطیسی اور برقی میدانون کی طاقت بدلنے سے انصراف کی مقدار بڑھائی یا گھٹائی جا سکتی ہے، لیکن دوران تجربہ مین ان کو مستقل رکھا جاتا ہے، ان حالات مین انصراف کی مقدار مثبت ذرون کی کمیت پر منحصر ہوگی جو نکاس نلی مین استعمال شدہ گیس کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے، اگر کوئی کثیف گیس استعمال کیجائے تو لطیف گیس کے مقابلے مین انصراف کم ہوگا، (انصراف کی مقدار ذرات کی رفتار پر بھی منحصر ہے، لیکن موجودہ اغراض کے لحاظ سے ہم اُسے نظر انداز کر سکتے ہین اس کے ساتھ جو شکل دی جاتی ہے، ( )اس سے مختلف ذرات سے پیدا شدہ شلجمون کا پتہ چلے گا،

یہ مثبت ذرّے مادہ کے جواہر یا سالمے ہین، اور ان کی نوعیت کا انحصار کسی طرح بھی مثبت برقیرہ کی ترکیب پر نہین ہے، بلکہ اس کا انحصار تمام تر اُن گیسون پر ہے، جو نکاس نلی مین استعمال کی جائین، منفی ذرّات کا دھارا گیس کو روان دار کر دیتا ہے، اُسی سے مثبت ذرّات کا یہ دھارا پیدا ہوتا ہے، اس طریقہ سے گیس مین جو مختلف عناصر ہوتے ہین، اُن کے جوہری وزن کے لحاظ سے اُن کی شناخت ہو جاتی ہے، لطیف تر جوہرون مین کثیف تر جوہرون کے مقابلے مین انصراف زیادہ ہوتا ہے اور مقدار انصراف سے جوہری وزن کا پتہ چلتا ہے؛

ہم دیکھ چکے ہین کہ منفی برق کے ذرات (برقیون) کا ایک دھارا منفی برقیرہ سے مثبت برقیرہ کی طرف جاتا ہے، منفی برقیرہ کا یہ دھارا منفی برق کے علٰحدہ شدہ ذرّات پر مشتمل ہوتا ہے، لیکن مثبت برقیرے سے منفی برقیرے تک جو دھارا چلتا ہے، وہ جواہر مادہ پر مشتمل ہوتا ہے، جن مین سے ہر ایک نہین مثبت بار ہوتا ہے، ہم جواہر مادّے سے مثبت برق کو علٰحدہ نہین کر سکتے،

واضح رہے کہ جو کچھ اوپر کہا گیا، اس سے ان عجیب و غریب تجربون کی پوری تفصیل نہین حاصل ہوتی



مثبت ذرات سے پیدا شدہ شلجمی،

اس سے محض تجربون کی غرض سمجھانا ہی، جو ظاہر ہے کہ بہت پیچیدہ ہی،

عکاسی کی لوحون پر جو خطوط بنتے ہین، اون کی توجیہ ان معلومہ عنصر کے جوہری وزنون سے ہو جاتی ہے، جو نکاس نلی مین استعمال کردہ گیسون مین موجود ہوتے ہین،

یہ نیا طریقہ شناخت عنصر کی بہت ہی قلیل مقدار وان کر تا ہمکتا ہی جو دہوین باب کے آخری پارون مین ہمنے طیف نما کی عجیب و غریب قوت شناخت کا ذکر کیا تھا لیکن

مثبت شعاعوں کے اس طریقے نے سب کو مات کردیا ہم جانتے ہیں کہ سمندر کے پانی میں سونے کی بہت ہی قلیل مقدار ہوتی ہے اور اگر ہم اس سے سونا حاصل کرنا چاہیں، تو سمندر کے پانی کی ایک زبردست مقدار درکار ہوگی، اسی طرح ہم کو معلوم ہے کہ فضا ہوا میں ہیلیم گیس کی بہت ہی قلیل مقدار ہے لیکن ہیلیم کی قابل لحاظ مقدار حاصل کرنے کیلئے ہم کو ہوا کے زبردست حجم کی ضرورت ہوگی، باین ہمہ یہ مثبت شعاعی طریقہ ہوا کے صرف ایک مکعب سنٹی میٹر میں ہیلیم شناخت کرسکتا ہے،

عناصر کی شناخت کا یہ نیا طریقہ طیف نما سے کہیں آگے ہے کیونکہ اس سے اشیاء زیر امتحان کا جوہری وزن براہ راست معلوم ہوجاتا ہے، اس میں شک نہیں کہ سر جے جے ٹامسن کے اس انکشاف سے مثبت برق کی نوعیت پر آگے چل کر زیادہ روشنی پڑسکے گی،

—————

چھبیسوان باب

خاتمہ

آج جو علمی خیالات ہم مین رائج ہین یقیناً ہمارے اجداد ان سے مختلف خیالات رکھتے تھے، گذشتہ بابون مین سے دیکھا کہ پچھلے قرن مین کس قدر گریز پا ترقی ہوئی ہے،

یہ کتنی عجیب بات ہی، کہ ہمارے اسلاف جیزون کو جو کچھ سمجھتے تھے، اُن سے ہم اُن کو کتنا مختلف پاتے ہین، وہ نور اور حرارت کو مادی اشیا تصور کرتے تھے، ہم قطعی طور سے جانتے ہین کہ وہ دائرو سائر اثیر مین حرکت کے محض مختلف طریقے ہین، وہ جواہر مادہ کو غیر فانی اور ابدی سمجھتے تھے لیکن ہم کو براہ راست تابکاری کے انکشاف سے یہ شہادت مل چکی ہے، کہ ایسا نہین ہے، کچھ زیادہ عرصہ نہین گذرا کہ برق کو حرکت کا ایک طریقہ توانائی کی ایک قسم سمجھتے تھے، اب ہم کو معلوم ہوا کہ وہ ایک حقیقی وجود ہے، اور گذشتہ چند سالون ہی مین اُس کے ذرون کے متعلق ہم کو بہت کچھ معلومات حاصل ہوئی ہین، جس طرح ہم اپنے اجداد کے علمی خیالات کو ابتدائی اور مبہم سمجھتے ہین اس طرح ممکن ہو کہ کوئی آئندہ نسل ہمارے خیالات کی نسبت بھی یہی رائے قائم کرے،

ہم کو اس کا اچھی طرح سے احساس ہے کہ ابھی بہت کچھ باقی ہے جس کی نسبت ہم کچھ نہین جانتے، یا بہت کم جانتے ہین، مثلاً ہم کو اثیر حیات مثبت برق کی صحیح نوعیت کا کوئی صحیح اندازہ نہین، اور گذشتہ باب مین ہم دیکھ چکے، کہ تجاذب کی نوعیت کا قدیم مسئلہ اب بھی لاینحل ہے، یہ ہماری جہالت کی چند مثالین ہین، خوش قسمتی سے

ہم کو احساس ہے کہ ہمیں بہت کچھ سیکھنا ہے،

علم کا پہلا قدم یہ ہے کہ ہم کو معلوم ہو کہ ہم جاہل ہیں جب فرانس کے ایک مشہور فاضل آراگو سے ایک معزز خاتون نے پے درپے متعدد وپیچیدہ سوالات کئے، تو اوس نے عرب کے ایک مشہور عالم کی طرح انکسارانہ جواب دیا، "لاادری" اس خاتون کو بڑا تعجب ہوا کہ ایسا عالم وفاضل آدمی اس قدر ناواقف ہو، اور جب اوس نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ میدان سائنس مین اس قدر شہرت رکھتے ہین، اور پھر بھی ان چیزون کو نہین جانتے، تو اوس نے پھر نہایت سادگی سے جواب دیا، "لاادری"؛

کبھی کبھی ہم کو ایسے شخص سے سابقہ پڑتا ہے، جو سب کچھ جانتا ہے، اپنے بے تکلف احباب سے وہ کہتا ہے کہ ہمیشہ ہر سوال کا جواب دے سکتا ہے، ظاہر ہے، کہ ایسے شخص کی اتنا وقطعاً علمی نہین، تاہم ایسا شخص بالعموم یہ ماننے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، کہ وہ نہین جانتا کہ برق کیا ہے، چند برس کا عرصہ ہوا کہ مین ریل کے سفر مین جارہا تھا، کہ دو مسافرون کی گفتگو میرے کان مین پڑی، وہ دونون دیہات کے پروردہ تھے، لیکن ان مین سے ایک غالباً شہر مین بجلی کے کام سے تعلق رکھتا معلوم ہوتا تھا، اوس کے دوست نے کہا "ارے میان کیا تم نہین جانتے کہ بجلی کیا ہے؟" اور مجھے یہ سنکر تعجب ہوا کہ جواب مین اوس نے کہا کہ مین جانتا ہون،، اس کا جواب یہ تھا، کہ بجلی گندھک کے تیزاب اور سیسے سے بنتی ہے، اس بیان سے ظاہر ہوا کہ وہ ذخیرہ خانون سے کسی قدر واقف تھا،

آج ہماری صحیح حالت یہ ہے، ہم کو اپنے چارون طرف غیر مرئی برقیے کام کرتے معلوم ہوتے ہین منفی برق کے یہ ننھے ذرات مختلف تشکلات اختیار کرتے ہین، یہی جواہر مادہ ہین[1]، جوہر گردش کرنے والے برقیون کا گویا ایک چھوٹا سا شمسی نظام ہے، اس گردش کار نظام کی سرحد پر کچھ تابع برقیے ہوتے ہین، جو فضا کے اثیر محیط مین تموج پیدا کرتے ہین، ان ہی تموجات کو ہم نور اور حرارت سے موسوم کرتے ہین،

[1] یہ واضح رہے کہ مثبت برق کی ایک معادل مقدار کا ہونا ضروری ہے، خواہ ہم اُسے بطور کرہ تصور کرین یا کسی اور طریقے پر،

ان کے علاوہ کچھ مفارقت پذیر برقیے بھی ہوتے ہین، جو ایک جوہرے دوسرے جوہر مین چلے جاتے ہین
ایک تار پر ایسے برقیون کی مستقل حرکت کا نام برقی رو ہے، اور ان ہی برقیون کا ادھر ادھر تھپیڑے کھانا مبادل
برقی رو کہلاتا ہے، اگر یہ پس پیشی حرکت کافی تیز ہو، تو یہی برقیے ایثر مین "لاسلکی" موجین پیدا کر دیتے ہین جن کے
ذریعہ سے ہم سمندر مین دور دراز جہازون تک پیامات بھیج سکتے ہین،

ایک جسم سے دوسرے جسم مین ان مفارقت پذیر برقیون کا دفعتہً چلا جانا برقی اخراج کہلاتا ہے، ایک شے
سے دوسری شے تک یہ برقیے مثل گولیون کے جاتے ہین،

سُورج سے زمین تک ان برقیون کا اخراج شفق جنوبی و شمالی پیدا کرتا ہے، کرۂ ہوا کے بالائی طبقون
مین بادلون کی تکوین کے لئے مرکزے مہیا کرتا ہے، اور آسمانی برق کی توجیہ کرتا ہے، جو بجلی کی کوند مین نمودار ہوا کرتی ہے
ان ہی برقیون کے اجتماع سے زمین ایک منفی بار والی جسم ہو گئی ہے،

ان ہی برقیون کی مستقل حرکت (برقی رو) ایثر محیط مین ایک ہیجان پیدا کر دیتی ہی، اسی کو ہم مقناطیسی
میدان کہتے ہین، زمین کی مقناطیسیت کی توجیہ ہم یون کرتے ہین، کہ قشر زمین کے اندر برقیون کا سیلان ہوتا ہی، ان
مین یہ حرکت تپش کے فرق سے پیدا ہوتی ہی،

بعض جواہر اپنے مفارقت پذیر برقیون کو چھوڑ دیتے ہین جن کو دوسرے جواہر لے لیتے ہین، اُسی
سے اُن کے برقی توازن مین خلل واقع ہوتا ہی جن سے جواہر ایک دوسرے کو جذب کرتے ہین، اور کیمیاوی طور پر
متحد ہو جاتے ہین، اس طرح پر ہم جملہ مرکب اشیار کی پیدائش کی توجیہ کرتے ہین،

برقیے خواہ کسی ذریعے سے حاصل کئے جائین، ہر صورت مین بعینہٖ ایک ہوتے ہین،

برقیون کے اس نظریہ کے سلسلے مین رائٹ آنریبل اے، جے بالفور نے بحیثیت برٹش ایسوسی ایشن کے صدر کے کہا تھا کہ
"میرے خیال مین ہر شخص اس کو تسلیم کریگا کہ فطرت طبعی کو متحد کرنے کی یہ جسارت بہ غایت اطمنان وابتہاج ذہنی
کا احساس پیدا کرتی ہے، اس سے جو تسلی حاصل ہوتی ہی، وہ اپنی شدت وصفت مین بالکل جمالی ہی، اس سے ہم کو اسی قسم

کا خوشگوار صدمہ ہوتا ہی، جیسا کہ کسی مہیب درّے کی چوٹی سے ہم دفعتہً نیچے میدان، دریا اور پہاڑ کا پورا منظر دیکھیں۔

ہم دیکھتے ہیں، کہ برقیوں سے جوہرون اور سالمون تک اور پھر تابکاری کے ذریعہ سے برقیوں تک ایک کامل ارتقار ہے، اس عالمگیر ارتقا مین ارتقائے انسانی کے لئے اس مدت مدید کے بہت ہی تھوڑے حصے کی ضرورت ہوئی ہے، جو غیر ذی حیات سے ذی حیات مادہ بننے مین صرف ہوئی، ہمارے جسمون کی ساخت جن جواہر پر ہے ان کا وجود اوسی وقت سے ہے، جب سے کہ دنیا کی بنیاد رکھی گئی، اور جب ہم اس سیارے کو چھوڑ چکین گے، تب بھی وُہ دوسری شکلون مین باقی رہین گے،

صاحب جلال قیصر فنا کے گھاٹ اوتر گیا، اس کا جسم خاک ہو گیا، اور اب صرف اس قابل
رہ گیا ہی، کہ کسی سوراخ کو بند کر سکے"

سائنس کو صرف طبیعی اور مادّی سے بحث ہے شیکسپیر کے ڈراما ہیملٹ (خون ناحق) سے جو اقتباس اوپر دیا گیا ہے، اس کا تعلق انسان کے صرف مادّی رُخ سے ہے علم صحیح انسان کو اوس کی رُوح سے محروم نہین کرنا چاہتا، اور نہ وہ خالق کو اس کی کائنات سے نکالنا چاہتا ہے، بلکہ اوس کا مطمح نظر تو یہ ہے کہ اوس خلاق عالم کے عجیب و غریب کارنامون کا دیانت کے ساتھ مطالعہ کرے، اور بس،

ضمیمۂ اول

اجزائے عالم

ذیل کی جدولون کا مواد ۱۹۰۶ء کی بین قومی مجلس کی روداد سے لیا گیا ہے، پہلی جدول حسب معمول (انگریزی) حروفِ تہجی کی ترتیب سے ہی، دوسری جدول مین مین نے عناصر کو ان کے جوہری وزنون کے لحاظ سے ترتیب دیا ہی، اور تیسری جدول مین اجزای عالم بہ لحاظ تاریخ انکشاف درج کیا گیا ہی۔

اسمائے عناصر (بہ ترتیب حروف تہجی)

ایلومنیم،	کیڈمیم،	کولبیم، (عرف نیوبیم)	گولڈ، (سونا)
اینٹی منی (سرمہ)	سی سی ام،	کاپر، (تانبا)	ہیلیم،
آرگن،	کیلشیم،	آربیم،	ہیڈروجن،
آرسینک، (سنکھیا)	کاربن (کوئلہ کی اصل)	فلورین،	انڈیم
بیریم،	سی ریم،	گیڈولنیم،	آیوڈین،
بیریلیم، (عرف گلوسی نم)	کلوریم،	گیلیم،	اری ڈیم،
بسمتھ،	کرومیم،	جرمینیم،	آئرن (لوہا)
بورون،	کوبالٹ،	گلوسی نم (عرف بیریلیم)	کرپٹن،

لینھتینم،	آسمیم،	اسکینڈیم،	تھولی آم،
لیڈ، (سیسہ)	آکسیجن،	سی لینیم،	ٹن، (رانگ)
لیتھیم،	پلیڈیم،	سلی کن،	ٹی ٹینیم،
میگنیشیم،	فاسفورس،	سلور، (چاندی)،	ٹنگس ٹن،
مینگنیز،	پلاٹینم،	سوڈیم،	یورینیم،
مرکری، (پارہ)	پوٹاشیم،	اسٹرانشم،	وینیڈیم،
مالبڈنیم،	پرے سیوڈیمیم،	سلفر، (گندھک)	زی نان،
نیوڈیمیم،	ریڈیم،	ٹینٹیلم،	اٹربیم،
نیوان،	رہوڈیم،	ٹیلوریم،	اٹریم،
نکل،	روبیڈیم،	ٹربیم،	زنک، (جست)
نیوبیم، (عرف کولمبیم)،	روتھینیم،	تھلیم،	زرکونیم،
نائٹروجن،	سے ریم،	تھوریم،	

واضح رہے کہ جو عناصر تابکاری تبدلات میں حاصل ہوتے ہیں، مثلاً متخرج گیس، ان کو اس فہرست میں شامل نہیں کیا گیا، کیونکہ ہم کو ان کے صرف تابکاری خواص ہی معلوم ہیں،

عناصر بہ ترتیب جوہری وزن

ہائڈروجن	۱٫۰۰۸	گلوسی نم،	۹٫۱
ہیلیم	۴٫۰۰	بورون،	۱۱٫۰
لیتھیم	۷٫۰۳	کاربن،	۱۲٫۰

نائٹروجن،	=	۱۴٫۰۴	آئرن، (لوہا)	=	۵۵٫۹
آکسیجن،	=	۱۶٫۰	نکل،	=	۵۸٫۷
فلورین،	=	۱۹٫۰	کوبالٹ،	=	۵۹٫۰
نی آن،	=	۲۰٫۰	کاپر (تانبا)	=	۶۳٫۶
سوڈیم،	=	۲۳٫۰۵	زنک (جست)	=	۶۵٫۴
میگنیشیم،	=	۲۴٫۳۶	گیلیم،	=	۷۰٫۰
ایلومینیم،	=	۲۷٫۱	جرمینیم،	=	۷۲٫۵
سلی کان،	=	۲۸٫۴	آرسنیک (سنکھیا)	=	۷۵٫۰
فاسفورس،	=	۳۱٫۰	سلی نیم،	=	۷۹٫۲
سلفر، (گندھک)	=	۳۲٫۰۶	برومین،	=	۷۹٫۹۶
کلورین،	=	۳۵٫۴۵	کرپٹن،	=	۸۱٫۸
پوٹاشیم،	=	۳۹٫۱۵	روبیڈیم،	=	۸۵٫۴
آرگن،	=	۳۹٫۲	اسٹرانشیم،	=	۸۷٫۶
کیلشیم،	=	۴۰٫۱	اٹریم،	=	۸۹٫۰
اسکینڈیم،	=	۴۴٫۱	زرکونیم،	=	۹۰٫۶
ٹی ٹینیم،	=	۴۸٫۱	کولمبیم،	=	۹۴٫۰
وینیڈیم،	=	۵۱٫۲	مالبڈنیم،	=	۹۶٫۰
کرومیم،	=	۵۲٫۱	روتھینیم،	=	۱۰۱٫۷
منیگنیز،		۵۵٫۰	رھوڈیم،	=	۱۰۳٫۰

پیلیڈیم،	=	۱۰۶/۵	ٹربیم،	=	۱۶۰/۰
سلور، (چاندی)	=	۱۰۷/۹۳	اربیم،	=	۱۶۶/۰
کیڈمیم،	=	۱۱۲/۴	تھولیم،	=	۱۷۱/۰
انڈیم،	=	۱۱۴/۰	اٹربیم،	=	۱۷۳/۰
ٹن، (رانگ)	=	۱۱۹/۰	ٹین ٹےلم،	=	۱۸۳/۰
انیٹمنی، (سرمہ)	=	۱۲۰/۰	ٹنگس ٹن،	=	۱۸۴/۰
ایوڈین،	=	۱۲۶/۸۵	آسمیم،	=	۱۹۱/۰
ٹیلوریم،	=	۱۲۷/۶	اری ڈیم،	=	۱۹۳/۰
زینان،	=	۱۲۸/۲	پلاٹینم،	=	۱۹۴/۰
سی سی ام،	=	۱۳۲/۹	گولڈ، (سونا)	=	۱۹۷/۲
بریم،	=	۱۳۷/۴	مرکری (پارہ)	=	۲۰۰/۰
لینتھینم	=	۱۳۸/۹	تھےلیم،	=	۲۰۴/۱
پریسیوڈیمیم،	=	۱۴۰/۵	لیڈ، (سیسہ)	=	۲۰۶/۰
سی ریم،	=	۱۴۰/۲۵	بسمتھ،	=	۲۰۸/۵
نیوڈیمیم،	=	۱۴۳/۶	ریڈیم،	=	۲۲۵/۰
سمے ریم،	=	۱۵۰/۲	تھوریم،	=	۲۳۲/۵
گیڈولینیم،	=	۱۵۶/۰	یورنیم	=	۲۳۸/۰

ا

Preliminary Hypothesis	ابتدائی دعوی
Eternal	ابدی
Retardation	ابطاء
Cohesion	اتصال
Aether	اثیر
Combustion	احتراق
Discharge	اخراج
Actor	اداکار
Vibration	ارتعاش
Vibrator	" کنندہ
Fundamental	اساسی
Transformation	استحالہ
Deductions	استخراجات
Cylinder	اسطوانہ
Radiation	اشعاع
Radiant Heat	اشعاعی حرارت
Develop (photo)	آشکارا کرنا
Nerves	اعصاب
Unit	اکائی
Oxidise	اکسانا، اکساجانا
Affinity	الفت
Photographic Camera	آلہ عکاسی
Combination (Chemical)	امتزاج (کیمیاوی)
Pitch (Sound)	امتداد (آواز)
Induction	امالہ
Induction Coil	امالی لچھا
Self Induction	" ذاتی
Mutual "	" باہمی
Mixture	آمیزہ
Inference	انتاج
Diffusion	انتشار
Vertical	انتصابی
Breaking up	انشقاق
Deflection	انصراف
Refraction	انعطاف
Reflection	انعکاس
Instantaneous	آنی
Crest	اوج
Oscillation	اہتزاز

ب

Charge (Electric)	بار [برقی]
Rebound	بازگشت
Behaviour	برتاؤ
Electricity	برق
Electrical	برقی

برقانا	Electrify
برقایا ہوا	Electrified
برقاطیس	Electromagnet
برقاً مثبت	Electro Positive
برقاً منفی	Electro-negative
برقیرہ	Electrode
برقیہ	Electron
برقیائی	Electronic
بروزئی	Resinous
برقپاشیدگی	Electrolysis
برقپاشیدہ	Electrolyte
بول بکس	Sound-box
بوہمیئی شیشہ	Bohemian glass
بیرم	Lever
بیلن	Roller or Cylinder
بین نجمی	Inter Stellar

پ

پارچ	Saucer
پردہ[ہارمونیم]	Key (Harmonium)

ت

تابکار	Radioactive
تابکاری	Radioactivity
تپش	Temperature
تجاذب	Gravitation
تحقق	Realisation
تحلیل	Analysis
تخمک	Spores
تراش	Section
ترنگ	Ripple
تزہر	Phosphorescence
* عارضی	Flouresconce
تشکلات	Configurations
تعدد	Frequency
تعضیہ	Dissection
تعدیل	Neutralisation
تعدیلی	Neutral
تقطیب	Polari sation
تکسر	Disintegration
تکوین	Formation
تکسیر	Reduction
تلغرافی	Selegraphic
تلطیف	Rarefacton
تماس	Contact
تنقیبات	Excavations
توازن	Equilibrium
توانائی	Energy
,, بالقوہ	,, Potential
,, بالفعل	,, Kinetic
توتیہ	Blue Vitriol
توابع	Satellites

Collimator — توازی گر

Explanation — توجیه

ٹ

Solid — ٹھوس

ث

Second — ثانیه

Residue — ثفول

Pinhole, Aperture — ثقبه

Heavy — ثقیل

ج

Gravity — جاذبه

Gratings — جالی

Size — جثه

Attract — جذب

Corpuscle — جسیمه

,, Blood — ,, خونی

Inertia — جمود

Bath — جنذر

Fovea centralis — جوف مرکزی

Atom (atoms) — جوهر [جواهر]

Atomic Weight — جوهری وزن

چ

Eyepiece — چشمه

Flint — چقماق

ح

Insulator — حاجز

Supporter (of Combustion) — حامی [احتراق]

Diaphragm — حجاب

Intensity — حدت

Heat — حرارت

,, latent — ,, مخفی

,, dark — ,, تاریک

Thermopile — حرانبار

Thermoelectric Couple — حرابرقی جفت

Trough — حضیض

Vortex-ring — حلقیزه

Mechanics — حیل

Mechanical — حیل

Zoology — حیوانیات

خ

Cell (Electric) — خانه (برقی)

Lines of force — خطوط قوت

Vacuum (High) — خلا [اعلی]

,, tube — خلائی نلی

Cell (Bislogy) — خلیه [حیوانیات]

Properties — خواص
Reading — خواندگی
Microscope — خورد بیں
Image — خیال

د

Window — دریچی
Repel — دفع
Defence — دفاع
Glow — دمک
Comets — دمدار ستارے
Circuit — دور
Cycle — دورہ
Tuning Fork — دوشاخہ

ذ

Particle — ذرہ
Accumulator — ذخیرہ خانہ

ر

Sedimentary Rocks — رسوبی طبقے
Observatory — رصدگاہ
Velocity — رفتار
Pendulum — رقاص
Liquid — رقیق
Current — رو (برقی)
Ion — رواں
Ionised — رواں دار
Mathematics — ریاضی
Mathematician — „ داں

ز

Alum — زاج
Visitor — زائر
Positive Electrode — زبر برقیرہ
Vitreous — زجاجی
Saturn — زحل
Arsenic — زرنیخ
Stress — زور
Kathode — زیر برقیرہ
„ rays — „ شعاعیں

س

Structure — ساخت
Molecule — سالمہ
All-pervading — ساری کل
Nebula — سحابیہ
Note — سر
Octave — سرگم
Range — سعت
Planet — سیارہ
Fluid — سیال

Saturated	سیر
Saturation	سیری

ش

Retina	شبکیہ
Spark	شرارہ
Artery	شریان
Aurora Borealis	شفق شمالی
,, Australis	,, جنوبی
Parabolic	شلجمی
Sunpower Plant	شمسی شجرۃ
Detector, Receiver	شناسندہ
Meteor	شہاب
Substance	شے

ص

Thunder	صاعقہ
Ascending	صعودی

ض

Controlling charge	ضابطبار

ط

Cable	طناب [تلغرافی]
Spectrum	طیف
Spectrometer	,, پیما
Spectrometry	,, پیمائی
Spectroscope	,, نما
Spectroscopy	,, نمائی
Normal, Natural	طبعی
Abnormal	غیر ,,
physics	طبیعیات
Physicist	طبیعی

ع

Layman	عامی
Court of Inquisition	عدالت تعذیب
Lens	عدسہ
Transverse	عرضی
Rod	عصا
Nerve	عصبہ
,, Optic	,, بصری
Muscle	عضلہ
Muscular Energy	عضلاتی توانائی
Contractive Muscle	عضلۂ منقبضہ
Organism	عضویہ
Physiological	عضویات

[نوٹ۔ عضویات کی بجائے اب فعلیات استعمال ہوتا ہے]

Mercury	عطارد
Node	عقدہ
Nodal Points	عقدی نقطے

Sterilised	عقیم
Photography	عکاسی
Element	عنصر
Spider Web line	عنکبوتی خط
Chemical Reagents	عوامل کیمیاوی

غ

Invisible	غیر مرئی
Inactive	غیر فاعلہ

ف

Active	فاعلہ
Crest	فراز
Transmitter	فرستندہ
Strain	فساد
Natural	فطرت
Activity	فعالیت

ق

Statioinary	قائم
Disc	قرص
Trumpet	قرنا
Crust	قشر
Short cut	قصر راہ
Pole	قطب
Section	قطع
Parabola	قطع مکافی
Arc	قوس
Phonograph	قول نگار
Speculation	قیاس آرائی
Stable	قیام پذیر
Stability	,, پذیری
Unstable	,, ناپذیر

ک

Dense, opaque	کثیف
Sphere	کرہ
Pull	کشش
Law	کلیہ
,, Periodic	,, ادوار
Wrought Iron	کمایا لوہا
Mass	کمیت
Amber	کہربا
Chemicals	کیمیاویات

گ

Rotating	گردش کار
Hermetically Sealed	گل حکمت
Gas	گیس

ل

Wireless	لاسلکی

Cone مخروط
Pentagon مخمس
Orbit مدار
Speculum metal مراتی دهات
Square مربع
Spiral مرغوله دار
Projectile مرمی
Visible مرئی
Resistance مزاحمت
Transformed مستحیل
Emanation مستخرج
Plane مستوی
Hexagon مسدس
Path مسیر
Like مشابه
Observation مشاهده
Analyser مشرح
Phenomenon(-na) مظهر [مظاهر]
Equivalent معادل
Detachable مفارقت پذیر
Polarised مقطب
Polariser ,,
Commutator مقلب
Magnetism مقناطیسیت
Magnetise مقناتا
Magnetisation مقناؤ

Xrays و شعاع عی
Rarer, Rarified لطیف
Pigment رنگ

م

Matter ماده
Material مادی
Focus ماسکه
Focussing Screen
ماسکه گیر (پرده)
Ultramicroscopic ماوراخورد بینی
Ultraviolet ماورابنفش (بالابنفش)
Liquid مایع
Source مبدء
Porous متخلخل [مسامدار]
Refractory متمرد
Complementary (colour)
متمم [رنگ]
Positive مثبت
Triangle مثلث
Insulation محجوزیت
Solution محلول
Solvent محلل
Communication مجاورت
Opposite, Unlike(Pole)
مخالف [قطب]

Magnified	مکبر
Condensed	متکاثف
Microbe	مکروب
Excited	مکیف
Actor	ممثل
Diffused, Scattered	منتشر
Prism	منشور
Deflected	منصرف
Negative	منفی
Wave	موج
„ Motion	موجی حرکت
„ length	„ طول
Battery (Electric)	مورچه
Conductor	موصل
„ good	„ جید
„ bad	„ ردی

ن

Wave front	ناصیۂ موج
Armature (Keeper)	ناظر
Pulsations	نبضات
Neptune	نیپچون
Proto	نخستین
Proto plasm	نخزمایه
Trough	نشیب
System (Solar)	نظام [شمسی]
Thecry	نظریه
.. Electron	„ برقیائی
Psychological,	نفسیاتی
Psychologist	„
Penetrating Power	نفوذی طاقت
Boiling Point	نقطۂ جوش
Saturation Point	„ سیری
Light	نور
Luminosity	نورانیت

و

Meduim	واسطه
Vein	ورید
Chronograph	وقت نگار
Interval	وقفه

ه

Target	هدف
Entity	هستی
Univresal	همه گیر
Air-pump (Mercury vapour)	هوائی پمپ (سیمابی)

مطبع کوه نور برقی پریس روبرو تار آفیس رزیڈنسی
سلطان بازار حیدرآباد دکن

دار المصنفین کی فلسفیانہ کتابین،

برکلے اور اُس کا فلسفہ،

مشہور فلاسفر برکلے کے حالات زندگی اور اُسکے فلسفہ کی تشریح، اردو مین فلسفۂ جدیدہ کی یہ پہلی کتاب ہی،
از پروفیسر عبدالباری ندوی، قیمت:۔ عیر، ضخامت ۱۲۶ صفحے،

مبادی عِلم انسانی،

مادیت کی تردید مین برکلے کی مشہور کتاب "پرنسپلس آف ہیومن نالج" کا نہایت فہمیدہ اور سنجیدہ ترجمہ جسمین حواس انسانی پر بحث کر کے مادیت کا ابطال کیا ہے، از پروفیسر عبدالباری ندوی، ضخامت ۱۳۶ صفحے، قیمت: عیر

مکالمات برکلے،

برکلے کی ڈائلاگس کا ترجمہ جسمین مکالمہ کی صورت مین برکلے نے مادیت کا ابطال کیا ہی، از مولنا عبدالماجد بی اے دریابادی، قیمت: عہ ر حجم ۲۰۴ صفحے،

مبادی فلسفہ جلد اوّل،

یہ مولنا عبدالماجد بی اے کے مختلف فلسفیانہ مضامین کا جنکی تعداد ۶ ہی مجموعہ ہی، مضامین دلچسپ اور اُن کا طرز بیان رواں و شگفتہ ہے، ضخامت ۱۰۵ صفحات، قیمت:۔ عہ ر

مبادی فلسفہ حصۂ دوم،

یہ دوسرا حصہ سنہ ۱۹۲۴ء مین شائع ہوا ہی، اس مین فلسفہ کے مختلف موضوعون پر سات مضامین ہین، مثلاً وجود باری اور حکماے جرمنی، حکماے ہند کا فلسفۂ جذبات، مذہب ارتقائی نقطۂ نظر سے وغیرہ، یہ مضامین مختلف علمی رسالون مین چھپے تھے، اب ان سب پر نئے سرے سے نظر ڈالی گئی ہی جس سے یہ پہلے سے زیادہ دلچسپ اور مفید ہو گئے ہین، قیمت:۔ عہ ر، حجم ۱۵۱ صفحات،

فلسفۂ جذبات،

اس کتاب مین تمام اہم جذبات انسانی مثلاً غم و مسرت، غضب و شہوت، خوف و دہشت، اور الفت و ہمدردی

کے فلسفیانہ علل و اسباب اُنکے مؤثرات و محرکات اور عواقب و نتائج سے بحث کیگئی ہی اور جذبات کی حقیقت بتائی گئی ہے، از مولنا عبدالماجد بی اے ضخامت مع فرہنگ مصطلحات، ۲۴۰ صفحے قیمت مجلد عہ غیر مجلد عار

فلسفۂ اجتماع

اس کتاب مین جماعتون کے دماغی و نفسیاتی حالات سے بحث کیگئی ہی اور قائدین جماعت یعنی لیڈرون کے خصائل و اوصاف بیان کئے گئے ہین، اور اس لحاظ سے یہ کتاب اخلاقی حیثیت بھی رکھتی ہی، از مولنا عبدالماجد بی اے، ضخامت ۲۷۰ صفحے، قیمت :- عار

نٹشے

مشہور جرمن فلاسفر فریڈرک نٹشے کی سوانحعمری اور اُسکے افکار و خیالات، اور تصانیف پر بحث و تبصرہ ہی مصنفہ پروفیسر مظفر الدین ندوی، ام اے، حجم ۱۰۲ صفحے، قیمت :- عہ

مقالہ روسو

جسمین فرانس کے مشہور قلمی انقلابی ہیرو روسو نے علوم و فنون کے افادی اثرات و نتائج کی تنقید کی ہی، یہ کتاب ان کتابون مین سے ہی جنھون نے انقلاب فرانس کا مواد بہم پہنچایا ہی، ضخامت ۵۱ صفحے، قیمت :- ۸ر

نفسیات ترغیب

کسی انسان کو کسی کام یا چیز یا تحریک کیلئے ہم کیونکر آمادہ کر سکتے ہین، اور اسکو ترغیب اور شوق دلا سکتے ہین، اسکے نفسیاتی اصول کیا ہین، اس کتاب مین اُن ہی اصول کی تشریح ہی، تجارت، اشتہارات اور تقریر و وعظ مین ہر جگہ ان اصول کی رعایت کی ضرورت ہی اسلئے تجارت کے مشتہرین، واعظین، مدرسین اور وکلا سبکو اس کتاب کی ضرورت ہی، ضخامت ۲۱۱ صفحے، قیمت :- عار

ابن رشد

ابن رشد کے سوانح اور اس کے فلسفہ پر تبصرہ اور اسی ضمن مین مسلمانون کے علم کلام و فلسفہ پر بھی ریویو، اور یورپ مین اسلامی علوم کی اشاعت کی تاریخ اور فلسفۂ جدیدہ و قدیمہ کا موازنہ بھی کیاگیا ہی، ابن رشد کے متعلق اتنا بڑا ذخیرۂ معلومات کسی مشرقی زبان مین کیا کسی مغربی زبان مین بھی نہین ملسکتا، ضخامت ۲۰۹ صفحے قیمت :- للعہ

روح الاجتماع

موسیو لیبان کی کتاب جماعتہائے انسانی کے اصول نفسیہ کا اردو ترجمہ جسمین انسانی جماعت کے اخلاق اور پبلک رہنماؤن کے خصوصیات بیان